فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا! رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا» وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ». رواه أبو داود بإسناد صحيح. قوله: «قَرْيَةَ نَمْلٍ» مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

ان کے گرد منڈلانے لگا' اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا' اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا' تو آپ نے پوچھا' یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا' ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ نے فرمایا' آگ کا عذاب دینا تو آگ کے رب کو ہی سزاوار ہے۔ (ابو داوٗد' بسند صحیح)

قریۃ نمل' کا مطلب ہے چیونٹیوں کا ایسا مسکن' جس میں چیونٹیاں موجود ہوں (نہ کہ چیونٹیوں کے بغیر خالی مسکن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية حرق العدو بالنار

فوائد: پرندوں کے بچوں کو پکڑ کر پرندوں کو ایذاء پہنچانا' چیونٹیوں اور دیگر حشرات الارض کے مسکنوں کو کیڑے مکوڑوں سمیت جلانا منع ہے۔ البتہ خالی مسکنوں کو جلانا ممنوع نہیں ہے۔ (۲) اگر کسی نے کسی کو آگ میں جلا کر مار دیا' تو آگ کی سزا دینا تو جائز نہیں ہے' تاہم قصاص میں ایسا کیا جا سکتا ہے اگر مقتول کے وارث قاتل کو بھی اس طرح ہی مارنا چاہتے ہوں' ورنہ تلوار سے اس کی گردن اڑا کر قصاص لے لیا جائے گا۔

٢٨٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهُ صَاحِبُهُ

۲۸۴۔ حق دار کا اپنے حق کا مطالبہ کرنے پر مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو ادا کر دو۔ (سورۂ نساء' ۵۸)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ﴾ [البقرة: ٢٨٣].

نیز فرمایا: پس اگر تمہارا بعض بعض پر اعتبار کرے تو چاہیے کہ جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے' وہ امانت واپس کر دے۔ (سورۂ بقرہ' ۲۸۳)

فائدۂ آیات: امانتوں سے مراد' حقوق ہیں' حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ مطلب یہ ہے کہ تمام حقوق ادا کرو' اللہ کے بھی اور بندوں کے بھی' کسی کا حق مت رکھو' اگر کسی کا حق رکھو گے تو یہ ادائے امانت کے منافی ہے۔ دوسری آیت کا مطلب ہے کہ گروی رکھے بغیر اور کسی کو گواہ بنائے بغیر اگر ایک شخص نے دوسرے پر اعتبار کیا

ہے تو صاحب امانت کو اس کی امانت واپس کر دی جائے۔ اسی سے امام صاحب نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹانے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا بھی حرام ہے' کیونکہ یہ رویہ بھی ادائے امانت کے حکم کے منافی ہے۔

١٦١٣ ـ وَعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإذا أُتبعَ أحَدُكُم عَلى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ» متفقٌ عليه. مَعْنَى «أُتبعَ» أُحِيلَ.

۱۶۱۳/۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو (قرض کی ادائیگی کے لئے) کسی مال دار کے سپرد کیا جائے' تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیچھے لگ جائے (یعنی اسی سے اپنا قرض طلب کرے)۔ بخاری و مسلم

اتبع کے معنی ہیں' سپرد کر دیا جائے۔

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب الحوالة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم مطل الغنى.

فوائد: ٹال مٹول کا مطلب ہے' کہ قرض خواہ کی رقم ادا کرنے کی استطاعت موجود ہونے کے باوجود نہ دینا اور بلا وجہ ٹال مٹول سے کام لینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۲) اگر جھگڑا ختم کرنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ کو کسی مال دار آدمی کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس سے اپنی رقم وصول کر لے' تو قرض خواہ کو یہ فیصلہ قبول کر لینا چاہیے۔ اس میں گویا حسن معاملہ کی ترغیب ہے۔

٢٨٥ ـ بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا، وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئاً تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ، أوْ أخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ، أوْ كَفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا، وَلاَ بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدِ انْتَقَلَ إلَيْهِ

۲۸۵۔ ایسا ہبہ واپس لینے کی کراہت جو سپرد نہ کیا ہو اور وہ ہبہ بھی جو اپنی اولاد کو دیا ہو' سپرد کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صدقے کی چیز ایسے شخص سے خریدنے کی کراہت جسے صدقہ دیا ہو یا اسے بطور زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کے نکالا ہو۔ البتہ کسی دوسرے شخص سے' جس کی طرف وہ چیز منتقل ہو گئی ہو' خریدنے میں کوئی حرج نہیں

١٦١٤ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَعُودُ في هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَرجِعُ في قَيْئِهِ» وَفِي رِوَايَةٍ:

۱۶۱۴/۱ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اپنے ہبے کو واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اپنی قے

«مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، كَمَثَلِ الكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ» متفقٌ عليه.
وفي روايةٍ: «العَائِدُ في هِبَتِهِ كالعَائِدِ في قَيْئِهِ».

کو چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
ایک اور روایت میں ہے' اس شخص کی مثال جو اپنا صدقہ واپس لیتا ہے' اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے میں لوٹتا اور اسے چاٹتا ہے۔
ایک اور روایت میں ہے' اپنے ہبے کو واپس لینے والا' اپنی قے میں لوٹنے والے کی طرح ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة.

فوائد: اس کی شناعت و قباحت اس سے واضح ہے کہ ایک تو ایسے شخص کو' جو ہبہ واپس لیتا ہے' کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور دوسرے' موہوب چیز کو قے سے تعبیر کیا' جس سے انسان سخت کراہت محسوس کرتا ہے۔ تاہم علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم اجنبی آدمی کے لئے ہے۔ اگر انسان اپنی اولاد یا پوتوں پر پوتوں کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اسے واپس لینے کا یہ حکم نہیں ہے' اس کا واپس لینا اس کے لئے جائز ہے۔

١٦١٥ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدتُّ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ» متفقٌ عليه. قوله: «حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ» مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ.

۲/ ۱۶۱۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ایک گھوڑا دے دیا پس جس کے پاس وہ تھا' اس نے اسے ضائع کر دیا (یعنی اس کی دیکھ بھال نہیں کی) چنانچہ میں نے اسے اس سے خریدنے کا ارادہ کیا اور میرا خیال تھا کہ وہ اسے معمولی سی قیمت پر بیچ دے گا۔ تو میں نے نبی ﷺ سے (اس کی بابت) پوچھا' تو آپ نے فرمایا' اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو' اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے دے' اس لئے کہ اپنا صدقہ واپس لینے والا' اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
حملتُ کے معنی ہیں' میں نے اسے کسی مجاہد کو بطور صدقہ دے دیا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكوة، باب هل يشترى صدقته؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنی صدقہ کی ہوئی چیز کو قیمتاً خرید کر بھی واپس لینا جائز نہیں۔

٢٨٦ ـ بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ

۲۸۶۔ مال یتیم کی حرمت کی تاکید کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ١٠].
وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ١٥٢]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَٰمَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ ٱلْمُفْسِدَ مِنَ ٱلْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ٢٢٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ناجائز طریقے سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ ڈال رہے ہیں' اور عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ (سورۂ نساء' ۱۰)
نیز فرمایا: یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ' مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو۔ (سورۂ انعام' ۱۵۲)
اور فرمایا: یہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں' ان سے کہہ دے' ان کی اصلاح کرنی بہتر ہے اور اگر تم ان کو (خرچ میں) اپنے ساتھ ملا لو' تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون؟ (سورۂ بقرہ' ۲۲۰)

١٦١٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ!» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه. «الْمُوبِقَاتُ» الْمُهْلِكَاتُ.

۱/ ۱۶۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو' صحابہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی' پاک دامن ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)
الموبقات' کے معنی ہیں' ہلاک کر دینے والی چیزیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوصايا، باب قوله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى...﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أكبر الكبائر.

فوائد: یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں۔ تاہم ان میں شرک سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی معاف نہیں ہو گا اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے برعکس دوسرے کبیرہ گناہ' اگر اللہ چاہے گا تو معاف فرما دے گا' بصورت دیگر اس کے مرتکب کو جہنم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ لیکن اس سزا کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جنم میں داخل کر دیا جائے گا' اگر وہ مومن ہو گا۔

٢٨٧ ـ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا

۲۸۷۔ سود کی سخت حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰاْ ۗ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ۚ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَٱنتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرْبِى ٱلصَّدَقَٰتِ ﴾ إلى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰاْ ﴾ [البقرة: ٢٧٥ـ٢٧٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں' وہ (قیامت والے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے' جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا' کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے' حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام' (پھر دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟) پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی' اور وہ (سود خوری سے) باز آگیا' تو اسی کے لئے ہے جو (زمانہ جاہلیت میں) پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو (اس حکم کے باوجود) دوبارہ سودی معاملہ کرے گا' تو یہی لوگ ہیں دوزخ والے' جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔ اللہ کے اس قول تک۔ اے ایمان والو' اللہ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو۔ (سورۂ بقرہ' ۲۷۵-۲۷۸)

وَأَمَّا الأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ، ، مِنها حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس سے متعلق ''صحیح'' میں بکثرت حدیثیں ہیں اور مشہور ہیں' ان ہی میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی ہے جو ماقبل کے باب میں گزری۔

١٦١٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ» رواه مسلم. زاد الترمذي وغيره: «وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ».

۱/ ۱۶۱۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ نے یہ زیادہ روایت کیا' سودی لین دین کے دونوں گواہوں اور اس کے کاتب پر' (بھی لعنت فرمائی)۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب لعن آكل الربا ـ وسنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في آكل الربا.

فوائد: کھانے' کھلانے والے سے مراد' لینے اور دینے والے ہیں۔ اس حدیث سے سود کی شدت حرمت واضح ہے کہ لینے اور دینے والے کے علاوہ اس کے گواہوں اور معاہدہ لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے' حالانکہ ان ثانی الذکر دونوں حضرات کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا' لیکن صرف ایک گونہ تعاون کی وجہ سے ہی ان کو بھی ملعون قرار دے دیا گیا۔ گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ اس شدت

کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایسا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد اخوت' ہمدردی' ایثار و قربانی پر ہو' کسی کو مال کی ضرورت ہو' تو اصحاب اموال ضرورت مندوں کی ضرورت فی سبیل اللہ' اللہ کی رضا کے لئے پوری کر دیں یا پھر قرض حسن کے طور پر۔ جب کہ سود کی بنیاد اس کے برعکس خود غرضی' دوسروں کے استحصال اور ظلم پر ہے۔ اس میں اصحاب ثروت کسی ضرورت مند سے اللہ کی رضا کے لئے تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے۔ انہیں صرف اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔ غریب کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے کے باوجود ان کی حرص و آز میں کمی نہیں ہوتی۔ اسی لئے شریعت نے ہر قسم کے سود کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے' چاہے وہ ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیئے گئے قرض پر وصول کیا جائے یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کردہ رقم پر۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں تجارتی مقاصد کے لئے قرض لینے اور دینے کا رواج ہی نہیں تھا' صرف ذاتی ضروریات کے لئے ہی قرض لینے دینے کا معمول تھا۔ اس لئے جو سود حرام کیا گیا ہے' وہ صرف ثانی الذکر قسم کا سود ہے نہ کہ اول الذکر سود۔ کیونکہ پہلی قسم کے سود کا تو وہاں رواج ہی نہیں تھا۔ اس بنا پر وہ صنعت و کاروبار کے لئے لئے ہوئے قرض پر سود کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کو وہ تجارتی سود سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے' اس سے تو لوگ کاروبار کر کے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں' اگر وہ اس فائدے میں سے تھوڑا سا فائدہ صاحب مال کو ایک سالانہ شرح کے حساب سے لوٹا دیں' تو یہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے' یہ تو صاحب مال کا وہ حق ہے جو اپنے مال کی وجہ سے اسے ملنا چاہئے۔ لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں ہے کہ عرب میں تجارتی قرض کا رواج نہیں تھا' عربوں میں تجارتی مقاصد کے لئے بھی قرض لینے دینے کا رواج تھا۔ علاوہ ازیں صنعت و تجارت میں لگے ہوئے سرمائے کی بابت کوئی شخص یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہرصورت نفع ہی دے گا' کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن بنک یا ساہوکار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی' وہ ہر صورت میں اپنے دیئے ہوئے قرض پر سالانہ شرح سے سود وصول کرنا ضروری سمجھتا اور وصول کرتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ خود غرضی نہیں؟ استحصال نہیں؟ اور اگر نقصان نہ ہو تو یہ سودی قرض گرانی کا باعث بنتا ہے۔ ایک صنعت کار' جتنا سود ادا کرتا ہے' اسے وہ پیداواری لاگت میں شامل کر کے اپنی تیار کردہ اشیاء کی قیمت مقرر کرتا ہے' جس سے عوام کو وہ چیز نسبتاً مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر قسم کے سود کو حرام کر کے ظلم و استحصال اور گرانی کے ایک بہت بڑے ذریعے اور سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں بھی مغرب کی نقالی میں معیشت کی ساری بنیاد سودی نظام پر قائم ہے اور اس سے بچنے کی کوئی سعی و کاوش اسلامی ملکوں کے مغرب زدہ حکمرانوں کی طرف سے نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح مسلمان عوام میں بھی اب سود سے بچنے کا کوئی جذبہ نہیں رہا اور ان کی اکثریت بنک کے سود کو وصول کرتی اور کھاتی ہے اور سودی کھاتوں میں شریک ہوتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

بہرحال جو مسلمان سود کی وبائے عام سے بچ کر اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرنا چاہتے ہوں' ان کے لئے ذیل میں اس کی بابت چند بنیادی باتیں درج کی جاتی ہیں جن سے سودی معاملات کا سمجھنا آسان اور ان سے ان کے لئے بچنا ممکن ہو سکتا ہے۔

سود کے لئے قرآن کریم میں ربوٰ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' جس کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور شرعاً اس زیادتی کو کہتے ہیں جو بیع میں ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے میں کسی ایک چیز میں ہو۔ یا قرض کی واپسی کے وقت اصل چیز یا رقم میں ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ربا الفضل۔ ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے کے وقت ایک چیز کے عوض میں زیادہ لینا (۲) ربا النسیئہ۔ ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا' مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔

اسی طرح مال کی قسموں کا جاننا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ہر مال کا ایک وصف عام ہوتا ہے' اس اعتبار سے اسے جنس کہا جاتا ہے اور ایک وصف خاص ہوتا ہے' جسے صنف (قسم) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے غلہ جات ہیں' یہ اپنے وصف عام (کہ ان کو کھایا جاتا ہے) کے اعتبار سے ایک جنس ہیں۔ یعنی کھانے والی جنس۔ لیکن وصف خاص کے اعتبار سے غلہ جات کی کئی صنفیں (قسمیں) ہیں۔ جیسے چاول' جَو' گندم' مکئی' جوار وغیرہ۔ یہ سب وصف عام کے اعتبار سے ایک جنس ہیں' جنس مطعومات۔ لیکن اپنے اپنے خاص اوصاف کے اعتبار سے یہ الگ الگ قسمیں ہیں' چاول ایک قسم ہے' گندم ایک قسم۔ جوار ایک' مکئی ایک' منقی ایک' نمک ایک' وغیرہ۔ ہر کھانے والی چیز کو اس پر قیاس کر کے اس میں شامل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ ماپ کر فروخت ہوتی ہو یا تول کر۔

ایک مال کی قسم وہ ہے جسے ثمن کہا جاتا ہے۔ جیسے سونا' چاندی ہے اور اسی پر آج کل قیاس کیا جا سکتا ہے' سکے' کرنسی نوٹ' چیک اور کمپنیوں کے شیئرز (حصے) وغیرہ کو۔

حدیث میں ان دونوں جنسوں کی بابت احکام وارد ہیں۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر ہے وہ ان دونوں جنسوں کو حاوی ہیں۔ سونا' چاندی' گندم' جَو' کھجور اور نمک۔ بعض ائمہ نے سودی معاملات کو صرف ان چھ چیزوں تک محدود رکھا ہے' باقی دیگر چیزوں میں وہ کمی بیشی کو سود قرار نہیں دیتے۔ جب کہ اکثر ائمہ و فقہاء نے قیاس کر کے دوسری چیزوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے' مثلاً جو کھانے والی چیزیں ہیں چاہے (ماپی جانے والی) ہوں یا وزنی۔ یا جن میں (سونے چاندی کی طرح) ثمنیت پائی جاتی ہے' یا بعض کے نزدیک جن کو ذخیرہ کیا جا سکتا ہو۔ اس حساب سے ایک جنس وزنی چیزوں کی ہے یعنی جنہیں تول کر بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ دوسری جنس کیلی چیزوں کی ہے جنہیں پیمانوں سے ماپ کر بیچا جاتا ہے اور ایک جنس ان چیزوں کی ہے جنہیں ذخیرہ کیا جا سکتا ہو اور ایک جنس وہ ہے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے' جیسے سونا' چاندی' سکے کرنسی نوٹ وغیرہ۔ ان اموال میں سودی اور غیر سودی صورتیں حسب ذیل ہوں گی۔ ۱۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس اور قسم کے اعتبار سے ایک ہوں گی۔ مثلاً گندم کا گندم سے' چاول کا چاول سے تبادلہ ہو' تو اس میں کمی بیشی بھی حرام ہو گی اور ادھار بھی۔ ان کا برابر ہونا بھی ضروری ہے اور مجلس عقد میں قبضہ بھی ضروری۔ ۲۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے ایک ہوں' البتہ قسم کے اعتبار سے مختلف ہوں' تو ان میں کمی بیشی جائز ہو گی تاہم ادھار ناجائز۔ جیسے ایک کلو چاندی کا تبادلہ ایک یا دو گرام سونے کے ساتھ' ایک کلو جَو کا سودا آدھا کلو گندم کے ساتھ۔ ایک دینار کا تبادلہ تین چار ریالوں کے ساتھ۔ اگر یہ سودا نقد ہو گا تو جائز ہے' اس میں ادھار کرنا صحیح نہیں۔ ۳۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے بھی ایک نہ ہوں اور قسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوں تو ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔ جیسے (مثلاً) ایک کلو گندم کا ایک گرام سونے سے تبادلہ۔ ایک کلو کھجور کا سودا ۱۰

یا ۲۰ تولہ چاندی کے ساتھ' ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔

یہ سود کے سلسلے میں مختصراً ضروری باتیں ہیں' جن کا خیال رکھنے سے سود سے بچا جا سکتا ہے۔

۲۸۸ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ﴾ [البينة: ٥]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ﴾ [البقرة: ٢٦٤]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [النساء: ١٤٢].

۲۸۸۔ دکھلاوے کے حرام ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور انہیں صرف یہ حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں' اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف یکسو ہو کر۔ (سورۂ بینہ' ۵)

نیز فرمایا: اپنے صدقے احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو' اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۴)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (سورۂ نساء' ۱۴۲)

١٦١٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ» رواه مسلم.

۱/ ۱۶۱۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں' شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب من أشرك في عمله غير الله.

فوائد: کسی اور کو شریک کرنے کا مطلب ہے' کہ دکھلاوے کے لئے کام کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیوی مفاد حاصل کرے یا لوگوں کی نظروں میں متقی و پارسا کہلائے۔ میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں' کے معنی ہیں کہ اس کے عمل کو برباد اور اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہوں۔ اس حدیث میں دکھلاوے کو شرک سے تعبیر کرکے (کہ یہ بھی شرک خفی ہے) اس کی شناعت و قباحت کو واضح کر دیا ہے۔ تاہم یہ شرک اصغر ہے جس کے مرتکب پر جنت حرام نہیں' یہ سزا بھگت کر بالآخر جنت میں چلا جائے گا۔ جب کہ شرک اکبر و شرک صریح کا مرتکب دائمی جہنمی ہے' اس پر جنت ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

١٦١٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ

۲/ ۱۶۱۹۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے

رَسُــولَ اللهِ ﷺ يَقُــولُ: «إِنَّ أَوَّلَ النَّــاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وقرأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هو قَارِىءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وأَعطاه من أَصْنَافِ المَالِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ، فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: ما تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، ولكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هو جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ». رواه مسلمٌ. «جَرِيءٌ» بفتح الجيم وكسر الرَّاءِ وبِالمَدِّ، أَيْ: شُجَاعٌ حَاذِقٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا' ان میں ایک وہ آدمی ہو گا جو شہید ہو گیا تھا' پس اسے (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے تیری راہ میں جہاد کیا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے جھوٹ کہا' تو تو اس لئے لڑا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے' پس تجھے (دنیا میں) بہادر کہہ لیا گیا۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہو گا جس نے (دین کا) علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا' پس اس کو پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ پوچھے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا' میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیری رضا کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے جھوٹ کہا' تونے تو علم اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے۔ پس تحقیق تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اس کی بابت حکم دیا جائے گا' پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور (تیسرا) وہ شخص ہو گا' جس کو اللہ نے کشادگی عطا فرمائی تھی اور اسے مختلف قسم کے مال سے نوازا تھا' پس اسے پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کئے جانے کو تو پسند کرتا تھا' نہیں چھوڑا' مگر اس میں

تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو نے جھوٹ بولا' تو نے تو یہ اس لئے کیا کہ کہا جائے کہ وہ بڑا سخی ہے۔ پس تحقیق یہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کی بابت حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

جری' جیم پر زبر' راء کے نیچے زیر اور اسے مد کے ساتھ (کھینچ کر) پڑھنا ہے۔ بہت بہادر' ہشیار۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحقّ النار.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ پہلے ریا کاروں کا محاسبہ ہو گا۔ دوسرا' یہ کہ اخلاص کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں' چاہے بظاہر وہ عمل کتنا ہی بڑا ہو۔ لیکن ریاکاری کی وجہ سے اس پر ثواب ملنے کی بجائے' عذاب ہو گا اور اس کا مرتکب جنت کی بجائے' جہنم میں جائے گا۔

١٦٢٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاساً قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سَلاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هٰذا نِفَاقاً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. رواه البخاري.

۳ / ۱۶۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے اس کے برعکس باتیں کرتے ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر آکر کرتے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' ہم اس رویے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب ذم ذی الوجہین' رقم ۲ / ۱۵۴۲ میں گزر چکی ہے۔ لیکن وہاں یہ روایت حضرت ابن عمر کے پوتے محمد بن زید بن عمر سے ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا ابن عمر سے کہا' جس کا جواب ابن عمرؓ نے دیا اور یہی صحیح ہے کیونکہ صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے اگرچہ بعض الفاظ اس سے مختلف ہیں۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی خوشامد' چاپلوسی اور انہیں خوش کرنے کے لئے ان سے خلاف واقعہ باتیں کرنا' منافقت ہے' جو بہت بڑا جرم ہے۔ اس منافقانہ رویے سے حکمرانوں کو رعایا کے صحیح حالات کی خبر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اخلاص اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے سامنے صحیح صحیح باتیں کہی جائیں تاکہ رعایا کے صحیح حالات ان کے علم میں آئیں اور وہ دھوکے میں نہ رہیں۔

١٦٢١ ـ وعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ، وَمَنْ رَاءَى رَاءَى اللهُ بِهِ» متفق عليه. وَرَوَاهُ

۴ / ۱۶۲۱۔ حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت والے دن رسوا کر دے گا اور جو کوئی نیک عمل

مُسْلِمٌ أَيضاً مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. «سَمَّعَ» بتشديد الميم، وَمَعْنَاهُ: أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً «سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ» أَيْ: فَضَحَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَعْنَى: «مَنْ رَاءَى» أَيْ: مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ «رَاءَى اللّٰهُ بِهِ» أَيْ: أَظْهَرَ سَرِيرَتَهُ عَلَى رُؤُوسِ الخَلَائِقِ.

لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ ابن عباس سے بھی مروی ہے۔

سمع' میم کی تشدید کے ساتھ۔ اس کے معنی ہیں' اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ سمع اللہ بہ' کا مطلب ہے' اسے قیامت والے دن رسوا کرے گا اور من رای کے معنی ہیں کہ اپنے نیک عمل کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی نظروں میں وہ بڑا ہو جائے اور رائی اللہ بہ کا مطلب ہے' اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء.

فوائد: ریاکاری' قیامت والے دن ذلت و رسوائی کا باعث ہو گی۔

١٦٢٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا. رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ. والأَحاديثُ في الباب كثيرةٌ مشهورةٌ.

۵ / ۱۶۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس علم کو' جس کے ذریعے سے اللہ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے' اس لئے سیکھتا ہے کہ اس سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کرے' تو وہ قیامت والے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (عرف' کے معنی خوشبو)۔

(ابو داوٗد' اس کی سند صحیح ہے)

اور اس باب میں بکثرت احادیث ہیں اور مشہور ہیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله.

فوائد: دین کا علم حاصل کرنا' بڑی فضیلت والا عمل ہے بشرطیکہ مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو۔ اگر یہ دنیوی مفادات کے لئے حاصل کرے گا تو اتنا بڑا جرم بن جائے گا کہ جنت کی خوشبو تک سے وہ محروم رہے گا۔ یعنی پہلے مرحلے میں۔ تاہم جہنم کی سزا بھگتنے کے بعد' پھر جب اللہ چاہے گا' وہ جنت میں چلا جائے گا۔

٢٨٩ ـ بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ

۲۸۹۔ ایسی چیزوں کا بیان جن کی بابت ریاء

بریاءٍ

کا وہم ہو، لیکن حقیقت میں وہ ریاء نہ ہوں

١٦٢٣ ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الخَيْرِ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ» رواه مسلم.

۱/ ۱۶۲۳ ـ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا' یہ بتلایئے کہ آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریاکاری تو نہیں؟) آپ نے فرمایا' یہ مومن کے لئے پیشگی خوش خبری ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب إذا أثنى على الصالح.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان کی اپنی نیت ریاکاری کی نہ ہو' تو پھر لوگ اس کے کسی عمل یا اعمال پر تعریف کریں تو کوئی خطرے والی بات نہیں' بلکہ یہ اس کے حق میں ایک خوش خبری ہے جو آخرت سے پیشتر ہی اسے دنیا میں دے دی گئی ہے۔ یہ زبان خلق' اس کے لئے نقارہ خداوندی ہے۔ محض لوگوں کی ثناء و تعریف اخلاص کے منافی نہیں' بلکہ یہ ایک گواہی اور عنداللہ قبولیت کی دلیل ہے۔

٢٩٠ ـ باب تحريم النظر إلى المرأة الأجنبية والأمرد الحسن لغير حاجة شرعية

۲۹۰۔ اجنبی عورت اور بے ریش حسین بچے کی طرف' شرعی ضرورت کے بغیر دیکھنا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ٣٠]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ٣٦] وقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر: ١٩]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ١٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں (یعنی محرمات کی طرف نہ دیکھیں)۔ (سورۂ نور' ۳۰)

نیز فرمایا' بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب کی بابت باز پرس ہو گی۔ (کہ ان سے کس طرح کام لیا)۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

اور فرمایا: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں میں چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ (سورۂ مومن' ۱۹)

نیز فرمایا: یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (ہر ایک کے عمل کو دیکھ رہا ہے)۔ (سورۂ فجر' ۱۴)

١٦٢٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالأُذُنَانِ زِنَاهُمَا

۱/ ۱۶۲۴ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ابن آدم (انسان) کے لئے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے' وہ یقیناً اسے پانے والا ہے۔ آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کی طرف) دیکھنا ہے۔ کانوں

الاستِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذٰلكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ». متفقٌ عليه. وهذا لَفظُ مسلمٍ، ورِوايةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

کا زنا (حرام آواز کا) سننا ہے' زبان کا زنا (ناجائز) کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا اور پیر کا زنا (ناجائز کام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب زنى الجوارح - وصحيح مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنى.

فوائد: دیکھنا' سننا' چل کر جانا وغیرہ۔ یہ سب اسباب زنا ہیں' لیکن انہیں مجازاً زنا سے تعبیر کر دیا گیا ہے' تاکہ انسان اسباب سے بھی اپنا دامن بچا کر رکھے۔ اس لئے کہ اگر وہ یہ احتیاط نہیں کرے گا تو شرم گاہ اس کی تصدیق کر دے گی یعنی وہ بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر اسباب زنا سے دور رہے گا تو شرم گاہ اس کی تکذیب کر دے گی یعنی بدکاری سے محفوظ رہے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے نظر' پھر مسکراہٹ' پھر سلام' پھر کلام' پھر وعدہ اور پھر ملاقات۔ ان تمام مقدمات و اسباب سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے۔

١٦٢٥ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ!» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ: نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ» قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ» متفقٌ عليه.

٢ / ١٦٢٥ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ' ہمارے لئے بیٹھے بغیر چارہ نہیں' ہم ان میں گفتگو کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق بھی ادا کیا کرو' صحابہ نے پوچھا' اللہ کے رسول' راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' نگاہ کا پست رکھنا' تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس على الصعدات - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن الجلوس في الطرقات.

فوائد: عام راستے اور گزرگاہیں' معاشرے کی اجتماعی ملک ہیں۔ اس لئے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں۔ اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے' بالخصوص پردہ دار عورتوں کو' جو لوگوں کے سامنے آنے اور ان کے سامنے سے گزرنے کو پسند نہیں کرتیں۔ لیکن اگر بیٹھے بغیر چارہ نہ ہو' جیسے گھر تنگ ہو یا اس قسم کی کوئی مجبوری ہو' تو پھر باہر بیٹھ کر ایسے کام بھی کرنے چاہئیں جن سے ایک تو انسان گناہوں سے بچا رہے' جیسے گزرنے والی

عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا۔ دوسرے، مخلوق کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا اور تبلیغ و دعوت کے ذریعے سے ان کی اصلاح و خیر خواہی کرنا۔ آج کل لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں راستے بالکل بند کر دیتے ہیں جس سے بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، یہ بھی شرعی اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی بری حرکت ہے، اپنے ذاتی کام کے لئے، ہزاروں لوگوں کو تکلیف دینا، اس کا شرعی اور اخلاقی جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ یہ تقریبات بھی اللہ کی نافرمانی، اسراف و تبذیر اور دیگر شیطانی کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمائے۔

١٦٢٦ ـ وَعَنْ أَبي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوداً بالأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فيها فَجاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ علينَا فقَالَ: «مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ؟ اجْتَنِبُوا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ» فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ ما بَأْسٍ: قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ، وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ: «إِمَّا لا فَأَدُّوا حَقَّهَا: غَضُّ البَصَرِ، وَرَدُّ السَّلامِ، وحُسْنُ الكَلامِ» رواه مسلم. «الصُّعُداتُ» بضَمِّ الصَّادِ والعَيْنِ، أي: الطُّرقَاتُ.

۳ / ۱۶۲۶۔ حضرت ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گھر سے باہر ڈیوڑھیوں پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا، تمہیں کیا ہے کہ تم نے راستے میں بیٹھکیں بنا رکھی ہیں؟ راستے میں بیٹھکیں بنانے سے گریز کرو۔ ہم نے کہا، ہم تو یہاں ایسے کام کے لئے بیٹھے ہیں جس میں (شرعاً) کوئی حرج نہیں ہے، ہم یہاں بیٹھے ہوئے مذاکرہ اور گفتگو کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا، اگر تم راستوں پر بیٹھنا نہیں چھوڑتے، تو راستے کا حق ادا کیا کرو (اور وہ ہے) نگاہ پست رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی گفتگو کرنا۔ (مسلم)

الصعدات، صاد اور عین پر پیش یعنی راستے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

فوائد: اس میں بھی راستوں میں بیٹھنے سے روکا گیا ہے، تاہم اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو راستے کا حق ادا کرنے کی تاکید ہے۔

١٦٢٧ ـ وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الفَجْأَةِ فَقَالَ: «اصْرِفْ بَصَرَكَ» رواه مسلم.

۴ / ۱۶۲۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کی بابت سوال کیا، تو آپ نے فرمایا، اپنی نظر (فوراً) پھیر لو۔ (مسلم)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب رقم٤٣.

فوائد: غیر محرم عورت پر بغیر ارادے کے اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لی جائے، ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھا جائے، کیونکہ پھر اس میں قصد شامل ہو جائے گا جو گناہ ہے اور یہ آنکھ کا زنا بن جائے گا اور بعض علماء نے امرد (بے ریش حسین بچوں) کی طرف دیکھنے کو بھی عورت کی طرف دیکھنے کی طرح ممنوع قرار دیا ہے۔

١٦٢٨ ـ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وذلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «احْتَجِبَا مِنْهُ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى: لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!؟» رواه أبو داود والترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۵ / ۱۶۲۸ ۔ حضرت ام سلمہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور آپ کے پاس حضرت میمونہ ؓ بھی بیٹھی ہوئی تھیں، پس اتنے میں (نابینا صحابی) ابن ام مکتوم آگئے اور یہ ہمیں پردے کا حکم دیئے جانے کے بعد کا واقعہ ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم دونوں ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، کیا وہ نابینا نہیں ہیں، نہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا، کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟ (ابو داوَد، ترمذی حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في قوله تعالى: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن...﴾ وسنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في احتجاب النساء.

فوائد: اس حدیث کی سند میں حضرت ام سلمہؓ کا آزاد کردہ غلام نبہان نامی راوی مجہول ہے۔ (قالہ الالبانی) اس لئے یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کے برعکس صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں تم اپنا کپڑا اتار کر رکھ سکو گی۔ اس لئے نابینا آدمی سے پردہ نہیں ہے۔

١٦٢٩ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ. وَلَا المَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ المَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي المَرْأَةُ إِلَى المَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ» رواه مسلم.

۶ / ۱۶۲۹ ۔ حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عورت عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت عورت کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ اسلام کس طرح بے حیائی کے دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے۔ جب ایک مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ بغیر کپڑے کے لیٹنا منع ہے تو مرد و عورت کے بے باکانہ اختلاط کو اسلام کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ جو مغرب میں عام ہے اور یہی اخلاق باختہ ثقافت (بلکہ کثافت) ٹیلی ویژن کے ذریعے سے اسلامی ملکوں میں پھیلائی جا رہی ہے۔ مغرب زدہ حکمران اس گندگی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کو "ثقافت" باور کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرتد حکمرانوں سے اسلامی ملکوں کو نجات عطا فرمائے۔

٢٩١ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالأَجْنَبِيَّةِ ۲۹۱۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار

کرنا حرام ہے

قال الله تعالى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَـٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب: ٥٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' جب تم ان (امہات المومنین) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کی آڑ میں مانگو۔ (سورۂ احزاب' ۵۳)

١٦٣٠ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ!» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: «الْحَمْوُ الْمَوْتُ!» متفقٌ عليه. «الْحَمْوُ» قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ، وابنِ أَخِيهِ، وَابنِ عَمِّهِ.

۱/ ۱۶۳۰۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس جانے سے گریز کرو' تو ایک انصاری آدمی نے کہا' شوہر کے قریبی رشتے دار کی بابت فرمایئے؟ آپ نے فرمایا' شوہر کا قرابت دار تو موت ہے (بخاری و مسلم)

الحمو' کے معنی ہیں' شوہر کا قریبی رشتے دار۔ جیسے اس کا بھائی (بیوی کا دیور اور جیٹھ) اس کا بھتیجا اور اس کا چچا زاد۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا يخلون رجل بامرأة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة الأجنبية.

فوائد: اس میں پردے کی بابت ایک نہایت ہی اہم بات بیان کی گئی ہے' جس سے مسلمانوں کی اکثریت غافل ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے اپنے شوہر کے سگے بھائیوں اور چچا زاد وغیرہ بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قریبی ہونے کی وجہ سے ان کی گھروں میں ہر وقت آمد و رفت رہتی ہے اور تنہائی کے بے شمار مواقع ان کو میسر آتے ہیں۔ اس لئے بہ نسبت دوسروں کے' ان کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔ اس لئے انہیں موت سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی وہ دینی اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہیں' یا مطلب ہے کہ اس کا انجام موت ہے اگر وہ دونوں غلطی کا ارتکاب کر بیٹھیں' کیونکہ اسلامی مملکت میں اس کی سزا رجم ہے۔ ہلاکت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خاوند کو اگر بیوی پر کسی اور کے ساتھ آشنائی کا شبہ ہو جائے تو وہ غیرت میں آکر اسے مار دے یا طلاق دے دے' طلاق سے بھی اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اس طرح ڈرو' جیسے موت سے ڈرا جاتا ہے اور جب دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ ضروری ہے تو شوہر کے دوستوں سے پردہ کیوں ضروری نہیں ہو گا' اس معاملے میں بھی اب تساہل بہت عام ہو گیا ہے۔ اس کے جو خطرناک نتائج سامنے آرہے ہیں' وہ وقتاً فوقتاً اخبارات کے ذریعے سے منظر عام پر آتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی لوگ سمجھتے نہیں اور بے پردگی وبائے عام کی طرح پھیلتی جا رہی ہے' فالى الله المشتكى

١٦٣١ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْلُوَنَّ

۲/ ۱۶۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص کسی

أَحدُكُم بِامْرَأَةٍ إلّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ» متفقٌ عليه.

(اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب النکاح، باب لا یخلونّ رجل بامرأة ۔ وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم.

فوائد: اس ہدایت کا مقصد بھی فتنہ و شر میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے' کیونکہ تنہائی میں اس کا امکان ہے اور محرم کی موجودگی سے تنہائی ختم ہو جاتی ہے' اس لئے فتنے کا امکان بھی نہیں رہتا۔

١٦٣٢ ۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ، فَيَخُونُهُ فِيهِمْ إلّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى» ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ؟». رواه مسلم.

۴/ ۱۶۳۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجاہدین کی عورتوں کی عزت' پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی حرام ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی عزت۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص' مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں کا جانشین (نگران) بنے اور پھر خیانت کرے تو قیامت والے دن وہ مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جتنی نیکیاں چاہے' لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے؟ (یعنی کیا وہ اس کے پاس کوئی نیکی چھوڑے گا؟ جب کہ انسان حریص الطبع ہے اور اللہ کی طرف سے اس کو اذن بھی مل چکا ہو گا)۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدین.

فوائد: مجاہدین کے جہاد پر چلے جانے کے بعد' ان کے پیچھے ان کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی بہت فضیلت والا عمل ہے۔ لیکن اس میں اگر خیانت کا ارتکاب کیا گیا' تو اس کا گناہ بھی بہت عظیم ہے۔ اس لئے کہ خیانت سے اسلام کے باہمی تعاون کے نظام کی چولیں ہل جاتی ہیں جس کی اسلام میں بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔

٢٩٢ ۔ بَابُ تَحْرِيمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

۲۹۲۔ لباس اور حرکت و ادا وغیرہ میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

١٦٣٣ ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ

۱/ ۱۶۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں والا حلیہ اختیار کرنے

مِنَ الرِّجَالِ، وَالمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّسَاءِ.
وفي رواية: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ المُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. رواهُ البُخاري.

والے مردوں پر اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔
ایک اور روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء، وكتاب الحدود، باب نفي أهل المعاصي والمخنّثين.

فوائد: مخنث' اس مرد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی طرح کا لباس پہنے' ان کی سی چال ڈھال اور حرکت و ادا اختیار کرے اور مترجلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو مردانہ لباس اور مردانہ وضع قطع اور ہیئت اختیار کرے۔ مطلب یہ ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے اندر اللہ نے جو ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف رکھے ہیں' ان میں وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے بچیں۔ ایسا کرنا لعنت کا باعث ہے۔ اسی ذیل میں مغربی فکر و فلسفہ سے متاثر وہ خواتین بھی آجاتی ہیں جو فطرت کے خلاف آجکل وہ تمام کام کرنے کی مذموم سعی کر رہی ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جب کہ اللہ نے ان کو ان کاموں کا مکلف نہیں بنایا ہے' بلکہ ان کو صرف مردوں کا حق قرار دیا ہے۔ لیکن عورت نادانی اور مغرب کی نقالی میں ان پر بھی اپنا حق جتا کر انہیں اختیار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور یوں اپنی نسوانیت پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ کے ہاں بھی ملعون بن رہی ہے۔

١٦٣٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ المَرْأَةِ، وَالمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. رواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۲/ ۱۶۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔
(اسے ابو داود نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب لباس النساء.

فوائد: جیسے مرد' ریشمی لباس پہنے' یا ایسا رنگین لباس پہنے جو عورتوں کے مخصوص رنگ کے ہوں' یا لباس کی وضع قطع عورتوں کے لباس کی طرح ہو۔ اسی طرح عورت لباس میں مردانہ وضع قطع اختیار کرے' جیسے مردوں کی سی قمیص شلوار یا کوٹ پتلون یا بش شرٹ پتلون وغیرہ پہنے۔ گویا دونوں کو لباس میں ایک دوسرے کی نقل اور مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے' کیونکہ اس پر لعنت وارد ہے۔

١٦٣٥ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ البَقَرِ

۳/ ۱۶۳۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ (یعنی یہ بعد میں ہوں گی) ایک

يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا» رواهُ مسلم. معنى «كاسيات» أَيْ: مِنْ نِعْمَةِ اللهِ «عَارِيَاتٌ» مِنْ شُكْرِهَا. وَقِيلَ: مَعناهُ: تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا، وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ إِظْهَاراً لِجَمَالِها ونحْوِهِ، وَقِيلَ: تَلْبَسُ ثَوْباً رَقِيقاً يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا، وَمَعْنَى «مَائِلَاتٌ» قِيلَ: عَنْ طَاعَةِ اللهِ تعالى وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ، «مُمِيلَاتٌ»: أَيْ: يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُومَ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٌ يَمْشِينَ مُتَبَخْتِرَاتٍ، مُمِيلَاتٍ لِأَكْتَافِهِنَّ، وَقِيلَ: مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَيْلَاءَ: وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا. و«مُمِيلَاتٌ»: يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ. «رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ» أَيْ: يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عِصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهِ.

وہ لوگ جن کے پاس گائے کے دموں کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسرے وہ عورتیں' جو لباس پہنی ہوں گی (مگر) برہنہ ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی' ان کے سر بختی اونٹ کے جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی (بلکہ) اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی' حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنے اتنے فاصلے سے آئے گی۔ (مسلم)

کاسیات کے معنی ہیں۔ اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے ہوں گی۔ عاریات' نعمت کا شکر ادا کرنے سے عاری ہوں گی۔ بعض کے نزدیک عاریات کے معنی ہیں۔ اپنے حسن و جمال وغیرہ کو ظاہر کرنے کی نیت سے اپنے بدن کے کچھ حصے کو ڈھانپا ہوا ہو گا اور کچھ کو کھولا ہوا اور بعض نے کہا' وہ ایسا باریک لباس پہنیں گی جو ان کے بدان کے رنگ کو واضح کر رہا ہو گا اور مائلات کے معنی' بعض کے نزدیک ہیں' وہ اللہ کی فرماں برداری اور ان چیزوں سے جن کا اہتمام ان کے لئے ضروری ہے' اعراض کرنے والی ہوں گی اور ممیلات' وہ عورتیں جو اپنے برے کام اپنے علاوہ دوسروں کو بھی سکھائیں گی۔ اور بعض نے کہا' مائلات' اٹھکیلیاں کرتی ہوئی چلیں گی' ممیلات اپنے کندھوں کو مٹکاتے ہوئے۔ بعض نے کہا' مائلات' اپنے بالوں کو اس طرح سنواریں گی' جس سے وہ زیادہ پرکشش ہو جائیں اور ایسا سولہ سنگھار بدکار عورتوں کا ہوتا ہے اور ممیلات دوسروں کے بالوں کو بھی اس طرح سنوارنے والیں۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ کے معنی ہیں کہ انہوں نے اپنے سروں کو کسی صافے یا کپڑے وغیرہ سے

لپیٹ کر ان کو اونچا اور بڑا کیا ہو گا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات المائلات الممیلات.

فوائد: اس حدیث میں ایک تو ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں' کیونکہ حد اور قصاص میں کوڑے مارنا ظلم نہیں ہے' بلکہ ظلم و عدوان کے طور پر کوڑے مارنا سخت گناہ ہے۔ دوسرے' ان عورتوں کے لئے سخت وعید ہے جو بے پردگی' اپنی زیب و زینت اور حسن و جمال کے اظہار کو اپنائیں گی' جو کہ بدکار عورتوں کا شیوہ ہے' اور مردوں کے لئے کشش اور فتنے کا باعث ہوں گی۔ علاوہ ازیں اپنے سر کے بالوں کو بھی مختلف اسٹائلوں سے سنواریں گی' اپنی چال ڈھال' ناز و ادا اور اٹھکیلیوں سے مردوں کو پرچائیں گی اور لبھائیں گی۔ خود بھی اس حیا باختگی کو اپنائیں گی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب اور تعلیم دیں گی۔ جیسے آج کل بیوٹی پارلروں کی وبائے عظیم ہے۔ یہ حدیث علامات نبوت میں سے ہے۔ آپ نے اس میں عورتوں کی بابت جو خبر دی ہے' وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے مذکورہ تمام خرابیوں اور بے حیائیوں کو اپنا لیا ہے اور اس معاملے میں وہ بازاری عورتوں سے بھی بڑھ گئی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

٢٩٣ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

۲۹۳۔ شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت کا بیان

١٦٣٦ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۶۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ' اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحکامهما.

١٦٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا» رواه مسلم

۲/ ۱۶۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے' اس لئے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحکامهما.

فوائد: لیکن افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان انگریزوں کی نقالی میں بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے اور شیطان کو خوش کرتے ہیں۔

١٦٣٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ» متفقٌ عَلَيه.

۳/ ۱۶۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہودی اور عیسائی رنگتے نہیں ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری و مسلم)

مطلب ہے' داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد

الْمُرَادُ: خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الأَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ، وَأَمَّا السَّوَادُ، فَمَنْهِيٌّ عَنْهُ كَمَا سَنَذْكُرُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

یا سرخ رنگ کے ساتھ رنگنا' البتہ ان کو سیاہ کرنا منع ہے' جیسا کہ ہم آئندہ باب میں اس کو بیان کریں گے' اگر اللہ نے چاہا۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب الخضاب ـ وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب مخالفة الیهود في الصبغ.

فوائد: علماء نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے' اس لئے داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو رنگنا ضروری نہیں ہے' صرف بہتر ہے تاہم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جہاں نہ رنگنے سے مشابہت ہو گی' وہاں بالوں کو رنگنا ضروری ہو گا ورنہ مستحب۔

٢٩٤ ـ بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ

۲۹۴۔ مرد اور عورت دونوں کو سیاہ خضاب سے اپنے بالوں کو رنگنا منع ہے

١٦٣٩ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضاً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: «غَيِّرُوا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ» رواه مسلم.

۱/ ۱۶۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) پیش کیا گیا اور ان کا سر اور داڑھی سفیدی میں ثغامہ (بوٹی) کی طرح تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کے سفید بالوں کو بدل دو' اور ان کو سیاہ کرنے سے بچو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب صبغ الشعر وتغییر الشیب.

فوائد: ابو قحافہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کی کنیت تھی' ان کا نام عثمان بن عامر تھا' انہوں نے فتح مکہ والے دن اسلام قبول کیا۔ ثغامہ' پہاڑوں میں پیدا ہونے والی ایک بوٹی ہے جو بالکل سفید ہوتی ہے' ان کے بال بھی سفید تھے آپ نے انہیں رنگنے کا حکم دیا' لیکن سیاہ کرنے سے منع فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی ناگزیر صورت کے علاوہ' سر یا داڑھی کے بالوں کو سیاہ کرنا ممنوع ہے۔

٢٩٥ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ بَعْضٍ، وَإِبَاحَةِ حَلْقِهِ كُلِّهِ لِلرَّجُلِ دُونَ الْمَرْأَةِ

۲۹۵۔ قزع کی ممانعت یعنی سر کے کچھ بال مونڈھ لینا اور کچھ چھوڑ دینا اور مرد کے لئے سر کے بالوں کا مونڈھنا جائز ہے لیکن عورت کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں

١٦٤٠ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ

۱/ ۱۶۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع (کچھ بالوں کے مونڈھنے) سے

القَزَع. متفقٌ عليه.

منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: بخاری، کتاب اللباس، باب القزع ـ مسلم، کتاب اللباس، باب کراھة القزع.

فائدہ: قزع کا مطلب ہے' سر کے بال کچھ منڈوا لینا اور کچھ چھوڑ دینا' یہ منع ہے۔

١٦٤١ ـ وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «احْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ». رواه أَبُو داود بإسنادٍ صحيحٍ عَلَى شَرْطِ البُخَارِي وَمُسْلِم.

۲/ ۱۶۴۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈھے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے' تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے سارے بال مونڈھو یا سارے بال چھوڑ دو۔

(ابو داؤد' شرط بخاری و مسلم پہ)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجّل، باب الذؤبة.

فوائد: کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ نے اس لئے منع فرمایا' تا کہ اہل کتاب سے مشابہت نہ ہو' کیونکہ بعض احبار و رہبان اس طرح کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اہل شر و فسق کی بھی یہ عادت تھی۔ تاہم کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز ہے۔ بہرحال یا تو سارے بال منڈا دیئے جائیں یا پھر سارے بال اس انداز سے رکھے جائیں کہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

١٦٤٢ ـ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ». ثُمَّ قَالَ: «ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ: «أُدْعُوا لِيَ الحَلَّاقَ» فَأَمَرَهُ، فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا. رواهُ أَبُو داود بإسنادٍ صحيحٍ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۳/ ۱۶۴۲۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کو (ان کی شہادت پر رونے کی) تین دن مہلت دی' پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔ پھر فرمایا' میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ' پس ہمیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا' گویا کہ ہم چوزے ہیں تو آپ نے فرمایا' نائی کو بلاؤ۔ پس آپ نے اسے حکم دیا اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ (اسے ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ' بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجّل، باب حلق الرأس.

فوائد: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ شہادت اگرچہ ایک اعزاز ہے لیکن گھر والوں کو وقتی طور پر دائمی جدائی کا صدمہ تو بہرحال ہوتا ہے' اس لئے آپ نے ان کے گھر والوں کو بھی تین دن تک سوگ منانے کی اجازت دی۔ رونے کا مطلب یہ نہیں کہ تین دن تک نوحہ و بین کرنے کی اجازت دی' یہ تو ممنوع ہے' بلکہ مطلب وہ رونا ہے جو ان ایام میں تعزیت کے لئے آنے والوں سے گفتگو کے دوران فطری طور پر ہوتا ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں' اس طرح کا رونا

اگرچہ تین دن کے بعد بھی جائز ہے' اس لئے اس میں تین دن کے بعد رونے سے جو منع فرمایا گیا ہے تو یہ نہی تنزیہی ہے۔ تحریمی نہیں۔ چھوٹے بچوں نے اپنے آپ کو چوزہ اس لئے کہا کہ والد کی جدائی نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔ اس حدیث کو یہاں لانے سے اصل مقصد سر کے بالوں کے مونڈھنے کا اثبات ہے' جس کا اس میں ذکر ہے' خاص طور پر چھوٹے بچوں کا۔ اگرچہ پورے بال رکھنا' جنہیں پٹے کہا جاتا ہے' افضل ہے' کیونکہ خود نبی ﷺ نے یہ پٹے بال رکھے ہوئے تھے۔

١٦٤٣ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا. رواهُ النَّسَائي.

۴ / ۱۶۴۳۔ حضرت علی بنی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

تخريج: سنن النسائى، كتاب الزينة، باب النهى عن حلق المرأة رأسها.

فوائد: یہ روایت ترمذی میں بھی ہے۔ شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الاحادیث الضعیفہ ۲ / ۱۲۴۔ تاہم مردوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے عورت کے لئے اس کی ممانعت ہی رہے گی۔ البتہ علاج وغیرہ کے لئے ضرورت پڑنے پر اس کی اجازت ہو گی۔

٢٩٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الأَسْنَانِ

۲۹۶۔ مصنوعی بال (وِگ) جوڑنے اور گودنے اور وشر یعنی دانتوں کو باریک کرنے کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ إِنَٰثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ ٱللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ۚ﴾ الآية [النساء: ١١٧ـ ١١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے سوا مؤنث چیزوں ہی کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کی پوجا کرتے ہیں' جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور شیطان نے (اللہ سے) کہا' میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ (بتوں کے نام پر) جانوروں کے کانوں کو چیریں اور میں انہیں حکم دوں گا' پس وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں ضرور تبدیلی کریں گے۔

(سورۂ نساء' ۱۱۷۔۱۱۹)

فائدۂ آیات: اس میں ایک تو مشرکوں کی اس عادت کا بیان ہے کہ وہ جن بتوں کی پوجا کرتے تھے' ان کے نام مؤنثوں والے ہوتے تھے یا مؤنث قسم کی چیزوں کی عبادت کرتے تھے' جیسے فرشتوں کی' جن کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ان کے متعدد بتوں کے نام بھی مؤنث ہی تھے' جیسے عزیٰ' اساف' نائلہ وغیرہ۔ (۲) بتوں کی

عبادت کو شیطان کی عبادت قرار دیا' اس لئے کہ وہی اس کا باعث تھا اور ہے۔ پھر اس کے وسوسوں سے وہ لوگ اور جو غلط کام کرتے تھے' انہیں بیان فرمایا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک اللہ کی پیدا کردہ صورتوں میں وہ تبدیلیاں ہیں' جن کی تفصیل احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں:

١٦٤٤ ـ وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ، فَتَمَرَّقَ شَعْرُها، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا، أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالمَوْصُولَةَ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ: «الْوَاصِلَةَ، وَالمُسْتَوْصِلَةَ». قَوْلُهَا: «فَتَمَرَّقَ» هو بالرَّاءِ، ومعناه: انْتَشَرَ وَسَقَطَ. وَالْوَاصِلَةُ: الَّتي تَصِلُ شَعْرَها، أو شَعْرَ غيرها بشَعْرٍ آخرَ. «وَالمَوْصُولَةُ»: الَّتي يُوصَلُ شَعْرُهَا. «وَالمُسْتَوْصِلَةُ»: الَّتي تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ ذلكَ لَهَا. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نَحْوَهُ، متفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۶۴۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میری بیٹی کو حصبہ (جلدی بیماری) لگی' جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے۔ کیا میں اس میں مصنوعی بال جوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی پر اور اس پر جس کے بال لے کر جوڑے جائیں لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے' بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے کی خواہش کرنے والی (پر لعنت)۔

فتمرق' راء کے ساتھ' جھڑ گئے اور گر گئے۔ واصلة ' وہ عورت جو اپنے یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔ موصولة ' وہ عورت جس کے بال لے کر جوڑے جائیں اور مستوصلة ' وہ عورت جو بال جڑوانے کی خواہش کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منقول ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الموصولة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس میں تین قسم کی عورتوں کا بیان ہے۔ بال جوڑنے یا ملانے والی۔ دوسری اس کی خواہش کرنے والی۔ تیسری' جس کے بال لے کر کسی عورت کے بالوں میں ملائے جائیں۔ یہ تینوں ملعون ہیں۔ آج کل ان مصنوعی بالوں کو وِگ کہا جاتا ہے۔ بیوٹی پالروں کے ذریعے سے وگیں وغیرہ لگانے اور دیگر بے حیائی کے کاموں کو خوب فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اعاذنا اللہ منھا

١٦٤٥ ـ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى المِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ: يَا أَهْلَ

۲/ ۱۶۴۵۔ حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کے سال منبر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے بالوں کا ایک گچھا اپنے ہاتھ میں پکڑا جو ایک پہرے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ

الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ. وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ» متفقٌ عليه.

نے فرمایا' اے اہل مدینہ' تمہارے علماء کہاں ہیں؟ (جو تمہیں برائی سے روکتے نہیں) میں نے تو نبی ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا اور آپ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل اس وقت ہی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کر لیا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر ۔ وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ عورتوں کے ایسے کاموں کی طرف تھا جن کا ذکر پچھلی حدیث میں گزرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارباب اختیار کسی برائی کو پھیلتے ہوئے دیکھیں تو وہ خود بھی اس پر نقد کریں اور لوگوں کو اس سے روکیں اور علماء کو بھی اس طرف متوجہ کریں تا کہ وہ بھی اس کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ (۲) لوگوں میں منکرات کی اشاعت اور اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا' ہلاکت اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ (۳) اس میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بھی سخت تنبیہہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بے پردگی' بازاری عورتوں کی طرح سولہ سنگھار کر کے اور مجسم دعوت نظارہ بن کر گھر سے باہر نکلنا اور اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ عام کرنا وغیرہ بیماریاں عام ہو گئی ہیں جو بالوں کے جوڑنے اور جڑوانے سے کہیں زیادہ شدید جرم اور بے حیائی کا ارتکاب ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ عام مسلمان اس بے حیائی پر خاموش ہیں اور علماء بھی بالعموم اسے اپنے خطبات و مواعظ میں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

١٦٤٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. متفقٌ عليهِ.

۳/ ۱۶۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے بال جڑوانے والی اور جڑوانے کی خواہش کرنے والی اور گودنے والی اور گدوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب المستوشمة ۔ وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: واشمہ' وشم کرنے والی۔ وشم کا مطلب ہے کہ جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تا کہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے اسے گودنا کہتے ہیں۔ عہد رسالت کے عرب معاشرے میں حسن و جمال کے اضافے کے لئے عورتوں میں یہ طریقہ رائج تھا' جیسے کسی کے بال لے کر اپنے بالوں میں جوڑنے کا رواج تھا اور مستوشمہ' وہ عورت' جو کسی عورت سے وشم کرنے کا مطالبہ کرے یا وہ عورت ہے جو کسی عورت کی جلد پر وشم کرے۔ یہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنا ہے' اس لئے یہ کام کرنے اور کروانے والیں سب ملعون ہیں۔ آج کل بھی عورتوں میں اس قسم کے بعض فیشن رائج ہیں' جیسے آنکھوں کی پلکوں کے بال

نوچ کر ان میں رنگ اور میک اپ کی بعض چیزیں وغیرہ بھرنا یا ہندو عورتوں کی طرح تلک اور سیندور بھرنا وغیرہ۔ فیشن اور میک اپ کے جدید طریقے جو آج کل عورتوں میں عام ہیں اور جن پر قوم کا کروڑوں اور اربوں روپیہ برباد ہو رہا ہے' یہ سب اسی ذیل میں آتے ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی ہے' اس لئے مسلمان عورتوں کو زیب و زینت کی ان تمام چیزوں سے بچنا چاہئے' اس میں دین اور دنیا دونوں کی بربادی ہے۔ اسی طرح ناخنوں کی پالش ہے جس سے وضوء بھی اکثر علماء کے نزدیک نہیں ہوتا' علاوہ ازیں ناخنوں کو خوب بڑھایا جاتا ہے اور ان میں پھر سرخ پالش لگائی جاتی ہے جس سے وہ خونخوار درندوں کے خونی پنجوں کی طرح ہو جاتی ہیں۔ یہ سارے بے ہودہ فیشن دراصل مغرب کی حیا باختہ عورتوں کے ہیں جو بدقسمتی سے مسلمان عورتوں نے بھی اختیار کر لئے ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے' کیونکہ ان میں کافروں کی مشابہت اور نقالی ہے جو حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

١٦٤٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ قَـالَ: لَعَـنَ اللهُ الْـوَاشِمَـاتِ وَالْمُسْتَـوْشِمَـاتِ وَالْمُتَنَمِّصَـاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ؟! قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ﴾ [الحشر: ٧] متفقٌ عليه. «الْمُتَفَلِّجَةُ»: هِيَ الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَلِيلاً، وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ، وَالنَّامِصَةُ: هِيَ الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا، وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَناً، وَالْمُتَنَمِّصَةُ: الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ.

۴/۱۶۴۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوب صورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر' جو اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں' لعنت فرمائی ہے۔ پس ایک عورت نے اس کی بابت حضرت ابن مسعودؓ سے بحث کی' تو آپ نے فرمایا۔ مجھے کیا ہے میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' رسول تمہیں جو (حکم) دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے' اس سے رک جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

المتفلجة ' وہ عورت جو اپنے دانتوں پر ریتی پھرواتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں اور حسین ہو جائیں اور یہی وشر ہے (یعنی دانتوں کو خوب صورتی کے لئے باریک کرنا) نامصة وہ عورت جو دوسری عورت کے پلکوں کے بالوں کو پکڑ کر باریک کرتی ہے تاکہ وہ خوب صورت ہو جائیں اور متنمصة ' وہ عورت جو کسی کو کہہ کر یہ کام کروائے یعنی بال اکھڑوانے والی۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن ـ وصحیح مسلم، کتاب

اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حسن میں (بزعم خویش) اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رد و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے' جیسے وشم (بدن گدوانا) وشر (دانتوں کو باریک کرنا)' تفلج' دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنا' نمص (پلکوں کے بالوں کو اکھیڑنا) وغیرہ۔ تاہم مہندی لگانا جائز ہے' کیونکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ عورت اس کا اظہار اجنبی مردوں کے سامنے نہ کرے۔

٢٩٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا، وَعَنْ نَتْفِ الأَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوعِهِ

۲۹۷۔ داڑھی اور سر وغیرہ کے سفید بال اکھاڑنے کی اور بے ریش لڑکے کا داڑھی کے آغاز پر داڑھی کے بال اکھاڑنے کی ممانعت

١٦٤٨ ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» حديث حسن، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدَ حَسَنَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱/ ۱۶۴۸۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ سفید بالوں کو نہ اکھیڑو' اس لئے کہ قیامت والے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ (یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابو داوٗد' ترمذی اور نسائی نے حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب نتف الشيب ـ وسنن ترمذي، أبواب الأدب ـ وسنن نسائي، كتاب الزينة، باب النهي عن نتف الشيب.

فوائد: سفید بال جو بالعموم سن رسیدگی اور بڑھاپے کی علامت ہے' انہیں اکھاڑنے سے بچنا چاہئے' کیونکہ اس کے حدیث میں بیان کردہ اخروی فائدہ کے علاوہ دنیا میں بھی وہ ایک مسلمان کے لئے وقار و احترام کا باعث ہیں۔

١٦٤٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» رواه مسلم.

۲/ ۱۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ایسا کام کیا' جس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے' پس وہ مردود ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

فوائد: اس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے' کا مطلب ہے' اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے نہ اس پر شریعت کی کوئی اصل ہی دلالت کرتی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ بدعات اور خلاف شرع کام مردود ہیں۔ ایک مسلمان کا کام اتباع ہے نہ کہ ابتداع (بدعت سازی) اور عدول حکمی۔

٢٩٨ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

۲۹۸۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا

وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ — عذر دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

١٦٥٠ ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ». متفقٌ عليه. وفي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ.

۱/۱۶۵۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ (بخاری و مسلم)

اور اس باب میں کثرت سے صحیح حدیثیں ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال ـ وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن الاستنجاء باليمين.

فوائد: کھانے پینے اور دیگر اس قسم کے کاموں کے لئے چونکہ حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے کئے جائیں۔ اس لئے دوسرا حکم یہ دیا کہ ناپسندیدہ کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے، تاکہ دائیں ہاتھ کا احترام و وقار قائم رہے۔ لیکن بعض مسلمان انگریز کی نقالی میں کھانے پینے میں بھی بایاں ہاتھ استعمال کرتے ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ کے مسخ ہونے کی اور اللہ کے احکام سے یکسر بے پروا ہونے کی دلیل ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٢٩٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ خفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ، وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِماً لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۹۹۔ بغیر عذر کے ایک ہی جوتا یا ایک ہی موزا پہن کر چلنے اور کھڑے کھڑے جوتا اور موزا پہننے کی کراہت کا بیان

١٦٥١ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعاً، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعاً». وفي روايةٍ «أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعاً» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱/۱۶۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے، چاہیئے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں ہی اتار دے۔

اور ایک روایت میں ہے، یا دونوں پیروں کو ننگا کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب لا يمشى في نعل واحدة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين.

فوائد: ایک پیر میں جوتا یا موزہ ہو اور دوسرے میں نہ ہو، تو اس سے ایک تو لوگوں کو استہزاء کرنے کا موقعہ ملتا

ہے۔ دوسرے یہ شرف و وقار کے منافی ہے۔ تیسرے، اس طرح چلنے میں بھی دقت ہوتی ہے، انسان کی چال میں توازن نہیں رہتا۔ اس لئے حکم دے دیا کہ دونوں جوتے پہن کر چلو یا دونوں ہی اتار کر ننگے پیر چلو۔ ننگے پیر چلنے میں بھی شرعاً قباحت نہیں ہے، تاہم عرف میں یہ ناپسندیدہ ہے۔

١٦٥٢ ـ وَعَنْـهُ قَـالَ: سَمِعْـتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ، فَلاَ يَمْشِ فِي الأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا» رواهُ مسلم.

۲ / ۱۶۵۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دوسرا جوتا پہن کر نہ چلے، یہاں تک کہ وہ اس کی مرمت کرا لے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين.

فوائد: یہ تسمہ، ہمارے آج کل کے تسموں سے مختلف ہوتا تھا۔ اس تسمے کے بغیر جوتا پیر میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ یہ تسمہ گویا جوتے کو پیر کے ساتھ باندھ کر رکھتا تھا اور تسمہ ٹوٹ جانے کی صورت میں جوتا پہن کر چلنا ممکن ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ پہلے ٹوٹے ہوئے تسمے کی مرمت کرائے اور پھر دوسرا جوتا بھی پہن لے، کیونکہ ٹوٹے ہوئے تسمے کے ساتھ ایک پیر ننگا اور ایک میں جوتا ہو گا جو ممنوع ہے تاہم کوئی عذر ہو تو بات دوسری ہے۔

١٦٥٣ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِماً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۳ / ۱۶۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داوٗد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب الانتعال.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جوتے بیٹھ کر پہننے چاہئیں۔ بعض علماء کے نزدیک یہ نہی تنزیہہ کے طور پر ہے۔ اس باب میں جوتے پہننے کے آداب بیان کرکے واضح فرما دیا کہ کس طرح اسلامی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتی ہیں۔

٣٠٠ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

۳۰۰۔ سوتے وقت اور اسی قسم کی کسی اور صورت میں، گھر کے اندر جلی ہوئی آگ چھوڑنے کی ممانعت، چاہے وہ چراغ کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں

١٦٥٤ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۶۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سوتے وقت تم اپنے گھروں میں آگ جلتی ہوئی نہ چھوڑا کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

١٦٥٥ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲ / ۱۶۵۵ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینے میں ایک گھر، گھر والوں سمیت رات کو جل گیا، جب ان کی بابت رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

١٦٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «غَطُّوا الإِنَاءَ، وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَاباً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُوداً، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللهِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ» رواهُ مسلم.
«الْفُوَيْسِقَةُ»: الْفَأْرَةُ، وَ «تُضْرِمُ»: تُحْرِقُ.

۳ / ۱۶۵۶ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، دروازے بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان بندھے ہوئے مشکیزے کو، بند دروازے کو اور ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھولتا، اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز نہ ملے تو اس کی چوڑائی میں لکڑی ہی رکھ دے اور اللہ کا نام لے، اس لئے کہ ایک چوہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

فوائد: مذکورہ احادیث میں رات کو سوتے وقت آگ بجھا کر سونے کی تلقین کی گئی ہے، یہ آگ چراغ کی شکل میں ہو یا سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے انگیٹھی اور سوئی گیس کے ہیٹر وغیرہ ہوں۔ تجربات و مشاہدات سے واضح ہے کہ ان کو جلتا ہوا چھوڑ کر سونا نہایت خطرناک ہے۔ برتنوں اور پانی پینے کے مشکیزوں اور صراحی، مٹکوں وغیرہ کو بھی ہر وقت ڈھاک کر رکھنا چاہئے تا کہ ان میں کوئی گندی چیز یا جانور وغیرہ داخل نہ ہوں جو نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی طرح رات یا دوپہر کو، بلکہ آج کل تو ہر وقت ہی دروازوں اور کھڑکیوں کو بند رکھنا ضروری ہے تا کہ چوروں اور ڈاکوؤں سے بچاؤ رہے۔ (۲) چیزوں کو رکھتے اور استعمال کرتے وقت اللہ کا نام لینا یعنی بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

٣٠١ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ ٣٠١ - تکلف اختیار کرنے کی ممانعت - اور

فِعلُ وَقَوْلُ مَا لا مَصْلَحَةَ فِيهِ بِمَشَقَّةٍ — یہ قول و فعل میں بلا مصلحت مشقت کا نام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ﴾ [ص: ٨٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہہ دے میں تم سے اس پر (یعنی اللہ کی طرف بلانے کی) کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

(سورۂ ص ۸٦)

١٦٥٧ ـ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ. رَوَاهُ البُخَارِي.

۱/ ۱۶۵۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب ما يكره من كثرة السوال وتكلف ما لا يعنيه.

فوائد: تصنع اور بناوٹ بھی تکلف ہے' جس کا مظاہرہ بعض لوگ اپنی گفتگو' لباس اور چال ڈھال میں کرتے ہیں اور کھانے پینے میں یا مہمان نوازی اور خاطر داری میں ضرورت سے زیادہ مشقت اٹھانا اور انواع و اقسام کے کھانے تیار کرنا بھی تکلف ہے۔ ہر قسم کا تکلف ممنوع اور سخت ناپسندیدہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان قوم نے اس تکلف یعنی دعوتوں میں اسراف و تبذیر کو اپنا شعار اور وطیرہ بنا لیا ہے۔ هداهم الله تعالى

١٦٥٨ ـ وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئاً فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ، فَلْيَقُلْ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ العِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اللهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللهُ تَعَالى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ﴾ رواهُ البخاري.

۲/ ۱۶۵۸۔ حضرت مسروق (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے' تو آپ نے فرمایا۔ اے لوگو' جس کو کسی بات کا علم ہو تو اسے بیان کرے اور جس چیز کا علم نہ ہو تو (وہاں) کہہ دے' اللہ اعلم (اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اس لئے کہ جس چیز کی بابت علم نہ ہو' وہاں واللہ اعلم کہنا ہی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا' کہہ دے' میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة صٓ، باب قوله تعالى: ﴿وما أنا من المتكلفين﴾.

فوائد: جس چیز کی بابت علم نہ ہو' وہاں محض ظن و تخمین اور اٹکل پچو سے گفتگو کرنا بھی تکلف ہے' جو ممنوع ہے۔ اس لئے علماء سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا انہیں علم نہ ہو تو وہاں اپنی طرف سے اٹکل پچو

جواب دینے کی بجائے' لاعلمی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ یہ بھی علم ہی کی ایک بات ہے۔ گویا بغیر علم و تحقیق کے فتویٰ دینے اور رائے کے اظہار سے اجتناب کرے۔

٣٠٢ - بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَلَطْمِ الْخَدِّ، وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ، وَحَلْقِهِ، وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ

۳۰۲۔ میت پر بین کرنا' رخسار کو پیٹنا' گریبان چاک کرنا' بالوں کو اکھاڑنا اور منڈانا اور ہلاکت و بربادی کی بددعاء کرنا حرام ہے

١٦٥٩ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ». وَفِي رِوايَةٍ: «مَا نِيحَ عَلَيْهِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱/ ۱۶۵۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ (بین) کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اور ایک اور روایت میں ہے۔ اس پر نوحہ کئے جانے تک (میت کو عذاب دیا جاتا ہے)۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله.

فوائد: نوحہ' بین کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی میت کی خوبیوں کا یا اس کے بعد آنے والی متوقع مشکلات کا اونچی آواز سے ذکر کر کے رونا پیٹنا' یہ منع ہے۔ اس بین کی وجہ سے میت کو اس صورت میں عذاب ہوتا ہے جب وہ اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر گیا ہو' یا اس کا اپنا عمل بھی زندگی میں ایسا ہی رہا ہو اور اس کی پیروی میں ہی اس کے گھر والے بھی اس پر بین کریں۔ اگر یہ صورت نہ ہو' بلکہ اس کے برعکس وہ اس سے روکتا رہا ہو' لیکن اس کے باوجود گھر والے اس پر بین کریں تو اسے عذاب نہیں ہو گا' کیونکہ اس میں اس کے ایما یا تربیت کا دخل نہیں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری (سورۂ بنی اسرائیل ۱۵) کوئی بوجھ اٹھانے والا' دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

١٦٦٠ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۶۶۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ شخص ہم میں سے نہیں' جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے (بین کیا)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود.

فوائد: ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ جاہلیت کے بول سے مراد' وہی بین کرنا ہے' جیسے۔ ہائے میرے شیر' میرے چاند' میرے سہارے' بچوں کو یتیم کر جانے والے' عورتوں کے سہاگ اجاڑ دینے

والے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر اسلام سے نکل جانے کی وعید ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کے فیصلہ و قضاء پر راضی ہونے کی بجائے' اس پر ناراضی اور برہمی کا اظہار ہے۔

١٦٦١ ـ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: وَجِعَ أَبُو مُوسَى، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئاً؛ فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِىءَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ! متفقٌ عليه. «الصَّالِقَةُ»: الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ والنَّدْبِ «والحَالِقَةُ»: الَّتِي تَحْلِقُ رَأْسَهَا عِنْدَ المُصِيبَةِ. «والشَّاقَّةُ»: الَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا.

۳ / ۱۶۶۱۔ حضرت ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے تو ان پر غشی طاری ہوئی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی کی گود میں تھا' تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ لیکن آپ (بے ہوشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے' پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اس عورت سے بیزار ہیں جو نوحہ کرنے والی' (مصیبت کی وجہ سے) سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی ہو۔ (بخاری و مسلم)

صالقۃ 'وہ عورت' جو اونچی آواز سے بین اور ماتم کرے۔ حالقۃ 'وہ عورت جو مصیبت کے وقت اپنا سر منڈا لے اور شاقۃ وہ عورت' جو اپنے کپڑے پھاڑے (یا گریبان چاک کرے)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة تعليقا ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود.

فوائد: اس میں صحابہ کرام کے جذبۂ اتباع سنت کا بیان ہے۔

١٦٦٢ ـ وَعَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۶۶۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس پر بین کیا جائے تو اس کو قیامت والے دن بین کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله.

فوائد: یہ عذاب اسی شخص کو ہو گا جو اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر کے گیا ہو گا یا گھر والوں کی تربیت اس انداز سے کی ہو گی۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔

١٦٦٣ ـ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ ـ بِضَمِّ النُّونِ وَفَتْحِهَا ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ

۵ / ۱۶۶۳۔ حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا (یا نسیبہ۔ نون پر پیش اور زبر دونوں طرح مروی ہے) بیان فرماتی

عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ. متَّفقٌ عليه.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن النوح والبكاء - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

فوائد: اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بین کرنا نبی کریم ﷺ کے نزدیک کتنا بڑا جرم تھا کہ بیعت کے وقت عورتوں سے بین نہ کرنے کا عہد لیتے تھے' صرف عورتوں سے اس لئے عہد لیتے تھے کہ اس کا ارتکاب بالعموم عورتیں ہی کرتی ہیں' ورنہ مردوں کے لئے بھی یہ ممنوع ہے۔

١٦٦٤ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي، وَتَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاكَذَا، وَاكَذَا: تُعَدِّدُ عَلَيْهِ. فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئاً إِلَّا قِيلَ لِي: أَنْتَ كَذٰلِكَ؟! رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۶/ ۱۶۶۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو ان کی بہن رونے لگی اور کہتی تھی' ہائے اے پہاڑ' ہائے ایسے اور ایسے' ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ تونے جو کچھ کہا' تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا' تو اس طرح ہی ہے؟ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة مؤتة من أرض الشام.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنے پر گرفت ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر ایسی خوبیاں بیان کرنا جو مرنے والے میں نہ ہوں تو فرشتے اس پر اسے سرزنش کرتے ہیں کہ کیا تو واقعی ان خوبیوں کا حامل ہے؟ دراں حالیکہ وہ ان سے محروم ہوتا ہے یہ اس کے لئے ملامت اور توبیخ کا باعث ہے۔

١٦٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَكْوَى، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَه فِي غَشْيَةٍ فَقَالَ: «أَقَضَى؟» قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: «أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا» وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ «أَوْ

۷/ ۱۶۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے' جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ نے پوچھا' کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ کے رسول' نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے' جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا' کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ

يَرْحَمُ» متَّفقٌ علَيه.

دل کے غم کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حزن و غم کے وقت آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا نکل آنا یا دل کا غمگین ہو جانا، ممنوع نہیں، کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں۔ البتہ اگر ایسے موقعوں پر زبان سے جزع فزع کا اظہار کرے گا تو پھر گناہ گار ہو گا اور اگر شریعت کے مطابق زبان سے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے گا یا ایسے الفاظ ادا کرے گا جن میں اللہ کی تقدیر و قضا پر راضی رہنے کا اظہار ہو گا، تو مستحق اجر ہو گا۔

(۲) مریض کی بیمار پرسی کرنا مستحب اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

(۳) موقعے کی مناسبت سے اسلامی احکام کی تلقین و توجیہ ضروری ہے۔

١٦٦٦ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ» رواهُ مسلم.

۸ / ۱۶۶۶۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بین کرنے والی عورت، اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہو گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنا کبیرہ گناہ ہے، جس سے توبہ نہ کی اور اللہ نے بھی معاف نہ کیا تو اسے مخصوص قسم کا عذاب ہو گا۔

١٦٦٧ - وَعَنْ أَسِيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ التَّابِعِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ المُبَايِعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي المَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهاً، وَلَا نَدْعُوَ وَيْلاً، وَلَا نَشُقَّ جَيْباً، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْراً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۹ / ۱۶۶۷۔ حضرت اسید بن ابی اسید تابعی، اس عورت سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والوں میں سے تھی۔ اس نے بیان کیا، وہ بھلائی کے کام، جن کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا، ان میں یہ عہد بھی تھا کہ ہم اس اللہ کی نافرمانی نہ کریں، یہ کہ چہرہ نہ نوچیں، ہلاکت کی بددعاء نہ کریں، گریبان چاک نہ کریں اور بال نہ بکھیریں۔ (ابو داود، حسن سند کے ساتھ)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في النوح.

فوائد: یہ سارے کام جاہلیت کے ہیں جو مصیبت کے وقت اس دور کی عورتیں کرتی تھیں۔ مسلمان عورتوں کو

ان تمام حرکتوں سے بچنا چاہیے۔

١٦٦٨ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ بَاكِيهِمْ، فَيَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاسَيِّدَاهُ، أَوْنَحْوَ ذٰلِكَ إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ: أَهٰكَذَا كُنْتَ؟!» رَوَاهُ التِّرْمِذِي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

«اللَّهْزُ» الدَّفْعُ بِجُمْعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ.

١٠ / ١٦٦٨ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بھی مرنے والا مرتا ہے' تو اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں' ہائے پہاڑ' ہائے میرے سردار' یا اس قسم کے اور الفاظ۔ تو اس میت پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں' وہ اسے مکے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا تو ایسا ہی تھا؟

ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔

اللھز' سینے میں مکہ مارنا۔

تخریج: سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراهية البكاء على الميت.

١٦٦٩ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ» رواه مسلم.

١١ / ١٦٦٩ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں' جو ان کے حق میں کفر ہیں۔ نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر بین کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب إطلاق إسم الكفر على الطعن فى النسب والنياحة.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل' باب تحریم الطعن فی الانساب الثابتۃ' میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے' رقم ١ / ١٥٨٠۔ یہ دونوں چیزیں افعال جاہلیت میں سے ہیں جن کو اسلام نے مٹایا ہے۔ اس لئے ان کا ارتکاب کرنے والا' گویا کافرانہ عملوں کو زندہ کرتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٢٩٦ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ، وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ، وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

٣٠٣ ـ کاہنوں' نجومیوں' قیافہ شناسوں' علم رمل والوں اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے سے جانوروں کو اڑا کر نیک شگونی یا بد شگونی لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت کا بیان

١٦٧٠ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ: «لَيْسُوا بِشَيْءٍ» فَقَالُوا:

١ / ١٦٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا' تو آپ نے فرمایا' وہ کچھ نہیں ہیں (یعنی ان کی باتوں

يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَا أَحْيَاناً بِشَيْءٍ، فَيَكُونُ حَقًّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ. فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کا اعتبار نہیں) انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول' وہ بعض دفعہ ہمیں کسی چیز کی بابت بتلاتے ہیں اور وہ بات سچ نکلتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ سچی بات' اسے جِنّ (فرشتوں سے) اچک لیتا ہے اور دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے' پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وفي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ المَلائكةَ تَنزلُ في العَنَانِ ـ وهو السَّحَابُ ـ فَتَذْكُرُ الأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ، فَيَسْمَعُهُ، فَيُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ». قوله: «فَيَقُرُّهَا» هو بفتح الياءِ، وضم القاف والراءِ، أي: يُلقيهَا. «وَالْعَنَانُ» بفتح العين.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے (اللہ کے احکام لے کر) بادلوں میں اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان میں کیا گیا ہوتا ہے' پس شیطان چوری چھپے اسے سنتا ہے اور کاہنوں کو پہنچا دیتا ہے' تو وہ اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ (ملا کر) بیان کرتے ہیں۔

یقرھا' یاء پر زبر' قاف اور راء پر پیش' معنی ہیں' ڈالتا ہے۔ اور عنان (بادل) عین پر زبر ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

فوائد: کاہن' منجم اور عراف' یہ تینوں تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک جیسے ہیں۔ ان سب کا کام مستقبل کی بابت خبر دینا ہے۔ کاہن کسی جن سے کوئی بات سن کر لوگوں کو بتلا دیتا تھا جو صحیح ثابت ہوتی تھی' کیونکہ شیطان اسے آسمان سے سن کر آتا تھا۔ لیکن نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں اور شیطانوں کے لئے آسمان پر جا کر بات سن لینے کو ناممکن بنا دیا گیا۔ دوسرے وہ آثار و قرائن سے بھی بعض باتوں کا اندازہ لگا کر ان کی بابت پیش گوئی کر دیتے تھے' اس میں غلط و صحیح دونوں کا امکان ہوتا تھا اور اب بھی اس کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ تنجیم بھی پیش گوئی ہی کی ایک صورت ہے جس کی استعداد و صلاحیت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو عطا فرما دیتا ہے' لیکن یہ بھی اکثر جھوٹی ہی ہوتی ہیں۔ عرافہ بھی اسباب و مقدمات کو دیکھ کر کسی واقعے یا معاملے کے متعلق نشاندہی کرنے کا نام ہے۔ یہ تینوں فن آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں اور دیگر اسی قسم کی چیزوں سے بھی مدد حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب گویا کہانت کی قسمیں ہیں۔ علم رمل میں بھی غیب کی خبروں کی نشاندہی اور ان کی بابت پیش گوئی کی جاتی ہے۔ طرق کا مطلب ہے پرندوں کو کنکری مار کر یا جَو وغیرہ ڈال کر انہیں اڑا کر نیک شگونی یا بد شگونی لینا۔ مثلاً پرندہ دائیں جانب اڑے تو نیک شگونی اور بائیں جانب اڑے تو اس سے بد شگونی لینا۔ یہ ساری چیزیں حرام اور ممنوع ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقیہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہو جائے گا۔

١٦٧١ ـ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْماً» رَوَاهُ مُسْلِم.

۲ / ۱۶۷۱۔ حضرت صفیہ بنت ابی عبید' بعض ازواج مطہرات سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص کسی عراف (یعنی غیبی امور کے جاننے کے دعوے دار) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کی بابت پوچھے اور اس کو سچ مانے' تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس غیب کی خبریں معلوم کرنے کی نیت سے جانا اور پھر ان کی تصدیق کرنا' یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے چالیس دن کی نمازیں برباد ہو جاتی ہیں۔ جیسے بعض لوگ چوری کا سراغ ایسے مدعیان غیب کے ذریعے سے لگواتے ہیں۔ یا شادی اور کاروبار کی کامیابی یا ناکامیابی کی بابت استفسار کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

١٦٧٢ ـ وعنْ قَبِيصَةَ بنِ المُخَارِقِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، والطَّرْقُ، مِنَ الجِبْتِ». رَوَاهُ أَبو دَاود بإسنادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ: الطَّرْقُ، هُوَ الزَّجْرُ، أَيْ: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَهُوَ أَنْ يَتَيَمَّنَ أَوْ يَتَشَاءَمَ بِطَيَرَانِهِ، فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ، تَيَمَّنَ، وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَمَ. قَالَ أَبُو دَاود: وَ«الْعِيَافَةُ»: الخَطُّ. قَالَ الجَوْهَرِيُّ فِي «الصِّحَاحِ»: الجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

۳ / ۱۶۷۲۔ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عیافہ' طیرہ اور طرق' شیطانی کاموں سے ہیں۔

اسے ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ طرق کا مطلب ہے پرندے کا اڑانا کہ وہ اڑ کر دائیں جانب جاتا ہے یا بائیں جانب۔ اگر وہ اپنی پرواز کا رخ دائیں طرف کرے تو اس سے نیک فال لے اور اگر بائیں طرف رخ کرے تو بدفالی لے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا اور عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا ہیں۔ جوہری نے صحاح (لغت کی کتاب) میں کہا کہ جبت' ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق بت' کاہن اور جادوگر اور اس قسم کے دیگر افراد پر ہوتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الخط وزجر الطير.

فوائد: عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا کئے گئے ہیں۔ اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نجومی یا کاہن کسی شخص کے کہنے پر زمین کے نرم حصے میں نہایت تیزی سے لکیریں کھینچتا تاکہ انہیں شمار نہ کیا جا سکے' پھر دوبارہ انہیں دو دو کر کے مٹاتا' اگر آخر میں دو لکیریں رہ جاتیں تو اسے کامیابی کی اور اگر ایک رہ جاتی تو اسے ناکامی کی علامت خیال کیا جاتا۔ بعض لوگوں نے اس کی اور بھی شکلیں اور صورتیں بیان کی ہیں۔ بہرحال یہ بھی زمانہ جاہلیت کی کہانت کی ایک قسم تھی' جس سے کہانت کی دوسری قسموں کی طرح منع کر دیا گیا اور یہ واضح کیا کہ جلب منفعت یا دفع

مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور اٹکل پچو باتیں ہیں' جن پر اعتبار و اعتماد جہالت' گمراہی اور توہم پرستی ہے لیکن افسوس جاہل مسلمانوں میں فال گیری کے یہ طریقے آج بھی رائج اور عام ہیں اور ان کی اکثریت ان توہمات پر یقین رکھتی ہے۔ هداهم الله تعالى

١٦٧٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْماً مِنَ النُّجومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ» رَوَاهُ أَبو دَاود بإسناد صحيح.

۴ / ۱۶۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ (اس حساب سے) جتنا علم نجوم زیادہ سیکھا تو اس نے اتنا ہی جادو کا علم زیادہ سیکھا۔

(ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في النجوم.

فوائد: اس میں علم نجوم کو جادوگری کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے اور اسلام میں جادو کا علم سیکھنے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے' جس سے واضح ہے کہ نجوم و کہانت کا علم بھی اسلام کی نظر میں کتنا خطرناک ہے اور اس کا سیکھنا کتنا بڑا جرم۔ اس علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس کی بنیاد پر مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پیش گوئیاں کی جاتی ہیں اور ان کا تعلق وہ ستاروں کی چالوں سے جوڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک علم فلک ہے جس کی رو سے سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور زوال وغیرہ اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ ایک جائز علم ہے کیونکہ اس کی بنیاد تجربہ و مشاہدہ پر ہے۔

١٦٧٤ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الحَكَمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بجاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جاءَ اللهُ تَعالى بالإِسْلامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجالًا يَأْتُونَ الكُهَّانَ؟ قالَ: «فَلا تَأْتِهِمْ» قُلْتُ: وَمِنَّا رِجالٌ يَتَطَيَّرُونَ؟ قالَ: «ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَه في صُدُورِهِمْ، فَلا يَصُدُّهُمْ» قُلْتُ: وَمِنَّا رِجالٌ يَخُطُّونَ؟ قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، فَذَاكَ» رواه مسلم.

۵ / ۱۶۷۴۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرا زمانہ جاہلیت کا قریب ہے (یعنی ابھی تازہ تازہ اس سے نکل کر آیا ہوں) اور اب اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' تم ان کے پاس مت جانا۔ میں نے کہا' ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں' پس یہ ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا' ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' پہلے انبیاء میں سے ایک نبی لکیر کھینچتے تھے' پس جس کی لکیر اس پیغمبر کی لکیر (کے اصول) کے مطابق ہوئی' وہ درست ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الوعظ والاقتصاد' رقم ۳/ ۱۰۷ میں گزر چکی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں' کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ کوئی چیز ایسی سامنے آتی ہے کہ آدمی کا ذہن اول وہلے میں بدشگونی کی طرف چلا جاتا ہے' گویا یہ ایک فطری اور طبعی چیز ہے جس پر کوئی گرفت نہیں۔ البتہ پھر اس کے مطابق اگر انسان عمل کرے تو یہ غلط اور ممنوع ہے' اسی لئے آپ نے فرمایا۔ یہ چیز انہیں کاموں سے نہ روکے۔ (۲) اس میں جس لکیر کھینچنے کا ذکر ہے' یہ اس سے مختلف ہے جس کا ذکر پہلے گزرا۔ یہ ایک نبی کا فعل تھا جو وحی الٰہی کی روشنی میں کیا جاتا تھا' اس لئے وہ یقیناً صحیح تھا۔ لیکن اب اس کا علم کسی کے پاس بھی نہیں ہے' اس لئے اب اسے بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے یہ جو فرمایا' کہ جس کا خط اس کے (اصول کے) مطابق ہوا' وہ درست ہے۔ تو اس کے جواز کی وضاحت کے لئے فرمایا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ کام اب بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک اس کے اصول و قواعد کا علم نہ ہو' اسے کوئی شخص کس طرح کر سکتا ہے؟ یہ خط اللہ کا نبی کس طرح کھینچتا تھا؟ اس کے اصول و ضوابط کیا تھے؟ اس کا علم اس پیغمبر کے ساتھ ہی چلا گیا اس لئے اب یہ بے فائدہ کام ہے۔ یہ پیغمبر کون تھا؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت دانیال تھے اور بعض کے خیال میں حضرت ادریس۔ علیہما الصلاہ والتسلیم۔ واللہ اعلم

١٦٧٥ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. متفقٌ عليه.

۶/ ۱۶۷۵۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب ثمن الكلب - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم ثمن الكلب.

فوائد: کتے کی قیمت کی ممانعت کا مطلب ہے کہ کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم عام ہے جو ہر قسم کے کتے کو شامل ہے' چاہے وہ شکاری کتا ہو یا سدھایا ہوا ہو یا کھیتوں وغیرہ کی حفاظت کی غرض سے لیا گیا ہو' جن کا رکھنا جائز ہے۔ اس لئے کہ کتا مطلقاً نجس ہے' چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو۔ بعض علماء کے نزدیک ان کتوں کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت جائز ہے جن کتوں کو رکھنے کی اجازت ہے جیسے شکار اور حفاظت کے لئے رکھے جانے والے کتے۔ دلائل کے اعتبار سے جمہور کا قول راجح ہے' کیونکہ حدیث میں مطلقاً منع کیا گیا ہے۔ بدکار عورت جو کچھ کماتی ہے' اسے مہر صرف اس کی ظاہری شکل کی وجہ سے کہا گیا ہے' ورنہ یہ حرام ہے۔ اس کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اسی طرح کاہن' نجومی' عراف اور بھی جو لوگ ان کی طرح مستقبل کی خبریں بتا کر عوام کو بے وقوف بناتے اور ان سے پیسے بٹورتے ہیں' ان کی کمائی بھی حرام ہے۔ (۲) ان کی کمائی کی طرح ان کو دینا بھی حرام ہے' اس لئے کہ جب ان کے لئے لینا جائز نہیں' تو دینے والے کا دینا بھی جائز نہیں۔

٣٠٤ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

۳۰۴۔ بد شگونی لینے کی ممانعت کا بیان

فيه الأَحاديثُ السَّابِقَةُ في الباب قَبْلَه.

اس باب میں وہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جو اس کے ما قبل باب میں گزریں۔ (چند احادیث مزید ملاحظہ ہوں)

١٦٧٦ - وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ» قَالُوا: وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ: «كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۶۷۶۔ حضرت انس بنائٹھ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا اور بد شگونی لینا کوئی چیز نہیں اور مجھے فال اچھی لگتی ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا' فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا' اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الفال - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم.

فوائد: بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا نہیں' میں اس بات کی نفی ہے کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے تندرست آدمی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ یا نفی' نہی کے معنی میں ہے۔ یعنی تم کسی بیماری کو اس معنی میں متعدی مت سمجھو کہ یہ خیال کرو کہ فلاں شخص' فلاں کی بیماری کی وجہ سے بیمار ہوا۔ بلکہ جس طرح پہلا شخص اللہ کی مشیت سے بیمار ہوا' دوسرا بھی اللہ کی مشیت ہی سے بیمار ہوا۔ بعض بیماریاں' جو متعدی سمجھی جاتی ہیں' اس میں ان کے متعدی ہونے کا انکار نہیں ہے بلکہ صرف عقیدے کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس میں بھی اصل چیز اللہ کی مشیت ہی کو سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی بیماری کو۔ کیونکہ اگر بیماری ہی اصل سبب ہو' تو پھر ایک گھر میں متعدی مرض میں مبتلا ایک شخص کی وجہ سے گھر کے تمام افراد کو اس بیماری میں مبتلا ہونا چاہئے۔ جب کہ واقعتاً ایسا نہیں ہوتا' صرف ایک دو شخص ہی بیمار ہوتے ہیں' سب کے سب بیمار نہیں ہوتے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ متعدی مرض میں بھی اصل سبب بیماری نہیں' اللہ کی مشیت اس کی تقدیر اور فیصلہ ہی ہے۔ (۲) اسی طرح بد شگونی لینے کا معاملہ ہے' اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لئے کچھ دیکھ کر دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا بھی ہو تو اسے اہمیت دو اور نہ اس کے مقتضی پر عمل کرو۔ اچھی بات سن کر فال لینے کو جائز قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح ایک انسان اللہ تعالیٰ سے حسن ظن قائم کر لیتا ہے جو ایک مستحسن امر ہے۔ اس میں گویا اس امر کی بھی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی زبان سے اچھی بات ہی نکالنی چاہئے اور اچھی بات ہی سنی چاہئے' جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

١٦٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲/ ۱۶۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیماری کا ایک سے دوسرے کو

«لا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ، وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ، وَالمَرْأَةِ، وَالفَرَسِ» متفقٌ عليه.

لگ جانا اور بدشگونی لینا' کوئی چیز نہیں ہے' اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الطيرة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفال.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز بھی بجائے خود منحوس نہیں ہے۔ البتہ اپنی بعض صفات کی وجہ سے بعض چیزیں بعض لوگوں کے لئے نحوست (یعنی تکلیف) کا باعث ہو سکتی ہیں۔ جیسے گھر تنگ ہو' یا پڑوسی اچھے نہ ہوں تو ایسے گھر میں انسان سکون و راحت سے نہیں رہ سکتا۔ بیوی بانجھ ہو' یا بد خلق اور بدزبان ہو یا بدکردار ہو وغیرہ' تو ایسی بیوی بھی انسان کے لئے منحوس ہے یعنی اس سے آرام و راحت کی بجائے تکلیف ہی پہنچتی ہے۔ گھوڑے سے جہاد فی سبیل اللہ کا کام نہ لیا جائے' یا ویسے ہی وہ چال کا خراب ہے' اسے مارو' تب بھی وہ صحیح نہیں چلتا اور اپنے حال پر چھوڑ دو' تب بھی اپنی بے ڈھب رفتار کو نہیں بدلتا' تو اس میں یہ نحوست ہے کہ مالک اس سے اپنے مقاصد حاصل نہیں کرپاتا۔

١٦٧٨ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَتَطَيَّرُ. رَوَاهُ أَبُو داود بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۳ / ۱۶۷۸۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابو داوٗد بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الطيرة.

فوائد: بہتر یہی ہے کہ نبی ﷺ کی اقتداء میں بدشگونی نہ لی جائے۔ تاہم اگر دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اس کے مقتضی پر عمل نہ کیا جائے۔

١٦٧٩ ـ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الفَأْلُ، وَلا تَرُدُّ مُسْلِماً فَإِذا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! لا يَأْتِي بِالحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبو دَاوُد بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۴ / ۱۶۷۹۔ حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فال گیری کا ذکر کیا گیا' تو آپ نے فرمایا۔ ان میں سب سے اچھی چیز تو نیک فال ہے اور (بدفالی) کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار چیز دیکھے (جس سے بدشگونی کا وسوسہ پیدا ہو) تو یہ دعاء پڑھے۔ یا اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں پہنچاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں نہیں ٹالتا اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت سے بہرہ ور ہونا' تیری ہی توفیق سے ممکن ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب فی الطيرة.

فوائد: طیرۃ کے معنی مطلق فال گیری کے ہیں' اچھی فال اور بری فال دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے نہ کہ بدفال لینا۔ اس لئے ایک مسلمان جب کسی کام کا عزم کرلیتا ہے تو اسے کوئی بدشگونی اس سے نہیں روکتی' کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اللہ تعالیٰ سے دفع شر کی دعاء بھی کرتا ہے۔ (۲) جس چیز سے عام طور پر لوگ بدفالی لیتے ہیں یا دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو' تو اس وقت مذکورہ دعاء پڑھنا مستحب ہے۔ گویا ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی طلب اور برائی سے اجتناب کی دعاء کرنی چاہیے

٣٠٥ ـ بابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانِ فِي بِسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ دِرْهَمٍ، أَوْ مِخَـدَّةٍ، أَوْ دِينَـارٍ، أَوْ وِسَـادَةٍ وَغَيْـرِ ذٰلِكَ، وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا، وَالْأَمْرِ بِإِتْلَافِ الصُّوَرِ

۳۰۵۔ بستر' پتھر' کپڑے' درہم و دینار اور تکیہ وغیرہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت۔ اسی طرح دیوار' چھت' پردے' عمامے اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم

١٦٨٠ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۶۸۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک وہ لوگ' جو یہ تصویریں بناتے ہیں' قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا' تم نے جو تصویریں بنائی تھیں' ان کو زندہ کرو۔ (یعنی ان میں روح ڈالو) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصوّرين يوم القيامة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب. . . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی بہت بڑا گناہ ہے' جس پر عذاب ہو گا۔ تاہم جو تصویر حکومت کی طرف سے لازم قرار دی گئی ہو' جیسے شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور ڈومی سائل وغیرہ میں' ان میں چونکہ انسان مجبور ہے' اس میں اس کی اپنی مرضی کا دخل نہیں' اس لئے ان پر انہیں عذاب نہیں ہو گا' بشرطیکہ انسان ان ضرورتوں سے تجاوز نہ کرے۔

١٦٨١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ: قَـدِمَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ مِـنْ سَفَـرٍ وَقَـدْ

۲ / ۱۶۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے

سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، تَلَوَّنَ وَجْهُهُ! وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللهِ!» قَالَتْ: فَقَطَعْنَاهُ، فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ. متفقٌ عليه. «القِرَامُ» بكسرِ القَافِ، هُوَ: السِّتْرُ. «وَالسَّهْوَةُ» بفَتْحِ السِّينِ المُهْمَلَةِ وَهِيَ: الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ، وَقيلَ: هِيَ الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الحَائِطِ.

گھر کی ڈیوڑھی یا طاقچے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا' جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا' اے عائشہ! قیامت والے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہو گا' جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اس کی نقل اتارتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں' پس ہم نے اس پردے کو کاٹ دیا اور اس سے ایک یا دو تکیے بنا لئے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب ما وطئى من التصاوير - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب. . . .

فوائد: یہ روایت اس سے قبل' باب الغضب اذا انتهكت حرمات الشرع رقم ۲/ ۶۵۰ میں گزر چکی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ تصویریں بنانا اور انہیں گھروں میں نمایاں کر کے آویزاں کرنا' کبیرہ گناہ ہے۔ تاہم ان کی انہیں پھاڑ اور کاٹ کر ایسی چیز بنالی جائے جو قابل احترام نہ ہو اور لوگ اسے روندتے رہیں' تو تصویر والے کپڑے کا ایسا استعمال جائز ہے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کپڑے کے تکیے بنا لئے تھے۔

١٦٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنْ كُنْتَ لا بُدَّ فَاعِلاً، فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لا رُوحَ فِيهِ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۶۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے' اس کی ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی ہو گی' ایک شخص پیدا کیا جائے گا' جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: پس اگر تم نے تصویر ضرور ہی بنانی ہو' تو درخت کی اور ایسی چیز کی تصویر بناؤ' جس میں روح نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتًا فيه. . .

فوائد: مصور (تصویر بنانے والے) نے جتنی تعداد میں تصویریں بنائی ہوں گی' اسی حساب سے اسے عذاب ہو گا۔ جتنی زیادہ تصویریں' اتنا ہی زیادہ عذاب۔ اس میں شادیوں اور جلسوں وغیرہ کی ویڈیو فلمیں بنانے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ وہ بیک وقت سینکڑوں' ہزاروں اور بعض دفعہ لاکھوں آدمیوں کی تصویریں بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ اس کاروبار کو حرام جانتے ہوئے محض تساہل کی وجہ سے کر رہے ہوں گے تو اس کی سخت اور نہایت سخت سزا ان

کو جہنم میں بھگتنی پڑے گی اور اگر وہ اسے حلال سمجھتے ہوئے کریں گے دراں حالیکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں یہ حرام ہے' تو وہ اپنے اس فعل سے کافر قرار پائیں گے اور ان کا دائمی ٹھکانا جہنم ہو گا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وعید صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہاتھ سے تصویر بناتے یا مجسمے تراشتے ہیں اور کیمرے کی تصویر' تصویر نہیں بلکہ عکس ہے۔ تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے اور ویڈیو کے ذریعے سے۔ وہ تصویر ہے اور اس کا بنانے اور بنوانے والا نار جہنم کی وعید کا مستحق' اعاذنا اللہ منہ۔ البتہ قدرتی مناظر کی جیسے نہر' درخت' پہاڑ وغیرہ جن میں روح نہیں ہے' تصویر بنانا جائز ہے۔

١٦٨٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا، كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۶۸۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی' اسے قیامت والے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے' جب کہ وہ روح پھونکنے پر قادر نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب من صوّر صورة كلف.... ـ وصحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتاً...

فوائد: روح پھونکنے کا حکم زجر و توبیخ کے طور پر دیا جائے گا' ورنہ کون اس پر قادر ہو سکتا ہے؟ اور جب وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو سخت عذاب دیا جائے گا۔

١٦٨٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۶۸۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصوّرين يوم القيامة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتاً...

١٦٨٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي! فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۶۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح' پیدا کرنے لگتے ہیں' انہیں چاہئے کہ وہ ایک ذرہ (یا چیونٹی) ہی پیدا کر دکھائیں یا (کسی غلے کا) ایک دانہ پیدا کر دیں یا ایک جَو ہی پیدا کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب نقض الصور ـ وصحيح مسلم، كتاب

اللباس، باب لا تدخل الملائكة...

فوائد: اس میں مصورین (فوٹوگرافروں اور ویڈیو سازوں) کے لئے سخت وعید ہے جو صفت خالقیت میں اللہ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

١٦٨٦ ـ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» متفقٌ عليه.

۷/ ۱۶۸۶۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب التصاوير ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا....

فوائد: فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جن کی آمد سے گھروں میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ ورنہ حفاظت و نگرانی پر مامور فرشتے تو ہر وقت ہی انسان کے ساتھ رہتے ہیں' وہ جدا ہی نہیں ہوتے۔

١٦٨٧ ـ وعنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جِبْرِيلُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: «إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ». رواه البخاري. «رَاثَ»: أَبْطَأَ، وهو بالثاءِ المثلثةِ.

۸ / ۱۶۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا' پس انہوں نے آنے میں تاخیر کر دی حتیٰ کہ (یہ انتظار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت گراں گزرا۔ بالآخر آپ باہر تشریف لائے تو آپ کو جبریل ملے' آپ نے ان سے (دیر سے آنے کی) شکایت کی' تو جبریل نے فرمایا' ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری)

راث' کے معنی ہیں' تاخیر کی۔ اور یہ ثاء کے ساتھ ہے۔

تخريج: صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة.

١٦٨٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَم يَأْتِهِ! قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصاً، فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَا يُخْلِفُ اللهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ» ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ. فَقَالَ: «مَتَى دَخَلَ هذا

۹ / ۱۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل نے کسی ایک گھڑی میں ان کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا' پس وہ گھڑی تو آگئی لیکن جبریل نہیں آئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی' پس آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں

الْكَلْبُ؟» فَقُلْتُ: وَاللهِ! مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَدْتَنِي، فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي» فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلا صُورَةٌ». رواه مسلم.

کرتا اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے ایک پِلّا (کتے کا بچہ) ہے' تو فرمایا' یہ کتا کب اندر گھس آیا ہے؟ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) تو میں نے کہا' اللہ کی قسم! مجھے تو اس کا پتہ نہیں۔ پس آپ نے اس کی بابت حکم دیا اور اسے باہر نکالا گیا' تو اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا' میں تمہارے لئے بیٹھا رہا' لیکن تم آئے نہیں تو جبریل نے عرض کیا' مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا' ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کوئی تصویر ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب...

فوائد: اس حدیث سے گزشتہ حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آپ کی لاعلمی میں کتے کا ایک بچہ گھس آیا تھا' جو جبریل کے لئے گھر کے اندر آنے میں رکاوٹ بنا رہا۔ لیکن آج بہت سے مسلمان محض انگریزوں کی نقالی میں بڑے شوق سے کتے پالتے اور ان کو گھروں میں رکھتے ہیں۔ اسی طرح اکثر گھروں میں تصویریں بھی آویزاں ہیں' کسی نے آرائش کے لئے مختلف جانوروں کی تصویریں شو کیسوں میں رکھی ہوئی ہیں' کسی نے اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی تصویریں سجا رکھی ہیں' کسی نے اپنے مرحوم باپ یا دادا کی تصویر اور کسی نے "برکت" کے لئے اپنے پیر یا کسی بزرگ یا کسی ننگ دھڑنگ ملنگ کی تصویر لٹکا رکھی ہے۔ حالانکہ تصویر تو رحمت و برکت سے محرومی کا سبب ہے نہ کہ برکت کے حصول کا سبب۔

١٦٨٩ ـ وَعَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ أَنْ لا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلا قَبْراً مُشْرِفاً إِلَّا سَوَّيْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰ / ۱۶۸۹۔ حضرت ابو الہیاج حیان بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ (وہ یہ ہے کہ) کوئی تصویر دیکھو تو اسے مٹا ڈالو اور کوئی اونچی قبر پاؤ تو اسے برابر کر دو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبور.

فوائد: تصویریں اور ایک بالشت سے زائد اونچی قبریں' یہ ان منکرات میں سے ہیں جن کو ختم کرنا اور مٹانا مسلمان حکمرانوں کی ذمے داری ہے۔ اسی لئے ایک اسلامی مملکت میں تصویر سازی کی اجازت ہوتی ہے اور نہ قبریں پختہ کرنے اور انہیں ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنے کی۔ برابر کرنے سے مراد' یہ نہیں کہ انہیں زمین

کے برابر کر دو، بلکہ مطلب ہے کہ حکم شریعت کے مطابق ان کی زیادہ اونچائی ختم کر کے ایک بالشت کے برابر کر دو۔

٣٠٦ - بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلاَّ لِصَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ

۳۰۶۔ شکار اور مویشی یا کھیتی کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھنے کی حرمت کا بیان

١٦٩٠ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْباً إِلا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ» متفقٌ عليه. وفي رِوَايَةٍ: «قِيرَاطٌ».

١/ ١٦٩٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے، جو شخص شکار یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد سے) کتا پالے، تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے۔ ایک قیراط (کمی ہوتی ہے)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الأمر بقتل الكلاب.

١٦٩١ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْباً، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: «مَنِ اقْتَنَى كَلْباً لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلامَاشِيَةٍ، وَلا أَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ».

۲ / ۱۶۹۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کتا (پالنے کی نیت سے) باندھا، تو اس کے عمل (کے ثواب) میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہے گا، البتہ کھیتی یا مویشی کی حفاظت کے لئے رکھا گیا کتا اس سے مستثنیٰ ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، جس نے شکار، یا مویشی اور زمین کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد کے لئے) کتا پالا، تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث - وصحيح مسلم، كتاب المزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب.

فوائد: اس سے معلوم ہوا، کہ شکاری کتے اور کھیتی، مویشی (گائے، بکری وغیرہ جانوروں) اور زمین (مکان، دکان وغیرہ) کی حفاظت کے لئے کتے رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کتے رکھنے اور

پالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی اور مقصد کے لئے کتا رکھے گا' تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک یا دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ایک یا دو کے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں؟ اس کی توجیہ میں بعض نے کہا کہ پہلے نبی ﷺ نے ایک قیراط کہا اور پھر بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شہر اور دیہات کے اعتبار سے فرق ہے۔ شہروں میں رہنے والوں کے اجر میں سے دو قیراط اور اہل دیہات کے اجر میں سے ایک قیراط کی کمی ہو گی' کیونکہ اہل دیہات کو شہریوں کے مقابلے میں کتے رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا' نجاست اور گندگی کے اعتبار سے کمی بیشی ہو گی' جس کے ہاں کتے کی وجہ سے گندگی زیادہ ہو گی' اس کے ثواب میں دو قیراط کی اور جس کے ہاں گندگی کم ہو گی' اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کی کمی ہو گی۔ (۲) کتا رکھنے یا پالنے سے ثواب میں کمی کیوں ہوتی ہے؟ اس کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ کتے کی نجاست سے بچنا بڑا مشکل ہوتا ہے' اس لئے بعض دفعہ اس کی وجہ سے اس کی عبادت میں نقص پیدا ہو جاتا ہے جو ثواب میں کمی کا باعث بنتا ہے اور بعض نے کہا' کہ یہ آنے والے مہمانوں اور سائلوں پر بھونک کر ان کو خوف اور پریشانی میں مبتلا کرتا ہے جس کا وبال (ثواب میں کمی کی صورت میں) صاحب خانہ پر پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔ قیراط کیا ہے؟ اس کے مختلف مفہوم ہیں۔ ایک قیراط وہ ہے جس کا ذکر نماز جنازہ کے اجر میں آتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔ کیا یہاں بھی اسی مفہوم میں ہے' بعض علماء نے جواب اثبات میں دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنازے میں اس کا ذکر اللہ کے فضل و کرم کے ضمن میں آیا ہے اور یہاں عقوبت کے ضمن میں ہے اور اللہ کا فضل' دیگر تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ وسیع ہے' اس لئے دونوں جگہ ایک مفہوم نہیں۔

٣٠٧ - بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

۳۰۷۔ اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ رکھنے کی کراہت کا بیان

١٦٩٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَصْحَبُ المَلائِكَةُ رُفْقَةً فيها كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ» رواه مسلم.

۱/ ۱۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا گھنٹی ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر.

فوائد: کتے سے مراد وہی کتا ہے جس کے رکھنے کی اجازت نہیں ہے' ورنہ شکاری کتا یا حفاظتی کتا ساتھ ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے' فرشتوں سے مراد' رحمت کے فرشتے ہیں' ورنہ انسانوں کی حفاظت پر مامور فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ گھنٹی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جانور کی گردن میں لٹکا دی جائے تو حرکت کے ساتھ آواز ہوتی رہے۔

١٦٩٣ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

۲/ ۱۶۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم

«الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ﷺ نے فرمایا' گھنٹی (یا گھنگرو وغیرہ) شیطان کے باجے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر.

فوائد: مزامیر' مزمار کی جمع ہے' مزمار گانے بجانے کے آلے کو کہتے ہیں۔ اس میں باجہ' بانسری' ساز و مضراب اور گانے بجانے اور موسیقی (میوزک) کے دیگر آلات شامل ہیں۔ یہ سب شیطان کے باجے ہیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ آج کل یہ شیطانی باجہ اتنا عام ہو گیا کہ اللہ کی پناہ۔ علاوہ ازیں لوگوں کی فطرتیں اتنی مسخ ہو گئی ہیں کہ وہ کہتے ہیں موسیقی روح کی غذا ہے۔ (نعوذ باللہ) جن کی روحیں شیطان کے قبضہ و تصرف میں ہیں' ان شیطانی روحوں کی غذا یقیناً موسیقی اور گانا بجانا ہی ہو سکتا ہے' اس لئے کہ گندگی میں رہنے والے کو گندگی اس طرح راس آجاتی ہے کہ پھر گندگی کے بغیر اس کا گزارہ ہی نہیں ہوتا۔ اعاذنا اللہ منہ

٣٠٨ - بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلاَّلَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ، فَإِنْ أَكَلَتْ عَلَفاً طَاهِراً فَطَابَ لَحْمُهَا، زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

۳۰۸۔ جلّالہ جانور پر سوار ہونے کی کراہت کا بیان اور یہ گندگی کھانے والا اونٹ یا اونٹنی ہے اگر وہ پاک گھاس کھائے اور اس کا گوشت پاکیزہ ہو جائے تو پھر کراہت کا حکم باقی نہیں رہے گا۔

١٦٩٤ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الجَلاَّلَةِ فِي الإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱/ ۱۶۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔

اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ركوب الجلاّلة.

فوائد: جلالہ سے مراد' ایسے جانور ہیں جن کی عام خوراک گندگی ہے حتیٰ کہ وہ انسانی بول و براز تک کھا جاتے ہیں اور یہ گندگی اس طرح ان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے کہ جس سے بدبو آتی ہے۔ جب ایسے جانوروں پر سوار ہونا مکروہ ہے تو ظاہر بات ہے کہ ان کا گوشت کھانا بھی ناپسندیدہ ہو گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جلالہ کی مذکورہ صورت ہو' ورنہ تھوڑی بہت گندگی تو اکثر جانور ہی کھاتے ہیں' تاہم وہ ان کی عام اور زیادہ خوراک نہیں ہوتی۔ اس لئے گندگی ان کے جسم کا حصہ نہیں بنتی۔ بہرحال اسلام نے طہارت و نظافت کی تاکید اور گندگی و نجاست سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

٣٠٩ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وُجِدَ

۳۰۹۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور تھوک پڑا ہو تو اسے دور کرنے اور دیگر

فِيهِ، وَالأَمْرِ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الأَقْذَارِ

گندگیوں سے مسجد کو پاک رکھنے کا حکم

١٦٩٥ ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «البُصَاقُ فِي المَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا». متفقٌ عليه.

والمُرَادُ بِدَفْنِهَا إذا كَانَ المَسْجِدُ تُرَاباً أَوْ رَمْلاً وَنَحْوَهُ، فَيُوَارِيهَا تَحْتَ تُرَابِهِ. قالَ أَبُو المحاسِنِ الرُّويَانِي مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ «البحر» وقِيلَ: المُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ المَسْجِدِ، أَمَّا إذا كَانَ المَسْجِدُ مُبَلَّطاً أَوْ مجصَّصاً، فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ أَوْ بِغَيْرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الجهَّالِ، فَلَيْسَ ذلكَ بِدَفْنٍ، بَلْ زِيَادَةٌ فِي الخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ للقَذَرِ فِي المَسْجِدِ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذلكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذٰلكَ بِثَوْبِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ.

۱/ ۱۶۹۵ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دبا دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب مسجد کچی ہو یعنی اس میں مٹی یا ریت وغیرہ موجود ہو' تو پھر تھوک کو مٹی کے نیچے چھپا دے۔ یہ بات ہمارے اصحاب (اہل شوافع) میں سے ابو المحاسن رؤیانی نے اپنی کتاب "البحر" میں بیان کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دفن کرنے سے مراد' اسے مسجد سے باہر نکال پھینکنا ہے۔ لیکن جب مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہو یا چونا گچ ہو (یعنی پختہ ہو' جیسے آج کل عام طور پر ہیں) تو اسے جوتے وغیرہ سے مل دینا' جیسا کہ اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں' تو یہ دبا دینا نہیں ہے' بلکہ یہ تو گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی کو بڑھانا ہے' جو شخص ایسا کرے' اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے بعد اسے کپڑے یا ہاتھ یا کسی اور چیز سے پوچھ دے یا اسے (پانی سے) دھو دے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق في المسجد.

١٦٩٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ القِبْلَةِ مُخَاطاً، أَوْ بُزَاقاً، أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ. متفقٌ عليه.

۲/ ۱۶۹۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے والی دیوار پر رینٹ (ناک کی غلاظت) یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ کر صاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق في المسجد.

فوائد: راوی کو شک ہے کہ وہ گندگی ناک کی تھی یا منہ کے تھوک کی یا سینے سے نکلنے والے بلغم کی۔ جو بھی تھی' وہ بظاہر خشک تھی' اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی کھرچ یا رگڑ کر صاف کر دیا۔ اس طرح اپنی امت کو صفائی کی

تلقین کی۔

١٦٩٧ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ» أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. رواه مسلم.

۳ / ۱۶۹۷ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مسجدیں اس پیشاب اور گندگی کے لائق نہیں ہیں' یہ تو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن ہی کے لئے ہیں۔ یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات إذا حصلت في المسجد.

فوائد: نبی ﷺ نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی' جب ایک دیہاتی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت تحمل اور حکمت سے یہ مسئلہ سمجھایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح فرما دی کہ مسجدیں صرف اللہ کی عبادت' اس کے ذکر اور دعاء و تلاوت جیسے کاموں کے لئے ہیں' دنیاداری کے کام یہاں آکر نہیں کرنے چاہئیں۔ (۲) روایت کے آخر میں راوی نے جو کہا ہے۔ او کما قال (یا جیسا آپ نے فرمایا) یہ احتیاط کے طور پر راوی کہہ دیا کرتے تھے کہ ممکن ہے بیان کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں کوئی رد و بدل ہو گیا ہو۔ اس طرح کہنے سے کذب کے گناہ سے وہ محفوظ رہیں گے جو نہایت شدید گناہ ہے۔

٣١٠ ۔ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

۳۱۰ ۔ مسجد میں جھگڑا کرنے' آواز بلند کرنے' گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور خرید و فروخت اور کرائے' مزدوری وغیرہ کے معاملات کرنے کی ممانعت

١٦٩٨ ۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ؛ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱ / ۱۶۹۸ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی آدمی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے' تو اسے چاہئے کہ یہ کہے' اللہ تعالیٰ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔ اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن نشد الضالّة في المسجد.

١٦٩٩ ۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ؛

۲ / ۱۶۹۹ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم کسی شخص کو مسجد میں فروخت کرتا یا خریدتا ہوا دیکھو' تو کہو' اللہ تیری تجارت

وَإِذا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا: لا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

کو نفع بخش نہ کرے اور جب تم کسی کو کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو' تو کہو۔ اللہ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔

(ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البيوع، باب النهى عن البيع في المسجد.

١٧٠٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً نَشَدَ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلى الجَمَلِ الأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا وَجَدْتَ؛ إِنَّما بُنِيَتِ المَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ» رواه مسلم.

۳ / ۱۷۰۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا' پس اس نے کہا' کون ہے جو مجھے (میرے) سرخ اونٹ کا پتہ بتلائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو اسے نہ پائے' بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئی ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن نشد الضالّة في المسجد.

١٧٠١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي المَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، أَوْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاودَ، والتِّرمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۴ / ۱۷۰۱۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ اس میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس میں شعر پڑھے جائیں۔

(ابو داؤد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة - وسنن ترمذى، أبواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء.

فوائد: بعض علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث میں نہی کراہت کے لئے ہے بشرطیکہ مذکورہ کاموں سے مسجد میں شور و غل نہ ہو' اگر شور و غل ہوتا ہو تو پھر یہ نہی تحریم کے لئے ہو گی۔ (۲) مسجد میں ایسے اشعار پڑھنے ممنوع ہیں جو عشق و محبت کی داستانوں اور اسی قسم کی دیگر چیزوں پر مبنی ہوتے ہیں' ورنہ اللہ کی توحید اور اتباع رسول وغیرہ اصلاحی مضامین پر شعر پڑھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) مسجدوں میں مسلمانوں کے مسائل اور مصالح پر گفتگو کرنے کی اجازت ہے' کیونکہ اس کا تعلق اجتماعی فلاح و بہبود اور مسلمانوں کے عام فائدے سے ہے' نہ کہ کسی کی ذات سے۔ (۴) قوالی کا اہتمام بھی مسجد میں کرنا حرام ہے (جسے بعض لوگ جہالت کی وجہ سے اچھا کام سمجھتے ہیں) کیونکہ اس میں بھی ایک تو طبلہ سارنگی اور ساز و موسیقی ہوتی ہے۔ دوسرے' اس میں نہایت غلو سے کام لیا جاتا ہے۔ تیسرے' اس کے ذریعے سے عوام کی جذباتی تسکین کر کے انہیں عمل کی اہمیت سے غافل کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد خرابیاں اس میں موجود ہیں۔

١٧٠٢ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ، لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵ / ۱۷۰۲۔ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا جاؤ' ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ' چنانچہ میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے کر حاضر ہوا' تو آپ نے ان سے پوچھا' تم کہاں کے ہو؟ انہوں نے کہا۔ طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے' تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا' تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد.

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسجد میں اونچی آواز سے گفتگو کرنا مسجد کے ادب و احترام کے منافی اور ایک ایسا جرم ہے جس پر سزا دی جا سکتی ہے۔ (۲) منکر اور خلاف شرع کام کرنے والوں کو ضرور روکنا اور منع کرنا چاہئے' اگر اس کی طاقت ہو۔

٣١١ - بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً أَوْ كُرَّاثاً أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ

۳۱۱۔ لہسن' پیاز' گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر' بدبو زائل کئے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت اور بوقت ضرورت اس کا جواز

١٧٠٣ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: «مَسَاجِدَنَا».

۱ / ۱۷۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس درخت سے یعنی لہسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں' ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا...

١٧٠٤ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ

۲ / ۱۷۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس درخت سے کھائے'

الشَّجَرَةِ، فَلا يَقْرَبَنَّا، وَلا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا» متفقٌ عليه.

تو وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا . . .

فوائد: اس درخت سے مراد' وہی لہسن ہے' جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے' یہاں اشارہ معہود ذہنی کی طرف ہے۔

۱۷۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً، فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا» متفقٌ عليه. وفي رواية لِمُسْلِمٍ: «مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ».

۳/۱۷۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص لہسن یا پیاز کھائے' وہ ہم سے علیحدہ رہے یا (فرمایا) ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جو شخص پیاز' لہسن اور گندنا کھائے' تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے' اس لئے کہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں' جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا . . .

فوائد: کراث' ایک بدبودار قسم کی سبزی ہے۔ یہ ساری چیزیں اس وقت ممنوع ہیں جب یہ کچی ہوں اور نماز کے لئے مسجد میں جانے کا وقت بالکل قریب ہو۔ ورنہ لہسن پیاز تو ہر ہانڈی کا لازمی جزء ہے۔ لیکن پکنے کے بعد چونکہ ان کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اس لئے ان کا کھانا بھی جائز ہے۔

۱۷۰۶ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ مَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: الْبَصَلَ، وَالثُّومَ. لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخاً. رواه مسلم.

۴/۱۷۰۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا' تو اپنے خطبے میں فرمایا' پھر تم اے لوگو' دو ایسے درخت (یعنی سبزیاں) کھاتے ہو جن کو (کچا کھانا) میں ناجائز خیال کرتا ہوں۔ پیاز اور لہسن' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب مسجد میں کسی آدمی سے ان دو چیزوں کی بدبو آپ محسوس فرماتے تو اس کی بابت حکم دے کر اسے بقیع (قبرستان) تک باہر نکلوا دیتے تھے۔ پس جو شخص انہیں کھائے تو وہ انہیں پکا کر ان کی بدبو زائل کر کے کھائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نهی من أکل ثوما أو بصلا...

فوائد: خبیث کا لفظ' حرام اور ایسی چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن کا کھانا یا اس کی بو ناگوار اور مکروہ ہو۔ پیاز اور لہسن وغیرہ جب تک یہ کچے ہوں' اس اعتبار سے خبیث ہیں کہ انہیں کھا کر مسجد میں جانا ممنوع ہے۔ البتہ پکنے کے بعد ان کا حکم بدل جائے گا اور ان کا کھانا جائز ہو گا۔ اسی طرح مسجد میں جانے کا وقت نہ ہو' تب بھی ان کو کچا کھانا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عبادت یا اسی طرح کے کسی مقصد کے لئے مسجد' مدرسے یا کسی اور جگہ جانا ہو' جہاں لوگوں کا اجتماع ہو تو وہاں ایسی چیز کھا یا پی کر نہیں جانا چاہئے کہ جس کی بدبو دوسرے لوگوں کو بھی پہنچے اور وہ اس سے تکلیف محسوس کریں' جیسے کچا لہسن' پیاز' سگریٹ اور حقہ' بیڑی وغیرہ۔ (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کو ہر قسم کی نجاستوں اور بدبودار چیزوں سے بچا کر رکھا جائے۔ اس اعتبار سے ہمارے ملک کی بہت سی مسجدوں میں جو بیت الخلاء وغیرہ مسجد کے اندر ہوتے ہیں اور ان کی بدبو مسجد کے اندر جاتی اور محسوس ہوتی ہے' یہ ناجائز ہیں۔ مسجدوں کے اندر ان کے بنانے کا قطعاً جواز نہیں ہے۔ اس قسم کی مسجدوں کو ان نجاستوں سے پاک کرنا ضروری ہے' ورنہ انتظامیہ اور ذمے دار حضرات عنداللہ مجرم ہوں گے۔

۳۱۲ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمَ، فَيُفَوِّتُ اسْتِمَاعَ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوءِ

۳۱۲۔ جمعہ کے دن دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت۔ اس لئے کہ اس سے نیند آتی ہے جس سے خطبہ سننے سے محرومی اور وضو کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔

۱۷۰۷ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، نَهَى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ. رواه أبو داود، والترمذي وَقَالَا: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱/۱۷۰۷۔ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعے کے دن' جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو' گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابو داؤد' ترمذی۔ دونوں نے اسے حسن قرار دیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب الاحتباء والإمام یخطب - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في کراهة الاحتباء...

فوائد: حبوۃ' احتباء کا اسم مصدر ہے' اس کے معنی ہیں' دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کے ساتھ یا کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ پیٹ سے ملا کر بیٹھنا۔ اس طرح خطبہ جمعہ کے دوران بیٹھنا ممنوع ہے' کیونکہ اس سے نیند آتی ہے جس سے سماع خطبہ میں خلل آتا ہے جو واجب ہے اور غلبہ نیند سے وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے جس سے نماز باطل ہو سکتی ہے۔

٣١٣ - بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ عَنْ أَخْذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ

۳۱۳۔ قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لئے ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک' اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت

١٧٠٨ - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فَإِذا أُهِلَّ هِلالُ ذِي الحِجَّة، فَلا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِه وَلا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئاً حَتى يُضَحِّيَ» رَوَاهُ مُسْلِم.

۱/ ۱۷۰۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے ذبح کرنے کا وہ ارادہ رکھتا ہو' تو جب ذوالحجہ کا چاند ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے' یہاں تک کہ قربانی کر لے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأضاحى، باب نهى من دخل عليه عشر ذى الحجة.

فوائد: اس حدیث کے مطابق قربانی کی نیت رکھنے والے کو چاہئے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد سر کی حجامت کرانے یا بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنے اور ناخن تراشنے سے اجتناب کرے تاکہ اس کی قربانی سنت کے مطابق ہو۔ پھر دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد حجامت کروائے۔ اسی طرح بعض روایات کی رو سے قربانی نہ کرنے والا شخص بھی اگر دس ذوالحجہ کو حجامت کروائے اور ناخن تراشے گا تو اسے بھی قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

٣١٤ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلائِكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالآبَاءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّأْسِ، وَحَيَاةِ السُّلْطَانِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ، وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالأَمَانَةِ وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْياً

۳۱۴۔ مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت۔ جیسے پیغمبر' کعبہ' فرشتوں' آسمان' باپ دادوں' زندگی' روح' سر' بادشاہ کی زندگی اور اس کی داد و دہش اور فلاں کی قبر اور امانت کی قسم اور امانت کی قسم کی ممانعت سب سے زیادہ سخت ہے

١٧٠٩ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالى يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفاً، فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ، أَوْ لِيَصْمُتْ» متفقٌ عليه. وفي رواية في الصحيح: «فَمَنْ كَانَ حَالِفاً، فَلا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ، أَوْ لِيَسْكُتْ».

۱/ ۱۷۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ۔ پس جب قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اور صحیح کی ایک اور روایت میں ہے۔ پس جو

شخص قسم اٹھائے، تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا پھر خاموش رہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأيمان، باب لا تحلفوا بآبائكم ـ وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى.

فوائد: اس میں آباء و اجداد کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان ہے۔ اگلی حدیث میں آباء کے ساتھ جھوٹے معبودوں اور طاغوتوں کی قسم کھانے کی ممانعت ہے۔

١٧١٠ ـ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَحْلِفُوا بالطَّوَاغِي، وَلا بآبَائِكُمْ». رواه مسلم. «الطَّوَاغِي»: جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الأَصْنَامُ، وَمِنْهُ الحَدِيثُ: «هذِهِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ» أَيْ: صَنَمُهُم وَمَعْبُودُهُم. وَرُوِيَ في غَيْرِ مُسْلِمٍ: «بِالطَّواغِيتِ» جَمْعُ طَاغُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ.

۲/ ۱۷۱۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپ دادوں کی۔ (مسلم)

الطواغی، طاغیہ کی جمع ہے، مراد بت ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ "یہ قبیلہ دوس کا بت ہے"۔ یعنی ان کا معبود اور صنم ہے اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں الطواغیت مروی ہے، جو طاغوت کی جمع ہے، جس کے معنی شیطان اور صنم کے ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب من حلف باللّات والعزّى.

١٧١١ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بالأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا». حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بإِسنادٍ صَحِيحٍ.

۳/ ۱۷۱۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔

(ابو داؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأيمان والنذور، باب كراهية الحلف بالأمانة.

فوائد: امانت کی قسم کا مطلب ہے کہ مثلاً کوئی کہے مجھے امانت کی قسم ہے، یہ ممنوع ہے، اس لئے کہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی کسی صفت کی کھانی جائز ہے اور امانت اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم یا اس کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ جیسے نماز، حج، روزہ وغیرہ ہے۔ اس طرح یہ اوامر الٰہی، اللہ کے اسماء و صفات کے مشابہ بن جاتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ (عون المعبود)

١٧١٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الإِسْلامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِباً، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقاً، فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الإِسْلامِ سَالِماً». رواه أبو داود.

۴/ ۱۷۱۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے حلف اٹھایا اور کہا، میں اسلام سے بیزار ہوں، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہے تب بھی وہ اسلام کی طرف سلامتی سے ہرگز نہیں لوٹے گا۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان الفاظ سے قسم کھائے' اگر اس نے فلاں کام کیا تو وہ کافر ہے۔ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کر لیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی بھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا' تو وہ کافر تو نہیں ہو گا' لیکن اس کے لئے اس نے جو طریقہ اختیار کیا' وہ غلط تھا' اس لئے اسے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے' بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر لے۔

١٧١٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عمرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ: لاَ وَالْكَعْبَةِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لاَ تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ، فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ: «كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» عَلَى التَّغْلِيظِ، كَمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الرِّيَاءُ شِرْكٌ».

۵ / ۱۷۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ انہوں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا' کعبے کی قسم۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا' غیر اللہ کی قسم مت کھا' اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی' اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا' کے الفاظ سخت تنبیہ کے طور پر فرمائے گئے ہیں (حقیقت میں غیر اللہ کی قسم کفر یا شرک نہیں ہے) جیسے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' ریا کاری شرک ہے۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله.

فوائد: امام نووی نے 'الریاء شرک' کو جو حدیث کہا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی نہیں ہے۔ تاہم نبی ﷺ نے ریاکاری کی قباحت و شناعت کو جن الفاظ سے بیان فرمایا ہے' اس سے مفہوم یہی نکلتا ہے کہ ریا کاری بھی شرک (یعنی شرک خفی) ہے مثلاً آپ نے فرمایا من صام یرائی فقد اشرک' ومن صلی یرائی فقد اشرک' جس نے دکھلاوے کے لئے روزہ رکھا یا نماز پڑھی' پس اس نے شرک کیا۔ بہرحال غیر اللہ کی قسم کھانا' نہایت خطرناک ہے' اسے اگرچہ بعض علماء نے سختی پر محمول کیا ہے' جیسا کہ امام صاحب نے فرمایا۔ لیکن اگر قسم اٹھانے والے کے دل میں غیر اللہ کی عظمت ہے اور اسی عظمت کی وجہ سے وہ غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث کے مطابق وہ شخص کافر اور مشرک قرار پائے گا' بنابریں غیر اللہ کی قسم کھانے سے اجتناب ضروری ہے۔ بدقسمتی سے جاہل مسلمانوں میں اس طرح کی قسمیں بڑی عام ہیں' تیری یا تیرے سر کی قسم' بچوں کی قسم' فلاں بزرگ کی قسم وغیرہ۔ یہ سب ممنوع اور حرام ہیں۔

٣١٥ ـ بَابُ تَغْلِيظِ الْيَمِينِ الْكَاذِبَةِ عَمْداً

۳۱۵۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کا بیان۔

١٧١٤ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] إلى آخِرِ الآيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱/ ۱۷۱۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے ناحق کسی مسلمان آدمی کا مال حاصل کرنے کے لئے قسم کھائی' تو وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔ راوی نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ عز و جل کی کتاب سے اس مفہوم کی تصدیق کرنے والی آیت پڑھ کر سنائی۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے سے تھوڑا سا مول لے لیتے ہیں' ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور نہ قیامت والے دن اللہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ (سورۂ آل عمران' ۷۷) (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المساقاة، باب الخصومة في البئر - وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار...

١٧١٥ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الحَارِثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ. وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ قَضِيباً مِنْ أَرَاكٍ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲/ ۱۷۱۵۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعے سے کسی مسلمان کا حق لے لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ کو واجب اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا' یا رسول اللہ' چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا' چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم، بيمين فاجرة بالنار.

١٧١٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ» رواه البخاري. وفي رِوَايَةٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «الإِشْرَاكُ بِاللهِ»

۳/ ۱۷۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' ناحق کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول' بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟

قَالَ: ثُمَّ ماذا؟ قَالَ: «الْيَمِينُ الْغَمُوسُ» قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: «الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ!» يَعْنِي بِيَمِينٍ هُوَ فِيها كَاذِبٌ.

آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا' اس نے پوچھا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جھوٹی قسم' (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا' جھوٹی قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' وہ جو کسی مسلمان آدمی کا مال لے لے۔ یعنی ایسی قسم کھا کر جس میں وہ جھوٹا ہو۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس.

فوائد: غموس کے معنی ہیں' ڈبونا۔ جھوٹی قسم' انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے' اس لئے اسے یمین غموس (گناہ میں ڈبو دینے والی قسم) کہتے ہیں۔ اس میں کفارہ ہے یا نہیں؟ بعض ائمہ کفارے کے قائل ہیں اور بعض نہیں' کیونکہ یہ جھوٹ ہے جس کا مقصد دھوکہ اور فریب دے کر دوسروں کا مال ہڑپ کرنا ہے۔ اس لئے اس میں توبہ و استغفار کا اور صاحب حق کا حق لوٹانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہی مسلک زیادہ صحیح ہے کیونکہ صرف کفارے سے اس گناہ کا ازالہ نہیں ہو سکتا' بلکہ ظلم کی تلافی اور اس کا ازالہ ضروری ہے۔

٣١٦ ـ بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خيراً مِنهَا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوفَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ

۳۱۶۔ اس بات کا استحباب کہ قسم کھانے کے بعد' اس سے بہتر پہلو دیکھے' تو جس پر قسم کھائی گئی ہے' اسے اختیار کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

١٧١٧ ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَإِذا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا، فَائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ» متفقٌ عليه.

۱/۱۷۱۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تو کسی کام پر حلف اٹھا لے' پھر تو اس قسم کے پورا نہ کرنے کو بہتر سمجھے' تو تو وہ کام کر جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب قول الله تعالی ﴿لا یؤاخذکم الله باللغو...﴾ ـ وصحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب ندب من حلف یمینا فرأی...

فوائد: غیرھا' کا مطلب ہے' غیرالبر بالیمین' یعنی قسم کے پورا نہ کرنے اور مقسم علیہ کے کرنے میں خیر دیکھے۔ تو انسان یہی نہ سوچتا رہے کہ میں تو قسم کھا بیٹھا ہوں' اب فائدہ ہو یا نقصان' میں تو وہی کام کرنے پر مجبور ہوں۔ شریعت نے ایسے موقعوں پر قسم کے توڑ دینے اور اس کا کفارہ ادا کر دینے کا حکم دیا ہے' کیونکہ نقصان (وہ دینی ہو یا دنیوی) کے مقابلے میں کفارۂ قسم ادا کر دینا آسان ہے۔

١٧١٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى

۲/۱۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص کسی کام پر قسم

يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» رواهُ مسلم.

کھائے' پھر وہ کسی اور میں (یعنی اسی کام میں جس پر اس نے قسم کھائی ہے) بہتری دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب قوله تعالى: ﴿لايؤاخذكم الله باللغو...﴾

١٧١٩ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إنِّي وَاللهِ! إنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، ثُمَّ أَرَى خَيْراً مِنْهَا إلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» متفقٌ عليه.

۳ / ۱۷۱۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک میں اللہ کی قسم' اگر اللہ نے چاہا۔ کسی کام پر حلف نہیں اٹھاؤں گا' پھر میں اس سے زیادہ بہتر صورت دیکھوں تو میں ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا اور وہ کام اختیار کروں گا جو بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

١٧٢٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللهُ عَلَيْهِ» متفقٌ عليه. قولُهُ: «يَلَجَّ» بِفَتْحِ اللَّامِ، وَتَشْدِيدِ الجيمِ: أَيْ يَتَمَادَى فِيهَا، وَلَا يُكَفِّرُ، وقولُهُ: «آثَمُ» هو بالثاءِ المثلثة، أيْ: أَكْثَرُ إثْماً.

۴ / ۱۷۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کسی شخص کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم کھا کر اس پر اڑے رہنا' اللہ کے ہاں اس کے لئے اس بات سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اس قسم کا وہ کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یلج' لام پر زبر اور جیم پر شد' یعنی قسم پر اڑا رہے اور (قسم توڑ کر) کفارہ ادا نہ کرے۔ آثم' ثاء کے ساتھ' زیادہ گناہ گار۔

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب الأيمان ـ وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب الإصرار على اليمين.

فوائد: اهل سے مراد بیوی' بچے اور دیگر اہل خانہ ہیں۔ آدمی مثلاً بیوی کی بابت کوئی قسم کھا لے' دراں حالیکہ اسی میں اس کے لئے بہتری ہے' تو اس صورت میں اپنی قسم پر ہی اڑے رہنا' زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ اس سے کم تر گناہ تو یہ ہے کہ قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے اور بیوی سے معمول کے مطابق معاملہ کرے۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ قسم کھانے کے بعد اگر یہ واضح ہو کہ بہتری تو اس کام میں ہے جس کو نہ کرنے کی قسم کھائی ہے' تو قسم توڑ دی جائے اور مقسم علیہ کام کو اختیار کر لیا جائے۔ قسم توڑنے کی' مقسم علیہ کے اعتبار سے' مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ مثلاً نماز نہیں پڑھوں گا' یا شراب پیوں گا' تو اس قسم کا توڑنا واجب ہو گا اور اگر کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر یا کسی ناپسندیدہ کام کے کرنے پر قسم کھائی ہے' تو قسم کا

توڑنا مستحب ہو گا۔ اسی طرح کسی مباح کام کے نہ کرنے پر قسم کھا لے تو قسم کا توڑنا بھی مباح ہو گا۔ (۲) قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے' یہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو لباس پہنانا یا ایک گردن آزاد کرنا ہے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھنے ہیں۔ کفارہ پہلے ادا کرے اور بعد میں وہ کام کرے جس پر قسم کھائی تھی؟ یا کفارہ کام کرنے کے بعد ادا کرے؟ جمہور علماء پہلی رائے کے قائل ہیں اور الفاظ حدیث بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ (۳) اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد بھی' کہ مقسم علیہ کام ہی زیادہ بہتر ہے' انسان قسم پر اڑا رہے' تو اس سے وہ عنداللہ زیادہ گناہ گار ہو گا۔ (۴) نبی ﷺ کا طریقہ یہی ہے کہ قسم پر اڑنے کی بجائے بہتر پہلو کو اختیار کیا جائے۔

٣١٧ ـ بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِينِ وَأَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِي عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ: لَا وَاللهِ! وَبَلَى وَاللهِ! وَنَحْوِ ذٰلِكَ

۳۱۷۔ لغو قسم کے معاف ہونے اور اس میں کفارہ نہ ہونے کا بیان اور یہ وہ قسم ہے جو بغیر ارادۂ قسم کے عادت کے طور پر زبان پر آجائے' جیسے لا واللہ' بلی واللہ اور اس قسم کے دیگر الفاظ قسم

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِىٓ أَيْمَٰنِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ ٱلْأَيْمَٰنَ فَكَفَّٰرَتُهُۥٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّٰرَةُ أَيْمَٰنِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَٱحْفَظُوٓا۟ أَيْمَٰنَكُمْ﴾ [المائدة: ٨٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لغو (لایعنی) قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتا' بلکہ وہ ان قسموں پر گرفت کرتا ہے جن کو تم نے مضبوطی سے باندھا' پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانی درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ پس جو اس کی طاقت نہ رکھے' تو وہ تین دن کے روزے رکھے' یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے' جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (یعنی انہیں پورا کرو' اگر گناہ کے کام پر نہ ہوں)۔ (سورۂ مائدہ۔ ۸۹)

فائدۂ آیت: لغو قسم' جس کا کفارہ اور مؤاخذہ نہیں' وہ ہے کہ انسان اپنے طور پر کسی بات کو سچ جانتے ہوئے کھا لیتا ہے دراں حالیکہ واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے' یا وہ قسم ہے جو بغیر ارادۂ قسم کے عادت کے طور پر زبان پر جاری ہو جائے' جیسے اللہ کی قسم' یا' کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ قسموں کی حفاظت کا مطلب ہے کہ ہر معاملے میں قسم کھانے سے گریز کرو اور جس بات پر قسم کھاؤ تو اسے پورا کرو۔

١٧٢١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

۱/ ۱۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی آیت لایواخذکم اللہ باللغو

بِاللَّغْوِ فِىٓ أَيْمَٰنِكُمْ﴾ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لا وَاللهِ! وَبَلَى واللهِ! رواه البخاري.

فی ایمانکم ایسے آدمی کے بارے میں اتری ہے جو (بات بات پر بغیر ارادۂ قسم کے) کہتا ہے' اللہ کی قسم' کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة المائدة، باب: ﴿يأيهاالرسول بلّغ ما أنزل إليك من ربك﴾.

فوائد: گزشتہ باب اور اس باب میں بیان کردہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ قسموں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک جھوٹی قسم (یمین غموس) اس کا حکم گزر چکا۔ دوسری لغو قسم' اس پر نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ تیسری قسم' معقدہ۔ جو انسان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت دل کے پورے ارادے کے ساتھ کھاتا ہے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ ہے جو آیت مذکورہ میں بیان ہوا۔ (۲) کفارۂ قسم میں دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانے کا جو ذکر ہے' اس کی مقدار کیا ہو گی؟ اس کی بابت کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ بعض علماء نے صبح اور رات کا کھانا کہا ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے' جس میں رمضان میں روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کرنے والے کفارے کا ذکر ہے ایک مد (تقریباً دس چھٹانک) فی مسکین خوراک قرار دی ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو کفارۂ جماع ادا کرنے کے لئے پندرہ صاع کھجوریں دی تھیں' جنہیں ساٹھ مسکینوں پر تقسیم کرنا تھا۔ ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے بغیر سالن کے دس مسکینوں کے لئے دس مد (یعنی سوا چھ سیر یا چھ کلو) خوراک ہو گی (ابن کثیر) یعنی چھ کلو آٹا' یا چاول یا کھجور وغیرہ۔ اگر عرف کا اعتبار کرتے ہوئے دس مسکینوں کو ایک وقت کا اوسط درجے کا کھانا کھلا دیا جائے' تو ہمارے خیال میں یہ بھی کافی ہو گا۔ واللہ اعلم۔

٣١٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ صَادِقاً

۳۱۸۔ سودا کرتے وقت قسم کھانے کی کراہت کا بیان' اگرچہ وہ سچا ہی ہو

١٧٢٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم سودے کے زیادہ بکنے کا سبب ہے لیکن کمائی کی برکت مٹانے کا ذریعہ بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: سلعۃ کے معنی سامان اور سودے کے ہیں۔ نفاق کے معنی رواج اور کثرت طلب کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سودا بیچتے وقت جو شخص قسم کھاتا ہے تو اس کا سودا تو جلدی بک جاتا ہے اور زیادہ بکتا ہے' لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے' اس سے بظاہر کمائی زیادہ ہوتی ہے لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی' بلکہ اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اس لئے گاہک کو متاثر کرنے کے لئے قسم نہیں کھانی چاہیے چاہے وہ سچا ہی ہو۔

١٧٢٣ ـ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ

۲/ ۱۷۲۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' سودا

وَكَثْرَةَ الحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ» رواه مسلم.

کرتے وقت زیادہ قسم اٹھانے سے بچو' اس لئے کہ اس سے سودا تو زیادہ بک جاتا ہے' لیکن (یہ طریقہ) برکت کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهى عن الحلف في البيوع.

فوائد: اس میں بھی وہی بات بیان کی گئی ہے۔ اس میں ہمارے لئے غور و فکر کی دعوت ہے کہ جب سچی قسم کھانا بھی بے برکتی کا باعث ہے تو جو لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے اور اپنا سامان بیچتے ہیں' وہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

٣١٩ - بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ، وَكَرَاهَةِ منعِ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

۳۱۹۔ اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اس کے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائے

١٧٢٤ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الجَنَّةُ» رواه أبو داود.

۱/ ۱۷۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر' جنت کے سوا' کسی چیز کا سوال نہ کیا جائے۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب كراهية المسألة بوجه الله تعالى.

فوائد: اس حدیث کی بابت شیخ البانی حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے مسئلہ زیر بحث پر استدلال کرنا' کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔

(۱) یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ (۲) اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے' تب بھی اس سے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں' اس لئے کہ نہی سے متبادر الی الذہن یہ بات ہے کہ اللہ کے واسطے سے دنیا کے عارضی اور فانی مال و متاع کا سوال کرنا منع ہے۔ لیکن اگر اس سے ہدایت اور صراط مستقیم کا سوال کیا جائے' جو انسان کو جنت تک لے جاتا ہے' تو اسے ممنوع کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ (۳) امام نووی نے اس حدیث پر کراہت کا باب باندھا ہے نہ کہ عدم جواز کا اور شوافع کے نزدیک کراہت' تنزیہہ کے لئے ہوتی ہے نہ کہ تحریم کے لئے (تعلیق المشکوۃ' للالبانی ج ۱' ص ۶۰۵) بہرحال اللہ کے نام اور واسطے سے دنیا کا سوال ناپسندیدہ ہے' لیکن اس کے جواز سے انکار مشکل ہے۔

١٧٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ، فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللهِ،

۲/ ۱۷۲۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے' اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے تو

فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ، فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفاً فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ، فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رواه أبو داوُدَ، والنسائي بأسانيدِ الصحيحين.

اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے' تو اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ' تو اس کے لئے دعائے خیر کرو (اور اتنی دعاء کرو) حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اسے ابو داوٗد اور نسائی نے صحیحین کی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، أواخر كتاب الزكاة، باب عطية من سأل بالله عزوجل - وسنن نسائي، كتاب الزكاة، باب من سأل بالله عزوجل.

فوائد: اس میں اللہ کے نام پر پناہ طلب کرنے اور مانگنے کا جواز ہے۔ (۲) اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے بلکہ اللہ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اس کی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تاہم اگر کسی سائل کی بابت یقین ہو کہ یہ پیشہ ور گداگر ہے اور حقیقت میں ضرورت مند نہیں ہے' تو اس کو نہ دینا بہتر ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں گداگری کی حوصلہ شکنی ہو۔ (۳) احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دیا جائے' اگر طاقت نہ ہو تو محسن کے حق میں خوب دعاء کرے' یہ بھی بدلے کی ایک صورت ہے۔ (۴) دعوت' قبول کرنی ضروری ہے بشرطیکہ وہاں محرمات کا ارتکاب نہ ہو۔

٣٢٠ ـ بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ شَاهِنْشَاه لِلسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ لأَنَّ معناهُ مَلِكُ المُلُوكِ ولا يوصف بذلك غيرُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۳۲۰۔ بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کہنا حرام ہے' اس لئے کہ اس کے معنی ہیں بادشاہوں کے بادشاہ اور یہ وصف اللہ کے سوا کسی اور کے لئے بیان کرنا جائز نہیں

١٧٢٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلَاكِ» متفقٌ عليه. قال سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ «مَلِكُ الأَمْلَاكِ» مِثْلُ شَاهِنْشَاه.

۱۷۲۶/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے ذلیل ترین نام' اللہ عز و جل کے نزدیک اس شخص کا نام ہے' جو اپنا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

تخريج: صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله تعالى - وصحيح مسلم، كتاب الآداب، باب تحريم التسمى بملك الأملاك.

فوائد: اللہ تعالیٰ کو عاجزی و انکساری بہت پسند ہے اور فخر و غرور اور تکبر سخت ناپسندیدہ۔ اور بادشاہوں کا بادشاہ

کھلانے میں عاجزی کی بجائے تکبر کا اظہار ہوتا ہے' علاوہ ازیں یہ صفت بھی صرف ایک اللہ کی ہے' اس سے دوسروں کو متصف کرنا کسی لحاظ سے بھی مستحسن نہیں۔

٣٢١ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدِي وَنَحْوِهِ

۳۲۱۔ فاسق اور بدعتی وغیرہ کو سید (سردار) وغیرہ کہنے کی ممانعت کا بیان

١٧٢٧ - عن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّداً، فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ» رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۱/ ۱۷۲۷۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' منافق کو سردار مت کہو' اس لئے کہ اگر یہ شخص سردار ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب عز و جل کو ناراض کر لیا۔ (ابو داوَد' بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب لا يقول المملوك ربّي وربَّتِي.

فوائد: فاسق آدمی قدر و احترام کا مستحق نہیں' اس لئے اس کی تعریف' اللہ کے غضب کا سبب ہے۔ اسی ذیل میں منافق' بدعتی' کافر' مشرک' ملحد و زندیق اور اللہ اور اس کے رسول کا ہر مخالف ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی احترام کا مستحق نہیں سمجھنا چاہئے۔ قدر و منزلت کا مستحق صرف مومن' متقی اور اللہ رسول کا فرماں بردار شخص ہی ہے۔

٣٢٢ - بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمَّى

۳۲۲۔ بخار کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

١٧٢٨ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ، أَوْ أُمِّ المُسَيَّبِ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ - أَوْ يَا أُمَّ المُسَيَّبِ - تُزَفْزِفِينَ؟» قَالَتْ: الحُمَّى لا بَارَكَ اللهُ فِيهَا! فَقَالَ: «لا تَسُبِّي الحُمَّى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ» رواه مسلم.

«تُزَفْزِفِينَ» أَيْ: تَتَحَرَّكِينَ حَرَكَةً سَرِيعَةً، وَمَعْنَاهُ: تَرْتَعِدُ، وَهُوَ بضمِّ التاءِ وبالزاي المكررةِ، والفاءِ المكررةِ، ورُوِيَ أيضاً بالراءِ المكررةِ والقافين.

۱/ ۱۷۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سائب یا ام مسیب کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے دریافت فرمایا' اے ام سائب! یا ام مسیب۔ کیا بات ہے تم کانپ رہی ہو؟ انہوں نے کہا۔ بخار ہے' اللہ اس میں برکت نہ دے۔ تو آپ نے فرمایا' بخار کو برا بھلا مت کہو' اس لئے کہ یہ انسان کے (صغیرہ) گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے' جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو۔ (مسلم)

تـزفـزفـیـن۔ تیزی سے حرکت کر رہی تھیں اور اس کے معنی ہیں' کانپ رہی تھیں اور یہ تاء کی پیش کے ساتھ ہے اور زاء اور فاء دونوں مکرر ہیں اور یہ راء مکرر اور دو قافوں کے ساتھ بھی مروی ہے (یعنی

ترقرقین)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بیماریاں اور آزمائشیں صغیرہ گناہوں کی معافی کا سبب ہیں۔ اس لئے ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مشیت و تقدیر کا حصہ ہیں۔ تاہم علاج اور دوا دارو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

٣٢٣ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وبيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۳۲۳۔ ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت' نیز ہوا کے چلنے کے وقت کی دعا کا بیان

١٧٢٩ ـ عَنْ أَبي المُنْذِرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ» رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حسنٌ صحيح.

۱/ ۱۷۲۹۔ حضرت ابو المنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہوا کو برا بھلا مت کہو' پس جب تم ایسی (آندھی) دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو' تو یہ دعاء پڑھو۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے' تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في فضل الفقر.

١٧٣٠ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ، وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلا تَسُبُّوهَا، وَسَلُوا اللهَ خَيْرَهَا، واسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا» رواه أَبو داود بإسنادٍ حسنٍ. قوله ﷺ: «مِنْ رَوْحِ اللهِ» هو بفتح الراءِ، أَيْ: رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ.

۲/ ۱۷۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' ہوا اللہ کی رحمت ہے' یہ رحمت لے کر آتی ہے اور (کبھی) عذاب لاتی ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے پناہ مانگو۔ (اسے ابو داوٗد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

من روح اللہ' یہ راء کے زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی ہوا' بندوں پر اللہ کی رحمت کی مظہر ہے

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح.

١٧٣١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

۳/ ۱۷۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ» رواه مسلم.

جب تیز ہوا چلتی تو نبی ﷺ فرماتے تھے' اے اللہ ہم تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس میں جو ہے' اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے' سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح.

فوائد: ہَوا بھی دیگر نعمتوں کی طرح' اللہ کی ایک نعمت ہے جو انسانی صحت اور وسائل رزق کے لئے ضروری ہے۔ تاہم اگر اللہ چاہے تو اس میں تندی اور تیزی پیدا کر کے اسے ہلاکت و بربادی کا ذریعہ بنا دے۔ اس لئے اس میں جو بھلائی کے پہلو ہیں ان سے مستفید ہونے کی بارگاہ الٰہی میں دعاء کرے اور جو شر کے پہلو ہیں' ان سے پناہ مانگے۔ (۲) ایک مومن تو انسانوں کو بھی گالیاں نہیں دیتا چہ جائیکہ بے حس جانوروں کو برا بھلا کہے۔ لیکن بہت سے جاہل لوگ جانوروں کو بھی گالیاں نکالتے رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلمان کا شیوہ نہیں۔

٣٢٤ ـ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ

۳۲۴۔ مرغ کو برا بھلا کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٣٢ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ» رواه أَبو داودَ بإسنادٍ صحيح.

۱/ ۱۷۳۲۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مرغ کو برا بھلا نہ کہو' اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الديك والبهائم.

فوائد: حدیث کا مطلب واضح ہے۔ آج کل مرغ کی یہ افادیت اس لئے واضح نہیں ہوتی کہ اسپیکروں پر اذان ہوتی ہے۔ جب یہ اسپیکر ایجاد نہیں ہوا تھا' تو مؤذنوں کی آواز نہایت محدود ہوتی تھی اور مرغ کی بانگ ہی اکثر لوگوں کو تہجد اور فجر کی نماز کے لئے جگایا کرتی تھی۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نیکی میں جو بھی جس قسم کا تعاون کرے' اس کی قدر کرنی چاہئے اور خود بھی لوگوں کو نیکی کی ترغیب دے اور اس میں تعاون کرے تاکہ عنداللہ وہ حسن صلہ کا مستحق قرار پا سکے۔

٣٢٥ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

۳۲۵۔ یہ کہنے کی ممانعت کہ ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی۔

١٧٣٣ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ

۱/ ۱۷۳۳۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَاذا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنا بِنَوْءِ كَذا وَكذا، فَذلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ» متفقٌ عليه. وَالسَّماءُ هُنَا: المَطَرُ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ یہ واقعہ بارش کے بعد کا ہے جو رات کو ہوئی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' کیا تم جانتے ہو' تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ کچھ مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی' پس یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں (کے تصرف) کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے' پس یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا۔ (بخاری و مسلم)

سماء' کے معنی یہاں بارش کے ہیں

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلّم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كفر من قال مُطرنا بالنوء.

فوائد: نوء' ناء' ینوء کا مصدر ہے۔ ناء النجم اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ جھڑ جائے یا غروب ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ طلوع ہوتا ہے۔ تمام حوادث و واقعات کا فاعل اور مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے' اس لئے اس کی طرف ان کی نسبت ہونی چاہئے۔ اس عقیدے کے ساتھ اگر کسی موقعے پر حوادث کی نسبت اسباب کی طرف بھی کر دی جائے تو وہ جائز ہے۔ لیکن اسباب کو ہی فاعل اور مؤثر مان لینا' جیسا کہ اکثر مشرکین کا عقیدہ ہوتا ہے' کفر و شرک ہے۔

(۲) اہل جاہلیت' جب بارش کسی ستارے کے طلوع یا غروب کے وقت ہوتی' تو وہ بارش اس ستارے کی طرف منسوب کر دیتے اور اسی ستارے کو وہ فاعل اور موثر و متصرف تسلیم کرتے' اسے حدیث میں اللہ کے ساتھ کفر و شرک قرار دیا گیا ہے۔ اعاذنا اللہ منه

٣٢٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ: يَا كَافِرُ

۳۲۶۔ کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنا حرام ہے

١٧٣٤ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۱/ ۱۷۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو وہ دو باتوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے' اگر وہ (واقعی) ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کہا (تو درست) ورنہ وہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كفّر أخاه من غير تأويل - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بلاوجہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی سخت ممانعت ہے' کیونکہ اگر اس میں وجوہ کفر نہ پائے گئے تو کہنے والا کافر قرار پائے گا۔

١٧٣٥ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ» متفقٌ عليه. «حَارَ»: رَجَعَ.

۲/ ۱۷۳۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا' اے اللہ کے دشمن۔ درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو' تو وہ بات اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حار بمعنی لوٹ آنا

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بھی کسی مسلمان کو بلاوجہ کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کی ممانعت ہے۔ تاہم اگر کوئی مدعی اسلام ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے تو اس کی تکفیر ضروری ہے تا کہ دوسرے مسلمان اس کی گمراہی سے محفوظ رہیں۔ ایسے شخص کی تکفیر مذکورہ وعید میں داخل نہیں' بلکہ اسلامی عقائد کے تحفظ کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔

٣٢٧ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ وَبَذَاءِ اللِّسَانِ

۳۲۷۔ فحش کلامی اور بدزبانی سے ممانعت کا بیان

١٧٣٦ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱/ ۱۷۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن طعن و تشنیع کرتا ہے' نہ لعنت اور نہ فحش کلامی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ بدزبان۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: اس کا مطلب ہے کہ کمال ایمان کے لئے جہاں اخلاق اقدار سے آراستہ ہونا ضروری ہے' وہاں رذائل اخلاق سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

١٧٣٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن.

۲/۱۷۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس چیز میں بے ہودگی ہو گی' وہ اسے عیب ناک کر دے گی اور جس چیز میں حیاء ہو گی' وہ اسے خوب صورت بنا دے گی۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الفحش والتفحش.

فوائد: اس میں بے ہودگی (بے حیائی) کے ترک کرنے کی ترغیب اور زیور حیاء سے آراستہ ہونے کی تاکید ہے۔

٣٢٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ بِالتَّشَدُّقِ، وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ، وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِّ وَنَحْوِهِمْ

۳۲۸۔ گفتگو میں تصنع کرنے' باچھیں کھولنے' تکلف سے فصاحت کا اظہار کرنے اور عوام وغیرہ سے خطاب کے وقت نامانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیوں کے بیان کرنے کی کراہت

١٧٣٨ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ» قَالَهَا ثَلَاثاً. رَوَاهُ مُسْلِم. «الْمُتَنَطِّعُونَ»: المُبَالِغُونَ فِي الأُمُورِ.

۱/۱۷۳۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مبالغے اور تکلف سے کام لینے والے ہلاک ہو گئے' تین مرتبہ آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب العلم، باب هلك المتنطّعون.

فوائد: متنطعون' سے مراد ایسے لوگ ہیں' جو بال کی کھال نکالتے' لایعنی بحثیں کرتے' ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے' مبالغہ کرتے اور گفتگو میں تصنع اور بناوٹ کا اظہار کرتے اور فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں۔ اس میں قول و فعل میں غلو نہ کرنے اور تمام معاملات میں سادگی اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

١٧٣٩ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ».

۲/۱۷۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ آدمیوں میں سے اس بلاغت چھانٹنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے

رَوَاهُ أبو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسن.

کی طرح' بار بار پھیرتا ہے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدق في الكلام ـ وسنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في الفصاحة والبيان.

فوائد: اس سے مراد بھی وہی شخص ہے جو گفتگو میں تصنع اور تکلف اختیار کرتا اور بہ تکلف فصاحت کا اظہار کرنے کے لئے باچھیں کھولتا ہے۔

١٧٤٠ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنَكُمْ أَخْلاقاً، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الثَّرْثَارُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَيْهِقُونَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن، وقد سبق شرحُهُ في باب حُسْنِ الخُلقِ.

۳ / ۱۷۴۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب' وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے' باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر کر کلام کرنے والے ہیں۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے اور اس کی شرح باب حسن الخلق میں گزر چکی ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في معالى الأخلاق.

فوائد: ثرثارون' ثرثار کی جمع ہے۔ یہ ثرثرۃ سے ہے' جس کے معنی تکلف سے بار بار گفتگو کرنا ہے۔ متشدقون' متشدق کی جمع ہے جو فصاحت و بلاغت چھانٹنے کے لئے باچھیں کھول کر گفتگو کرتا ہے۔ متفیھقون' متفیھق کی جمع ہے' یہ فھق سے ہے جس کے معنی بھرنا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو منہ بھر کر اور رگیں پھلا کر بات کرتے ہیں۔ یہ سارے انداز تکلف' تصنع اور بناوٹ کے غماز ہیں جو شریعت میں ناپسندیدہ ہیں' اسی لئے قیامت والے دن ایسے لوگ غضب الٰہی کے مورد اور رسول اللہ ﷺ سے دور ہوں گے۔ شریعت سادگی' تواضع اور قدرتی انداز گفتگو کو پسند کرتی ہے اور یہ سب اخلاقی محاسن ہیں جو قیامت والے دن اللہ کی رضامندی اور نبی ﷺ کی قربت کا باعث ہوں گے۔ جعلنا اللہ منھم۔

٣٢٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ: خَبُثَتْ نَفْسِي

۳۲۹۔ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے' کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٤١ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

۱ / ۱۷۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي» متفقٌ عليه. قالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبُثَتْ غَثَتْ، وَهُوَ مَعْنَى «لَقِسَتْ» وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ.

کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا' لیکن یہ کہے' میرا نفس لقیس ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

علماء نے کہا ہے کہ خبثت کے معنی غثیت ہیں اور لقست کے معنی بھی یہی ہیں۔ لیکن نبی ﷺ نے خبث کے لفظ کا استعمال پسند نہیں فرمایا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب لا يقل خبثت نفسي ۔ وصحيح مسلم، كتاب الأدب من الألفاظ، باب كراهة قول الإنسان خبثت نفسي.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ خبثت اور لقست' دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ لیکن خبثت میں ظاہری طور پر زیادہ شناعت پائی جاتی ہے امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس طرح بولنے کا سلیقہ بتایا گیا ہے اور یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ اچھا لفظ استعمال کیا جائے اور برا لفظ ترک کر دیا جائے۔ (ابن علان)

٣٣٠ ـ بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْماً

۳۳۰۔ انگور کا نام کرم رکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٤٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ» متفقٌ عليه. وهذا لفظُ مسلمٍ. وفي رِوَايَةٍ: «فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ». وفي رواية للبخاري ومسلم: «يَقُولُونَ الْكَرْمُ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ».

۱ / ۱۷۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انگور کا نام کرم مت رکھو' اس لئے کہ کرم تو مسلمان ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے۔ بے شک کرم تو مومن کا دل ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں' کرم تو صرف مومن کا دل ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول النبي ﷺ إنما الكرم... ـ وصحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب، باب كراهة تسمية العنب كرمًا.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کرم سے مشتق الفاظ کا مستحق تو صرف مومن ہے' اس لئے کہ وہ کریم ہے' اس لئے انگور کو کرم کہہ کر پکارنا صحیح نہیں۔

١٧٤٣ ـ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُولُوا: الْكَرْمُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: الْعِنَبُ،

۲ / ۱۷۴۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم (انگور کو) کرم نہ کہو' بلکہ عنب اور حبلۃ کہو۔ (مسلم)۔ (حوالہ مذکور)

وَالحَبَلَةُ» رواه مسلم. «الحَبَلَةُ» بفتح الحاءِ والباء، ويقال أيضاً بإسكان الباء.

حبلة ' حاء اور باء دونوں پر زبر ہے' اور اسے باء کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب، باب كراهة تسمية العنب كرمًا.

فوائد: حَبَلَة یا حَبْلَة ' انگور کے درخت کو کہتے ہیں۔ حبلة بھی اسے کہا جاتا ہو گا' اس لئے کرم کے ساتھ حبلة کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

٣٣١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ لا يَحْتَاجُ إِلَى ذٰلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ

۳۳۱۔ کسی آدمی کے سامنے عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت۔ الّایہ کہ کسی شرعی مقصد' جیسے نکاح وغیرہ' کے لئے اس کی ضرورت ہو

١٧٤٤ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی عورت دوسری عورت سے مباشرت نہ کرے کہ پھر وہ اس کی خوبیاں اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا تباشر المرأة...

یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: مباشرت کے معنی ہیں' دو جسموں کا باہم ملاپ اور یہ کنایہ ہوتا ہے اس بات سے کہ دوسرے کے جسم کو نہ دیکھا جائے۔ یہاں اصل اور کنایہ یہ دونوں ہی مراد ہیں اور مطلب ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی طرف دیکھے اور نہ اس کے جسم کے ساتھ اپنا جسم ملائے' کیونکہ اس طرح اس کی ساری جسمانی خوبیوں کا اسے علم ہو جائے گا' جسے وہ اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گی تو اندیشہ ہے کہ اس کا خاوند کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے اور یوں اس کی اپنی زندگی بھی برباد ہو سکتی ہے۔

٣٣٢ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ فِي الدُّعاءِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

۳۳۲۔ انسان کا یہ کہنا' اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' مکروہ ہے۔ بلکہ یقین کے ساتھ اللہ سے درخواست کرے

١٧٤٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ

۱/ ۱۷۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے' اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' اے اللہ!

ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لا مُكْرِهَ لَـهُ». متفق عليه. وفي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: «وَلكِنْ لِيَعْزِمْ، وَلْيُعْظِمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالى لا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ».

اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما دے۔ چاہئے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے' اس لئے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے "اور لیکن یقین کے ساتھ مانگے اور رغبت کا خوب اظہار کرے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی چیز دینا' جو وہ مانگنے والے کو دیتا ہے' بڑی بات نہیں ہے۔"

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة ۔ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب العزم بالدعاء.

فوائد: یقین کے ساتھ مانگنے کا مطلب ہے کہ مانگنے میں غیر یقینی انداز نہ ہو' نہ اس کی مشیت پر اسے موقوف کرے' بلکہ پوری شدت طلب کا اظہار اور الحاح و اصرار کرے۔ اس کو کسی چیز کا دینا' بڑی بات نہیں ہے' کا مطلب ہے' انسان دین یا دنیا کی کوئی چیز بھی طلب کرے' اس کا پورا کر دینا اللہ کے لئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

١٧٤٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «إذا دَعَـا أَحَدُكُم، فَلْيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، وَلا يَقُولَنَّ: اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ، فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لا مُسْتَكْرِهَ لَهُ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہئے کہ عزم و یقین کے ساتھ سوال کرے اور یوں ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے' اس لئے کہ کوئی اسے مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة ۔ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب العزم بالدعاء.

فوائد: انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے' اس لئے اسے اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرنا چاہئے جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ تو بے نیاز ہے' اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرے' نہ کرے۔ اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ علاوہ ازیں اس میں مطلوبہ چیز سے بھی بے نیازی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں اللہ کی شان سے فروتر اور بندے کی اپنی عاجزانہ حالت سے برتر ہیں۔

٣٣٣ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلانٌ

۳۳۳۔ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے' کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٤٧ ـ عَـنْ حُـذَيْفَـةَ بْـنِ اليَمَـانِ رَضِـيَ اللهُ عَنْـهُ عَـنِ النَّبـيِّ ﷺ قـال:

۱/ ۱۷۴۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس طرح نہ کہو' جو اللہ چاہے

«لا تَقُولوا: ما شاءَ اللهُ وشَاءَ فلانٌ، ولكِنْ قُولُوا: ما شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلانٌ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح.

اور فلاں چاہے۔ لیکن یہ کہو' جو اللہ چاہے' پھر جو فلاں چاہے۔ (اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي.

فوائد: پہلی صورت اس لئے ممنوع ہے کہ اس میں بیک وقت انسان اور اللہ کی مشیت میں اشتراک ہو جاتا ہے' جو یکسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ جب کہ دوسری صورت میں اللہ کی مشیت پہلے ہے' جو اصل ہے اور اس کے بعد بندے کی مشیت ہے جو اللہ کی مشیت کے تابع ہے' اس لئے یہ جائز ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کو کہے کہ ہمارا سہارا تو اللہ ہے اور آپ ہیں۔ اس میں اللہ اور بندے دونوں کو یکساں مقام دے دیا گیا ہے' جو ناجائز ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ ہمارا سہارا تو اللہ ہے' پھر آپ ہیں۔ کیونکہ اس میں واہمہ شرک نہیں ہے' جب کہ پہلی بات میں ایسا ہے۔

٣٣٤ - بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ

۳۳۴۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنے کی کراہت کا بیان

والمرادُ بِهِ الحديثُ الذي يكونُ مُبَاحاً في غيرِ هذا الوقت، وفعلُه وتركُهُ سواءٌ، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أو المكْرُوهُ في غَيْرِ هٰذا الوَقْتِ، فَهُوَ في هذا الوَقْتِ أَشَدُّ تَحْريماً وَكَرَاهَةً. وَأَمَّا الحَدِيثُ في الخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ، وَمَكَارِمِ الأَخْلاقِ، والحَدِيثُ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذلكَ، فَلا كَرَاهَةَ فِيهِ، بل هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكذا الحَدِيثُ لِعُذْرٍ وعارِضٍ لا كَرَاهَةَ فِيهِ، وقَدْ تَظَاهَرَت الأَحَاديثُ الصَّحيحَةُ على كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ.

اس سے مراد وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں جائز ہے اور اس کا کرنا اور چھوڑنا دونوں برابر ہو۔ لیکن وہ بات جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں حرام ہو تو وہ اس وقت (عشاء کے بعد) زیادہ حرام اور زیادہ مکروہ ہو گی۔ لیکن بھلائی کی بات' جیسے علمی مذاکرہ' نیک لوگوں کی حکایات' عمدہ اخلاق کا تذکرہ' مہمان کے ساتھ گفتگو اور کسی ضرورت مند وغیرہ کے ساتھ' تو اس میں کوئی کراہت نہیں' بلکہ یہ مستحب (پسندیدہ) ہے۔ اسی طرح کسی عذر یا سبب کی وجہ سے بات کرنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں جن کا میں نے ذکر کیا' ان پر صحیح حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ (اب احادیث ملاحظہ ہوں)

١٧٤٨ - عَنْ أَبي بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ العِشَاءِ وَالحَدِيثَ بعْدَهَا. متفقٌ عليه.

۱/۱۷۴۸۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يكره من النوم قبل العشاء ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح.

فوائد: عشاء سے قبل سونے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح عشاء کی نماز فوت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے اور عشاء کے بعد جائز بات چیت اس لئے ناپسندیدہ ہے کہ اس سے سونے میں تاخیر ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے لئے تہجد یا فجر کے وقت اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے' اس صورت میں گویا نماز فجر کے فوت ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان عشاء کی نماز کے فوراً بعد سو جائے تو اس لحاظ سے بھی بہتر ہے کہ اس کی دن کی سرگرمیوں کا اختتام نماز پر ہو گا' جو افضل ترین عمل ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جب عشاء کے بعد بات چیت ناپسندیدہ ہے تو دوسرے کام بھی' جن میں کوئی دینی فائدہ اور شرعی غرض نہیں ہے' مکروہ ہوں گے۔ جیسے کھیل کود' تاش بازی' شطرنج وغیرہ اور آج کل کی عالمی لعنت ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ دیکھنا۔ یہ ساری چیزیں تو ویسے بھی حرام ہیں' عشاء کے بعد ان لغویات میں مصروف رہنا اور بھی زیادہ حرام ہو گا۔ اسی طرح امام نوویؒ نے علمی مذاکرہ وغیرہ کو جو جائز بلکہ مستحب قرار دیا ہے تو یہ بھی مشروط ہے بروقت نماز فجر کی ادائیگی کے ساتھ۔ اگر رات کو تعلیم و تعلم یا وعظ و تذکیر میں اتنا وقت صرف کر دیا جائے کہ فجر کے وقت اٹھا نہ جا سکے تو یہ جواز و استحباب بھی محل نظر قرار پائے گا۔

١٧٤٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صلَّى العِشَاءَ في آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ اليَوْمَ أَحَدٌ» متفقٌ عليه.

۲/۱۷۴۹۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی' پس جب آپؐ نے سلام پھیرا' تو فرمایا۔ بھلا بتلاؤ تو سہی' یہ رات کون سی ہے؟ بے شک جو شخص آج روئے زمین پر زندہ ہے' صدی کے پورے ہونے تک وہ باقی نہیں رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب السمر في العلم ـ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس.

فوائد: یہ نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ آج کی رات کے بعد جو زندہ ہیں' وہ صدی کے راس (پورے ہونے یا سرے) پر باقی نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' تمام صحابہ کرام پہلی صدی ہجری کے اختتام تک وفات پا گئے' سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں' جن کا انتقال ایک سو دس ہجری میں ہوا۔ یعنی آپؐ کے فرمان کے پورے سو سال بعد۔ ﷺ۔ اس میں عشاء کے بعد ضروری باتیں اور علم سے متعلق گفتگو کا جواز ہے۔

١٧٥٠ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهمُ انْتَظَرُوا النَّبيَّ ﷺ، فَجَاءَهُمْ قريباً من شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِم يعني العِشَاءَ، قَالَ:

۳/۱۷۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صحابہ نبی ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ پس آپ ان کے پاس تقریباً آدھی رات کو آئے اور ان کو عشاء

ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: «أَلا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا، ثُمَّ رَقَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا في صلاةٍ مَا انتَظَرْتُمُ الصَّلاةَ» رواه البخاري.

کی نماز پڑھائی' (حضرت انس فرماتے ہیں) پھر ہمیں خطبہ دیا' جس میں فرمایا' سنو! بے شک بعض لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جتنی دیر انتظار کرتے رہے' برابر نماز میں ہی رہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب السمر في الفقه والخير بعد العشاء.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نصف رات تک مؤخر کی جا سکتی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس کے لئے جاگنا بھی جائز ہے' تاکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جا سکے۔ تیسری بات یہ کہ انتظار کی ساری مدت نماز میں شمار ہوگی اور اس حساب سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا

٣٣٥ - بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ

٣٣٥۔ عورت کو عذر شرعی نہ ہو تو خاوند کے بلانے پر اس کے لئے خاوند کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے

١٧٥١ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا المَلائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ» متفقٌ عليه. وفي رواية: حَتَّى «تَرْجِعَ».

١/ ١٧٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کردے' پس خاوند اس سے ناراضی کی حالت میں رات گزارے' تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے' جب تک وہ (خاوند کے پاس) لوٹ نہ آئے (فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں)۔

تخریج: صحیح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: آمين... - وصحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها عن فراش زوجها.

فوائد: بستر پر بلانے سے مراد' رات کو ساتھ سونا یا اس سے ہم بستری کرنا ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند جب بھی اسے اپنی جنسی خواہش کی تسکین کے لئے بلائے تو انکار نہ کرے' رات ہو یا دن۔ ہاں عذر شرعی ہو تو بات اور ہے' جیسے رمضان کے دن ہوں اور وہ روزے سے ہو' یا بیمار ہو یا اس کی ماہواری کے ایام ہوں' تو ان حالات میں وہ خاوند کی خواہش پوری کرنے سے یقیناً معذور ہوگی۔ اس قسم کے عذر شرعی کے بغیر انکار پر وہ فرشتوں کی لعنت کی مستحق قرار پائے گی۔ عورت کے لئے یہ تاکید اس لئے ہے تاکہ مرد اپنی بیوی کو نظرانداز کر کے کسی اور عورت کی طرف نہ دیکھے۔ اگر عورت' خاوند کی جنسی خواہش کی تسکین کا اہتمام نہیں کرے گی تو خاوند پھر غلط راستے پر چل سکتا ہے۔ اس کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ عورت اس کی دل داری میں بلاوجہ کوتاہی نہ کرے۔

٣٣٦ - بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعاً وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

۳۳۶۔ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر' عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

١٧٥٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت دے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه.

فوائد: روزے سے مراد نفلی روزہ ہے۔ علاوہ ازیں اسی طرح دیگر نفلی عبادات ہیں' مثلاً نفلی نماز' تلاوت وغیرہ' یہ سب کام خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر کرنے جائز نہیں۔ اسی طرح خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو گھر میں اپنے محرم کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے' چہ جائیکہ غیر محرم مردوں اور رشتے داروں کو۔ البتہ جن محرموں کے لئے اس نے صراحتاً اجازت دے رکھی ہو یا اس پر وہ خاموش رہتا ہو' تو ان کو عورت گھر کے اندر آنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

٣٣٧ - بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

۳۳۷۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجدے سے اپنا سر اٹھانا حرام ہے

١٧٥٣ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ! أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' کیا تمہارا ایک آدمی' جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے' اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں بدل دے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب النهى عن سبق الإمام...

فوائد: اس میں امام سے پہل کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کے سر یا شکل و صورت کو

گدھے کے سر یا صورت میں بدل دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لئے مقتدی کو ہر کام امام کے بعد کرنا چاہئے۔ امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانا یا پہلے سر اٹھانا یا کوئی اور کام پہلے کرنا سخت گناہ اور نہایت خطرناک ہے۔

٣٣٨ - بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ

٣٣٨۔ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٥٤ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: نُهِيَ عَنِ الخَصْرِ في الصَّلاةِ. متفقٌ عليه.

١/ ١٧٥٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلاة.

فوائد: انسان کے دائیں بائیں دو پہلو ہیں‘ انہیں کوکھ کہا جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں ان پہلوؤں (کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا‘ تکبر کی علامت ہے جب کہ نماز تو سراسر بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز مندی کے اظہار کا نام ہے۔ تاہم پہلو میں درد ہو اور اس کی وجہ سے کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بات اور ہے۔ اس وقت ایسا کرنا جائز ہو گا۔

٣٣٩ - بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتُوقُ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الأَخْبَثَيْنِ، وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

٣٣٩۔ کھانے کی موجودگی میں‘ جب کہ نفس اس کا مشتاق ہو یا پیشاب‘ پاخانے کی شدید حاجت کے وقت‘ نماز کی کراہت کا بیان

١٧٥٥ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلاةَ بحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلا هُوَ يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَانِ» رواه مسلم.

١/ ١٧٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا‘ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ اس وقت‘ جب کہ پیشاب‘ پاخانے کی شدید حاجت ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام.

فوائد: یہاں نفی‘ بمعنی نہی ہے۔ یعنی کھانے یا پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت کوئی شخص نماز نہ پڑھے۔ لیکن یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جس کو شدید بھوک لگی ہو اور کھانا بھی سامنے تیار ہو۔ کیونکہ اس صورت میں وہ کھانے سے پہلے نماز پڑھے گا تو وہ سکون اور خشوع و خضوع سے نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کی ضرورت بھی شدید ہو تو پہلے قضائے حاجت کا اہتمام کرے اور پھر نماز پڑھے۔

٣٤٠ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۳۴۰۔ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ممنوع ہے

١٧٥٦ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ!» فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتَّى قَالَ: «لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ!» رواه البخاري.

۱/ ۱۷۵۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پس اس کی بابت آپ ؐ کا لہجہ سخت ہو گیا' یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة.

فوائد: نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا' خشوع و خضوع کے منافی ہے' اس لئے اس پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔ تاہم نماز کے علاوہ مثلاً دعا کے وقت یا غور و فکر کے وقت آسمان کی طرف نگاہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' بلکہ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

٣٤١ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

۳۴۱۔ بغیر عذر کے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٥٧ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ» رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۱/ ۱۷۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی بابت پوچھا' تو آپ ؐ نے فرمایا۔ یہ ایک جھپٹ ہے' جس کے ذریعے سے شیطان بندے کی نماز کا کچھ حصہ اچک لیتا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الالتفات في الصلاة.

فوائد: جھپٹ یا اچک لینا کا مطلب ہوتا ہے' کسی کی غفلت اور بے خبری میں نہایت تیزی سے اس کی چیز لے لینا۔ جب انسان نماز میں خشوع و خضوع کی بجائے ادھر ادھر دیکھتا ہے تو یہ گویا انسان کی غفلت اور بے خبری ہے جس سے شیطان فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کی نماز کو بے اثر کر دیتا ہے۔

١٧٥٨ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالْالْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ الْالْتِفَاتَ فِي

۲/ ۱۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو' اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بربادی

الصَّلاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لا بُدَّ، فَفِي التَّطَوُّعِ لا فِي الْفَرِيضَةِ». رواه التِّرمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صَحِيحٌ.

ہے۔ اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفلی نماز میں دیکھا جا سکتا ہے نہ کہ فرض نماز میں۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے ترمذی کے بولاق والے نسخے میں صرف' حدیث حسن' ہے اور اس کے حاشیے میں ایک نسخہ حسن غریب ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے' اس لئے کہ یہ روایت اپنی سند کے ضعف و انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ریاض الصالحین' بہ تحقیق البانی و تعلیق المشکوۃ' رقم ۹۹۷) جب یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے تو نفلی نماز میں بھی ادھر ادھر دیکھنے کی گنجائش ثابت نہیں ہو گی۔ تاہم اگر ناگزیر ہے تو یہ التفات صرف چہرے اور نگاہ کی حد تک ہی ہو' ورنہ اگر سینے سمیت ادھر ادھر مڑے گا تو نماز ہی باطل ہو جائے گی' کیونکہ پھر وہ قبلہ رخ نہیں رہے گا' جب کہ نماز کے لئے استقبال قبلہ بھی ضروری ہے۔

٣٤٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلاَةِ إِلَى الْقُبُورِ

۳۴۲۔ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

١٧٥٩ ـ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۵۹۔ حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز مت پڑھو اور نہ ان کے اوپر بیٹھو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.

فوائد: قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح مشرکین کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں غیر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی اس میں نکلتا ہے' جو انسان کو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ (۲) قبروں پر بیٹھنے سے انسان کی تذلیل ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو توقیر و تکریم سے نوازا ہے۔ اس لئے دونوں کاموں سے بچنا چاہئے۔

٣٤٣ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

۳۴۳۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی حرمت کا بیان

١٧٦٠ ـ عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْراً لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ»

۱/ ۱۷۶۰۔ حضرت ابو الجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے؟ تو وہ چالیس تک کھڑے رہنے کو' گزرنے سے بہتر سمجھے گا۔ حدیث کے

قَالَ الرَّاوِي: لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَة، متفقٌ عليه.

راوی بیان کرتے ہیں' مجھے یاد نہیں کہ آپ ؐ نے چالیس دن' یا چالیس مہینے یا چالیس سال فرمایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب إثم المارّ بين يدي المصلى - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب منع المارّ بين يدي المصلى.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا نہایت سخت گناہ ہے۔ نمازیوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ سترے یا ستون کے بغیر عام گزرگاہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں' اس سے یا تو گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے یا مسئلے سے ناواقف لوگ آگے سے گزرتے رہتے ہیں اگر سترہ وغیرہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے' اس کا اندازہ تین میٹر یا تین صف کیا گیا ہے۔ مزید احتیاط کے طور پر چار پانچ صف کا اندازہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم

٣٤٤ - بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُوم فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا

۳۴۴۔ مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد مقتدی کے لئے نفلی نماز پڑھنے کی کراہت' وہ چاہے اس نماز کی سنت ہو یا کوئی اور نفل نماز

١٧٦١ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلا صَلَاةَ إلَّا المَكْتُوبَةَ» رواه مسلم.

۱/۱۷۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن.

فوائد: جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے' تو سنت' نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی نے شروع کر رکھے ہوں تو اس کو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور جماعت کے بعد وہ پڑھ لے۔ جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں پڑھتے رہنا اس حدیث کے خلاف ہے۔ جیسے احناف کی مسجدوں میں بالعموم اور فجر کی سنتوں میں بالخصوص یہ معمول ہے۔ احناف نے اس کے لئے یہ کہہ کر گنجائش پیدا کر رکھی ہے کہ پہلی رکعت فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر جماعت کھڑی ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔ اول تو یہ قول بھی مذکورہ حدیث کے خلاف ہے لیکن عوام پوری نماز فجر کے دوران ہی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ یعنی عملی طور پر تو بغیر کسی شرط کے سنتیں پڑھنے کا عام رواج ہے۔ بہرحال یہ رواج حدیث مذکور کے بالکل خلاف ہے۔

٣٤٥ - بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمِ

۳۴۵۔ جمعے کے دن کو روزے کے لئے

الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلاَةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي

اور جمعے کی رات کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کرنے کی کراہت کا بیان

١٧٦٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَخُصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جمعے کی رات کو' دوسری راتوں کے درمیان سے قیام (نفلی نماز وغیرہ) کے لئے خاص کرو اور نہ جمعے کے دن کو' دوسرے دنوں کے درمیان سے' روزے کے لئے خاص کرو۔ مگر یہ کہ جمعہ اس مدت میں آجائے جس میں تمہارا ایک آدمی روزے رکھتا ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

فوائد: جیسے کسی شخص کا معمول ہو' ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا۔ اس میں جمعے کا دن آجائے' یا عاشورے یا عرفے کا روزہ رکھتا ہو' اس میں جمعے کا دن آجائے' یا ایام بیض کے روزوں میں جمعہ آجائے' یا اس نے نذر کے روزے شروع کر رکھے ہوں' ان میں جمعہ آجائے۔ ان تمام صورتوں میں جمعے کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف بطور خاص جمعے کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

١٧٦٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ «لا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْماً قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۶۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' تم میں سے کوئی شخص جمعے کے دن روزہ نہ رکھے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ ملالے (تو پھر کوئی حرج نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

فوائد: اس میں جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ایک اور صورت کا بیان ہے کہ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ ساتھ ملالیا جائے' تو ٹھیک ہے۔

١٧٦٤ ـ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِراً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. متفقٌ عليه.

۳/ ۱۷۶۴۔ حضرت محمد بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا' ہاں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب

الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

١٧٦٥ ـ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: «أَصُمْتِ أَمْسِ؟» قَالَتْ: لا، قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَداً؟» قَالَتْ: لا، قَالَ: «فَأَفْطِرِي» رَوَاهُ البُخَارِي.

۴ / ۱۷۶۵۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے پاس (ایک مرتبہ) نبی ﷺ جمعے والے دن تشریف لائے جب کہ وہ روزے سے تھیں۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا' نہیں۔ آپؐ نے فرمایا' کیا تمہارا ارادہ کل کو روزہ رکھنے کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا' روزہ افطار کرلو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے صرف جمعے کا روزہ رکھا ہو تو اسے توڑ دینا مستحب ہے۔

٣٤٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ، وَلاَ يَأْكُلَ وَلاَ يَشْرَبَ بَيْنَهُمَا

۳۴۶۔ صوم وصال کی حرمت کا بیان۔ اس سے مراد بغیر کھائے پیئے دو دن یا زیادہ دن مسلسل روزہ رکھنا ہے

١٧٦٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الوِصَالِ. متفقٌ عليه.

۱ / ۱۷۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الوصال ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن الوصال في الصوم.

١٧٦٧ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الوِصَالِ. قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى» متفقٌ عليه، وهذا لَفظُ البُخَاري.

۲ / ۱۷۶۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا' صحابہ نے عرض کیا' آپؐ خود تو وصال کرتے ہیں' (یعنی بغیر کھائے پیئے مسلسل روزہ رکھتے ہیں؟) تو آپؐ نے فرمایا۔ میں تم جیسا نہیں ہوں' مجھے تو (اللہ کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الوصال ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام،

باب النهى عن الوصال في الصوم.

فوائد: بعض شرعی معاملات میں نبی ﷺ کے لئے خصوصی احکام تھے جن کی رو سے بعض چیزیں آپؐ پر واجب تھیں' امت پر وہ واجب نہیں' آپؐ کے حق میں وہ جائز تھیں' امت کے لئے ان کا جواز نہیں ہے۔ ایسی چیزیں آپؐ کی خصوصیات کہلاتی ہیں' جن میں امت کے لئے آپ کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے' بلکہ گناہ ہے۔ ان ہی خصوصیات میں سے ایک صوم وصال ہے' جس کا مطلب ہے' بغیر کھائے پیئے کئی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبرو تحمل کی جو خصوصی قوت عطا فرمائی تھی' اس کی وجہ سے آپ روزوں میں وصال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن افراد امت میں وہ قوت نہیں کہ وہ اس کا تحمل کر سکیں' اس لئے ان کے لئے وہ جائز نہیں۔ (۲) میں تم جیسا نہیں کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ نے مجھے جو خاص قوت عطا کی ہے' اس سے تم محروم ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی نہیں۔ کیونکہ یہ مطلب انما انا بشر مثلکم' نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (۳) کھلائے پلائے جانے سے مراد بھی روحانی قوت ہی ہے نہ کہ روزے کی حالت میں کسی خصوصی غذا کا اہتمام کیونکہ کھانا پینا تو روزے کے ہی منافی ہے۔

٣٤٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرٍ

۳۴۷۔ قبر پر بیٹھنے کی حرمت کا بیان

١٧٦٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ، فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا' جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس آگ کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے' یہ اس کے لئے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.

فوائد: قبر پر بیٹھنے میں مردے کی اہانت کا پہلو ہے' اس لئے اس کو بھی سخت گناہ قرار دیا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

٣٤٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا

۳۴۸۔ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت (قبہ وغیرہ) بنانے کی ممانعت کا بیان

١٧٦٩ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ. رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے' اس پر بیٹھا جائے اور اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن تجصيص القبر والبناء عليه.

فوائد: قبروں کو پختہ کرنا ایک تو فضول خرچی ہے' کیونکہ اس سے کوئی فائدہ مردے کو نہیں ہوتا۔ دوسرے' اس

میں فوت شدگان کی ایسی تعظیم ہے جو انسان کو شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ قبروں پر قبہ' گنبد' وغیرہ بنانے کا بھی یہی معاملہ ہے اور قبروں پر بیٹھنا تکریم انسانیت کے منافی ہے۔ اس لئے ان تینوں کاموں سے روک دیا گیا ہے۔

٣٤٩ ـ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ إِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

۳۴۹۔ غلام کا اپنے آقا سے بھاگنے کی سخت ممانعت کا بیان

١٧٧٠ ـ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ». رواه مسلم.

۱/ ۱۷۷۰۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص (اپنے آقا سے) بھاگ جائے' تو وہ اسلام کے عہد سے نکل گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تسمیة العبد الآبق کافرا.

١٧٧١ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ» رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ: «فَقَدْ كَفَرَ».

۲/ ۱۷۷۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ ایک اور روایت میں ہے' پس تحقیق اس نے کفر کیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تسمیة العبد الآبق کافرا.

فوائد: آج کل غلامی کا یہ سلسلہ اگرچہ موقوف ہے' تاہم جب بھی اور جہاں بھی یہ سلسلہ کسی انداز میں قائم ہو گا' جیسے جہاد کی صورت میں کفار کی عورتوں' بچوں کو غلام بنانا' تو اس وقت یہ احکام بھی نافذ ہوں گے۔

٣٥٠ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

۳۵۰۔ حدود الٰہی میں سفارش کرنے کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ [النور: ٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بدکار عورت اور بدکار مرد' ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان دونوں پر اللہ کے دین کی تعمیل میں تمہیں رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے' اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۂ نور۔ ۲)

فائدۂ آیت: اس آیت میں جن بدکار مرد و عورت کا ذکر ہے' غیر شادی شدہ ہیں۔ کیونکہ شادی شدہ بدکار مرد اور عورت دونوں کے لئے حد "رجم" ہے۔ زنا کی اس سزا اور شادی و غیر شادی شدہ مرد و عورت کی سزا میں فرق پر تمام صحابہ اور فقہائے امت کا اتفاق ہے' یعنی امت کا اجماع ہے۔ (۲) اس سزا کے نفاذ میں نرمی اور مداہنت ایمان کے منافی ہے' جب ایسا ہے تو جو لوگ سرے سے ان اسلامی سزاؤں کو (نعوذ باللہ) وحشیانہ قرار دیتے ہیں' ان کے دلوں میں ایمان کس درجے میں باقی رہے گا؟ بہرحال ایمان' دین میں صلابت و استقامت اور

نفاذ احکام اسلام میں مخلصانہ و صدق دلانہ کوششوں کا متقاضی ہے۔

١٧٧٢ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِىءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى؟» ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ، أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». متفقٌ عليه. وفي رِوَايَةٍ: فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رسولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ!؟» قَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ الْمَرْأَةَ، فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۱/ ۱۷۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ قریش کو ایک مخزومی عورت (کے معاملے) نے' جس نے چوری کا ارتکاب کر لیا تھا' پریشانی میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے (آپس میں) کہا۔ کون ہے جو اس عورت کی بابت رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی جرأت تو صرف رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہؓ نے آپؐ سے گفتگو کی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' (اے اسامہ) کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا' تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ ان میں کوئی بلند رتبہ آدمی چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور کوئی کمزور آدمی چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے (پھر فرمایا) اللہ کی قسم' اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کر لے تو ضرور میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا' کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ تو حضرت اسامہؓ نے کہا' اے اللہ کے رسول! میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے اس عورت کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخريج: صحيح بخاري، أواخر كتاب الأنبياء، وكتاب الحدود، باب كراهية الشفاعة في الحد ـ وصحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره . . .

فوائد: حد' وہ سزا ہے جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے' اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جیسے چوری کی حد' قطع ید ہے' زنا کی حد سو کوڑے یا رجم ہے' شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے ہے' وغیرہ۔
(۲) ان میں کسی کو سفارش کرنے کا بھی شرعاً حق حاصل نہیں ہے' اور نہ سفارش سے ان کی معافی ہی ممکن ہے۔
(۳) نفاذ حدود میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ جو بھی قابل حد جرم کا ارتکاب کرے گا' وہ مرد ہو یا

عورت' اس پر حد کا نفاذ ہو گا۔ (۴) کوئی کتنا بھی بلند رتبہ ہو' حد سے مستثنیٰ نہیں' اقامت حد میں ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں۔ (۵) گزشتہ امتوں کے احوال و وقائع سے عبرت و موعظت حاصل کرنی چاہئے تاکہ ایسے افعال سے اجتناب کیا جا سکے جو ان کی تباہی کا باعث ہوئے۔ (٦) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کا مقام و مرتبہ۔

٣٥١ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا

۳۵۱۔ لوگوں کے راستے میں' سایہ دار جگہ' پانی کے گھاٹوں اور اس قسم کی دیگر جگہوں میں قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں' پس تحقیق انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

فائدۂ آیت: مذکورہ جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا' یقیناً ایذاء کا باعث ہے اور مومنوں کو ایذاء پہنچانا سخت گناہ ہے' اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ جس طرح گرمی میں سایہ دار جگہ کی اہمیت ہے' سردی میں دھوپ والی جگہ کو وہی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے موسم کے اعتبار سے ان جگہوں کا غلط استعمال گناہ کا باعث ہو گا۔

١٧٧٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ» قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دو لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو! صحابہ نے عرض کیا' وہ لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا' وہ شخص' جو لوگوں کے راستے میں یا ان کی سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن التخلّي في الطريق.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں سے اجتناب ضروری ہے جن سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ مذکورہ جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنے سے تکلیف کے علاوہ یہ اندیشہ بھی ہے کہ ایسی جگہوں پر غلاظت و نجاست سے وبائی امراض پھوٹ پڑیں۔ اس لئے نظافت کے اعتبار سے بھی مذکورہ کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

٣٥٢ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

۳۵۲۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کی ممانعت کا بیان

١٧٧٤ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ

۱/ ۱۷۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ ٹھہرے

الرَّاكِدِ. رواه مسلم.

ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن البول في الماء الراكد.

فوائد: ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد' وہ پانی ہے جو دریا کی طرح جاری نہ ہو۔ جیسے چھپڑ' جھیل' حوض' تالاب وغیرہ کا پانی۔ ان میں جب پیشاب منع ہے تو پاخانہ کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہو گا۔ یہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ' اس میں اپنی غلاظت و نجاست ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے' تاکہ یہ پانی مزید بدبودار نہ ہو۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں ویسے ہی تعفن پیدا ہو جاتا ہے' اگر اس میں مزید نجاست و غلاظت ڈال دی جائے تو اس کی عفونت و سڑاند کا اور اس سے قرب و جوار کے لوگوں کو جو تکلیف پہنچے گی' اس کا اندازہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کے احکام میں کتنی جامعیت و وسعت ہے اور کس طرح اس نے لوگوں کو درپیش مسائل سے اعتناء کیا ہے' اس کی مثال دوسرا کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے' مسلمانوں کا مذہب اپنی تعلیمات و ہدایات کے لحاظ سے جتنا جامع اور کامل ہے' اتنے ہی مسلمان اس پر عمل کرنے سے بے خبر اور غافل ہیں' فالى الله المشتكى۔

٣٥٣ - بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

٣٥٣۔ باپ کا اپنی اولاد میں سے ہبے اور عطیے میں' ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت کا بیان

١٧٧٥ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هذا غُلَاماً كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هذا؟» فَقَالَ: لا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَرْجِعْهُ». وفي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَعَلْتَ هٰذا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟» قَالَ: لا، قَالَ: «اتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ» فَرَجَعَ أَبِي، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. وفي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هذا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذا؟» قَالَ: لا، قَالَ: «فَلا تُشْهِدْنِي إِذاً فَإِنِّي لا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ». وفي رِوَايَةٍ «لا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ». وفي رِوَايَةٍ:

١/ ١٧٧٥۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جا کر عرض کیا' کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو بطور عطیہ ایک غلام دیا ہے جو میرا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا' کیا تو نے اپنی سب اولاد کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پس تو اسے اس سے واپس لے لے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا تو نے ایسا اپنی تمام اولاد کے ساتھ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پس میرے باپ واپس آئے اور وہ دیا ہوا صدقہ (عطیہ) واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ

«أَشْهِدْ عَلى هذا غَيْرِي» ثُمَّ قَالَ: «أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلَى، قَالَ: «فَلا إذاً» متفقٌ عليه.

نے دریافت فرمایا' اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ آپ ؐ نے پوچھا' کیا تو نے ان سب کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا' تب تو مجھے اس پر گواہ مت بنا' اس لئے کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

ایک اور روایت میں ہے' تو مجھے ظلم پر گواہ مت بنا۔

ایک اور روایت میں ہے' تو میرے علاوہ کسی اور کو اس پر گواہ بنا۔ پھر فرمایا۔ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ ساری اولاد تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہو؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا' پس پھر یہ کام نہ کر۔ (یعنی صرف ایک بیٹے کو عطیہ نہ دے)۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب الهبة للولد ـ وصحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة.

فوائد: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوئے۔ (۱) ہر اقدام کی بابت اہل علم و ماہرین شریعت سے دریافت کیا جائے۔ (۲) والدین کو چاہئے کہ وہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات کا اہتمام کریں۔ کسی ایک بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک سے دوسرے بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ اس ناانصافی سے تنگ آکر گھر چھوڑ جاتے ہیں' جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں' والدین کے لئے بھی یہ چیز پریشانی کا باعث بنتی ہے اور بالآخر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ حدیث ان علماء کی بھی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اولاد ذکور و اناث میں کوئی فرق نہ کرے بلکہ سب کو برابر کا حصہ دے۔

٣٥٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشَرَةَ أَيَّامٍ

۳۵۴۔ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرنا حرام ہے' البتہ عورت کے لئے خاوند کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے

١٧٧٦ ـ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهِ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ

۱/ ۱۷۷۶۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس' جس وقت کہ ان کے والد حضرت

تُوُفِّيَ أبوها أبو سُفْيَانَ بْنُ حَرْب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةُ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِه، فدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بعَارِضَيْهَا. ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ! مَا لِي بالطِّيب مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشراً» قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللهِ! مَا لِي بالطِّيب مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: «لا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً». متفقٌ عليه.

ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی تھی' حاضر ہوئی۔ پس انہوں نے ایک خوشبو منگوائی' جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی۔ اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی' پھر اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا' اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' کسی عورت کے لئے' جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے' جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی وفات پا گئے تھے۔ پس انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی' پھر فرمایا' خبردار' اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں ہے' سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' کسی عورت کے لئے' جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے' جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها - وصحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة.

فوائد: خاوند کے لئے چار مہینے دس دن مدت سوگ اس لئے قرار دی گئی ہے کہ اس سے ایک تو عورت کا استبراء رحم ہو جائے۔ دوسرے اس تعلق و محبت کا اظہار ہو جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ ان دونوں واقعوں میں جو خوشبو منگوا کر لگائی گئی ہے' تو وہ تین دن گزر جانے کے بعد کی بات ہے۔ جب کہ سوگ صرف تین دن ہی کرنا چاہئے اور چوتھے دن سے اپنے کام میں مصروف ہو جانا چاہئے۔

٣٥٥ - بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلَقِّي

۳۵۵۔ شہری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا' تجارتی قافلوں کو ملنا' اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا اور اس کی منگنی کے پیغام پر منگنی

الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْخِطْبَةِ عَلَى خِطْبَتِهِ إِلاَّ أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يَرُدَّ

کا پیغام دینا حرام ہے' مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے یا رد کر دے۔

١٧٧٧ - عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لأَبِيهِ وَأُمِّهِ. متفقٌ عليه.

۱ / ۱۷۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے' اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب لا يشتري حاضر لباد بالسمسرة - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي.

فوائد: حاضر سے مراد شہر میں مقیم اور بادی سے دیہات میں رہنے والا ہے۔ سودا نہ کرے' کا مطلب ہے کہ شہری آگے جا کر دیہاتی سے ملے اور اس کو کہے کہ تو اپنا سامان میرے پاس چھوڑ دے' میں اس کو بتدریج بیچ دوں گا۔ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ سامان قیمتی اور عام ضرورت کا ہے جس کی صحیح قدر و قیمت سے دیہاتی آگاہ نہ ہو اور شہری اس کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو' تو پھر یہ ممنوع ہے۔ لیکن اگر مقصد اس کے برعکس دیہاتی کی خیر خواہی اور اس کے مال کو صحیح قیمت پر بیچنا ہے تو پھر جائز ہے۔ ممانعت پہلی صورت کے لئے ہے کیونکہ اس میں دیہاتی کا نقصان ہے جب کہ دوسری صورت میں ایسا نہیں ہے۔

١٧٧٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى الأَسْوَاقِ» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۷۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم سامانوں کو نہ ملو' یہاں تک کہ انہیں بازاروں میں اتار لیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب النهي عن تلقي الركبان - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم تلقي الجلب.

فوائد: سامانوں کو نہ ملو' سے مراد ہے سامان لانے والے قافلوں سے نہ ملو۔ اس سے مقصد بھی دیہات سے غلہ جات لانے والوں کو نقصان سے بچانا ہے' کیونکہ انہیں شہر میں موجودہ بھاؤ کا علم نہیں ہوتا تھا' اس لئے قافلوں کو ملنے سے ہی روک دیا گیا' تاکہ ان کی بے خبری سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ تاہم اگر مقصد نیک اور صحیح ہو' تو پھر جائز ہو گا۔ شہری آدمی بادیہ سے آنے والے کے لیے بیع نہ کرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر بیان فرمائی کہ اس کا دلال نہ بنے۔ کیونکہ وہ اپنی دلالی کے لالچ میں اسے زیادہ سے زیادہ مہنگا بیچنے کی کوشش کرے گا اور چیزیں سستی نہیں ہوں گی۔ ایک طرف باہر سے آنے والے مال کو بازار آنے سے پہلے خریدنا منع فرما دیا تاکہ باہر سے آنے والوں کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر کوئی انہیں نقصان نہ پہنچائے دوسری طرف حکم دیا کہ وہ خود مال فروخت کریں کوئی دلال ان کا مال فروخت نہ کرے تاکہ مال کی اصل قیمت پر دلال کی دلالی کا مزید اضافہ نہ ہو۔ ہاں اگر دلالی وصول کرنے کے بغیر شہر کا آدمی اپنے کسی بادیہ کے ساتھی کا مال اچھی قیمت میں فروخت کرتا ہے تو یہ جائز ہے جیسا کہ احادیث میں موجود ہے تاہم شہر کے لوگ ایک دوسرے کے لیے مال

خریدنے یا بیچنے کی دلالی وصول کرلیں تو یہ جائز ہے۔

١٧٧٩ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ» فَقَالَ لَهُ طَاوسٌ: «مَا لا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ»؟ قَالَ: لا يَكُونُ لَهُ سِمْسَاراً. متفقٌ عليه.

۳/ ۱۷۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم قافلوں کو نہ ملو اور کوئی شہری' دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے۔ (حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد) طاؤس نے ان سے پوچھا' شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا' اس کا دلال نہ بنے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ ۔ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادى.

فوائد: اس کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ دیہاتی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی شخص درمیان میں دلال بن جائے۔ تاہم اگر مقصد نقصان پہنچانا نہ ہو تو پھر دلالی بھی جائز ہے۔ آج کل دلالی یا کمیشن (آڑھت) کی مختلف شکلیں رائج ہیں' جن میں بعض جائز اور بعض ناجائز ہیں۔

١٧٨٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلاتَنَاجَشُوا وَلا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا. وفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ. متفقٌ عليه.

۴/ ۱۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہری' دیہاتی کے لئے سودا کرے۔ (اور فرمایا) دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے سامان کی قیمت نہ بڑھاؤ اور آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے اور عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصہ بھی اسے مل جائے (یا خود اس سے نکاح کرلے)

ایک اور روایت میں ہے۔ راوی نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قافلوں کو ملنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ شہری دیہاتی کے لئے خریدے اور یہ کہ عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کی شرط کرے اور یہ کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور دھوکہ دینے کے لئے سودے کی قیمت بڑھانے اور جانور کے تھنوں میں کئی وقتوں کا دودھ جمع کرکے انہیں

فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد؟ - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه.

فوائد: لتکفأ ما فی انائها کا ترجمہ ہے' تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے' اسے الٹ دے۔ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ اس کو طلاق دلوا کر خود اس کے خاوند سے نکاح کر لے' یا (سوتن ہونے کی صورت میں) خاوند کی توجہ اور حسن معاشرت کا سارا حصہ اپنی طرف موڑ لے۔ تھنوں میں دودھ جمع کرنے کا مطلب ہے۔ گاہک کو دھوکہ دینے کے لئے بیچنے والے جانور کو دو تین وقت نہ دوہا جائے' تاکہ دیکھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ یہ جانور بہت دودھ دینے والا ہے' درآں حالیکہ ایسا نہ ہو۔ ایسا کرنا بھی منع ہے۔ باقی چیزوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

١٧٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ» متفقٌ عليه وهٰذا لَفظُ مسلم.

۵/ ١٧٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے' مگر یہ کہ وہ اس کی اجازت دے دے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب لا یبیع حاضر لباد بالسمسرة - وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه.

فوائد: یعنی ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں جگہ فلاں شخص نے منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور ان کے درمیان بات طے پا گئی ہے صرف نکاح باقی ہے۔ اب کسی اور شخص کے لئے ایسی جگہ منگنی کا پیغام بھیجنا منع ہے۔ ہاں پیغام بھیجنے کے بعد' ان کی بات ختم ہو گئی اور پیغام بھیجنے والا دوسرے کو کہہ دے کہ بھئی اب تم اپنی قسمت آزما لو' تو پھر وہاں پیغام بھیجنا جائز ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی عورت پر منگنی کا پیغام بھیجنا ممنوع ہے' مرد کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے۔

١٧٨٢ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «المُؤْمِنُ أَخُو المُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ» رواهُ مسلم.

۶/ ١٧٨٢۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن مومن کا بھائی ہے' پس کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے' یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة أخیه.

فوائد: مذکورہ احادیث میں جن کاموں کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہ سب ایسے ہیں کہ جن سے آپس میں بغض و عداوت پیدا ہونے یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہے' اس لئے اسلام نے ان تمام چیزوں سے روک دیا' تاکہ مسلمانوں میں باہم بغض و عناد اور تفرقہ و انتشار نہ ہو' کیونکہ وہ باہم الفت و محبت کا داعی اور علم بردار ہے۔

٣٥٦ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوهِهِ الَّتِي أَذِنَ الشَّرْعُ فِيهَا

٣٥٦۔ شریعت کی طرف سے اجازت دی گئی جگہوں کے علاوہ دیگر جگہوں میں مال ضائع کرنے کی ممانعت

١٧٨٣ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثاً، وَيَكْرَه لَكُمْ ثَلَاثاً: فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدوه، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَأَنْ تَعْتَصِموا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ» رواه مسلم، وتقدَّم شرحه.

١/ ١٧٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور تین چیزوں کو ناپسند۔ (۱) پس وہ تمہارے لئے یہ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور (۲) یہ کہ تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور (۳) جدا جدا نہ ہو اور وہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے' (۱) بے فائدہ بحث و تکرار کو' (۲) زیادہ سوال کرنے کو اور (۳) مال ضائع کرنے کو۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب تحریم العقوق میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۵/ ۳۴۰۔ اگرچہ وہاں ابتدائی حصہ اس سے مختلف ہے' تاہم آخری تین ناپسندیدہ باتیں اس میں مذکور ہیں۔ اس میں توحید' حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے اور عدم تفریق کی تاکید کے علاوہ' جو کہ اللہ کی پسندیدہ باتیں ہیں۔ قیل و قال' یعنی بے فائدہ بحث کو اور محض بال کی کھال نکالنے کی نیت سے زیادہ سوال کرنے کو اور حرام جگہوں پر مال کے خرچ کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حرام جگہوں پر مال خرچ کرنے کو اضاعت مال سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس لئے کہ انسانی زندگی میں مال کی بڑی اہمیت ہے' یہی اس کی معاش اور زندگی کی بنیاد اور سرمایہ ہے۔ اسے ناپسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے وہ اپنی بنیاد پر کلہاڑا اور جس شاخ پر وہ بیٹھا ہے اسی پر آرا چلا رہا ہے۔

١٧٨٤ - وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ المُغِيرَةُ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

٢/ ١٧٨٤۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں مجھ سے یہ لکھوایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات

مَكْتُوبَةٍ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ. متفقٌ عَلَيْهِ وسبق شرحه.

پڑھا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور تعریف ہے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ اے اللہ! تو جو عطا کرے' اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے' اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی شرف والے کا شرف تیرے مقابلے میں نفع دینے والا نہیں۔ (اس کے علاوہ) اس میں یہ بھی لکھا کہ آپ ؐ بے فائدہ بحث و تکرار سے' مال ضائع کرنے سے اور زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتے تھے' نیز ماؤں کی نافرمانی کرنے سے' لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور واجب الادا حق نہ دینے اور بغیر استحقاق کے کسی چیز کے طلب کرنے (یا پیچھے پڑ کر مانگنے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اس کی شرح گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب ما يكره من قيل وقال ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة المسائل.

فوائد: اس میں بیان کردہ چیزوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ صحابہ میں احادیث رسول لکھنے لکھانے کا سلسلہ موجود تھا۔ اس اعتبار سے صحابہ کا عہد' تدوین حدیث کا پہلا دور تھا۔ اس لئے یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ صحابہ کے دور میں احادیث لکھنے کا رواج ہی نہ تھا۔

٣٥٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَ جَادّاً أَوْ مَازِحاً، وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولاً

٣٥٧۔ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا حرام ہے' چاہے قصداً ہو یا مذاق کے طور پر' اسی طرح ننگی تلوار پکڑانا منع ہے۔

١٧٨٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُشِرْ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعَ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ» متفقٌ

١ / ١٧٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار (تلوار' تیر' بندوق وغیرہ) سے اشارہ نہ کرے' اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید

عليه. وفي رواية لمسلم قال: قال أبو القاسم ﷺ: «مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ المَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَنْزِعَ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لأَبِيهِ وَأُمِّهِ». قوله ﷺ: «يَنْزِعَ» ضُبِطَ بالعَيْنِ المُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ، وبالغَيْنِ المُعْجَمَةِ مع فتحِها ومعناهما مُتَقَارِبٌ، ومَعْنَاهُ بالمهملة يَرْمِي، وبالمُعجمةِ أيضاً يَرْمِي وَيُفْسِدُ، وَأَصْلُ النَّزْغِ: الطَّعْنُ وَالفَسَادُ.

شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے' پس وہ جہنم کے گڑھے میں جاگرے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے' راوی نے بیان کیا۔ حضرت ابو القاسم ﷺ نے فرمایا' جس نے اپنے بھائی کی طرف دھار دار آلے سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں' حتیٰ کہ اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی' اس کا ماں باپ جایا ہو۔

ینزع' اس کو عین کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے اور زاء کے نیچے زیر ہے۔ نیز اسے غین سے زاء پر زبر کے ساتھ بھی ضبط کیا گیا ہے' یعنی ینزغ' معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ عین کے ساتھ معنی ہوں گے' وہ پھینکتا ہے (یعنی چلوا دیتا ہے) اور غین کے ساتھ بھی یہی معنی ہیں' وہ ہتھیار پھینکتا ہے اور فساد کرواتا ہے اور نزغ کے اصل معنی ہیں' نیزہ مارنا اور فساد کرنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن الإشارة بالسلاح إلي مسلم.

فوائد: سلاح (ہتھیار) ہر وہ ہتھیار ہے جو جنگ میں مارنے اور بچاؤ کے لئے استعمال ہوتا ہے' جیسے نیزہ' تلوار' بندوق' پستول' کلاشنکوف' موزر وغیرہ۔ یہی مفہوم حدیدۃ دھار دار آلے کا ہے۔ ان سے کسی مسلمان بھائی (اور اسی طرح اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمی) کو ڈرانا حرام ہے اور بالقصد یا مذاق کے طور پر ان میں سے کسی سے اشارہ کرنا بھی نہایت خطرناک ہے' ہو سکتا ہے' شیطان وہ ہتھیار اس سے غیر ارادی طور پر چلوا دے اور وہ اس کی وجہ سے جہنمی بن جائے۔ بدقسمتی سے اسلام کی اس تعلیم کے برعکس آج کل ہتھیاروں کی نمائش اور اس کا بے جا استعمال بہت عام ہو گیا ہے' حتیٰ کہ خوشی کے موقعے پر ہوائی فائرنگ کا بھی رواج بڑھتا جا رہا ہے جو اسلامی تعلیم کے بھی خلاف ہے اور اس کے نقصانات بھی آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

١٧٨٦ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولاً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، والترمذي وقال: حديثٌ حَسَنٌ.

۴/۱۷۸۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تلوار ننگی کر کے پکڑائی جائے۔

(ابو داود' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب النهى أن يتعاطى السيف مسلولاً ـ وسنن

ترمذي، أبواب الفتن، باب النهى عن تعاطى السيف مسلولاً.

فوائد: ننگی تلوار' پکڑوانے میں اندیشہ ہے کہ پکڑتے وقت ہاتھ سے چھوٹ جائے' جس سے ہاتھ یا پیر یا جسم کا کوئی اور حصہ زخمی ہو جائے۔ اسی طرح تیز چھری' چاقو وغیرہ ہے' اسے دھار والے رخ کی طرف سے نہیں پکڑانا چاہیے۔ اسلام نے انسانیت کے احترام میں کتنی باریک بینی سے کام لیا ہے۔

٣٥٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ إِلاَّ بِعُذْرٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

٣٥٨۔ اذان کے بعد بلا عذر اور فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنے کی کراہت کا بیان

١٧٨٧ ـ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُوداً مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي، فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ، ﷺ. رواهُ مسلم.

١ / ١٧٨٧۔ حضرت ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دے دی' تو مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا' پس حضرت ابو ہریرہؓ نے بغور اس کو دیکھنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا' تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا' اس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن.

فوائد: اس سے معلوم ہوا' کہ اذان کے بعد بلا عذر اس وقت کی فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکل جانا جائز نہیں ہے۔

٣٥٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

٣٥٩۔ بغیر عذر کے خوشبو کا ہدیہ واپس کرنے کی کراہت کا بیان

١٧٨٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ، فَلاَ يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ» رواهُ مسلم.

١ / ١٧٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس پر کوئی ریحان (ایک خوشبو دار بوٹی) پیش کی جائے' وہ اسے واپس نہ کرے' اس لئے کہ وہ غیر وزنی (یا ہلکی پھلکی) چیز ہے اور اس کی مہک پاکیزہ ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب.

۱۷۸۹ ـ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرُدُّ الطِّيبَ. رواهُ البُخاري.

۲/۱۷۸۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی کریم ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب ما لا يرد من الهدية.

فوائد: خوشبو یا خوشبو دار چیز کا ہدیہ قبول کر لینا چاہئے کیونکہ اسے اٹھا کر لے جانا کوئی مشکل معاملہ نہیں۔ اس سے نبی ﷺ کی اس رغبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو خوشبو کے ساتھ آپؐ کو تھی آپؐ اس کا ہدیہ واپس نہ فرماتے۔ اس سے خوشبو کے استعمال کا استحباب بھی واضح ہے۔

٣٦٠ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ أُمِنَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِ

۳۶۰۔ منہ پر اس شخص کی تعریف کرنے کی ممانعت، جس کی بابت غرور وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور جس سے یہ خطرہ نہ ہو، اس کے حق میں تعریف کرنے کا جواز

۱۷۹۰ ـ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي المِدْحَةِ، فَقَالَ: «أَهْلَكْتُمْ، أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ» متفقٌ عليهِ. «وَالإِطْرَاءُ»: المُبَالَغَةُ فِي المَدْحِ.

۱/۱۷۹۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا، تم نے ہلاک کر دیا، یا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی۔ (بخاری و مسلم)

الاطراء کے معنی ہیں۔ تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما يكره من الإطناب في المدح، وكتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

۱۷۹۱ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْراً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» يَقُولُهُ مِرَاراً «إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحاً لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ

۲/۱۷۹۱۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ ہوا، تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی تعریف کی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر، تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی، کئی مرتبہ آپؐ نے یہ بات ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) اگر تم میں سے کسی شخص نے (کسی کی) ضرور تعریف ہی

كَذٰلِكَ وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدٌ» متفقٌ عليه.

کرنی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس طرح کہے کہ میں فلاں کو ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں' اگر وہ خیال کرتا ہے کہ وہ ایسا ہی ہے اور اس کا حساب لینے والا اللہ ہی ہے اور کوئی اللہ کے سامنے پاک صاف ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب إذا زكّى رجل رجلا كفاه، وكتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

فوائد: اس میں ایک تو منہ پر تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے کسی کی تعریف ہی کرنی ہو تو اس طرح کہے کہ میرے گمان کے مطابق وہ ایسا ہے' اسی طرح اپنی بابت بھی کوئی شخص پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرے' اس لئے کہ ہر شخص کے ایمان و تقویٰ کی اصل حقیقت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

١٧٩٢ ـ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ المِقْدَادِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعَمَدَ المِقْدَادُ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ المَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ» رَوَاهُ مسلم.

۱۷۹۲/۳۔ حضرت ہمام بن حارث' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کے منہ پر ان) کی تعریف کرنے لگا' تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ قصداً اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے' تو حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا' یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم (روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

فوائد: اس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر تعریف کرنے والوں کی طرف توجہ دیں نہ انہیں اس مدح و توصیف کا کوئی صلہ دیں۔ مٹی یا کنکریاں ڈالنا ممکن ہو تو اس پر بھی عمل کیا جائے' نہیں تو اس کے بغیر ہی بلاضرورت منہ پر تعریف کرنے سے گریز کریں۔

فَهٰذِهِ الأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الإِبَاحَةِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الأَحَادِيثِ أَنْ يُقَالَ: إِنْ كَانَ المَمْدُوحُ عِنْدَهُ كَمَالُ إِيمَانٍ وَيَقِينٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ، وَلَا يَغْتَرُّ

امام نووی فرماتے ہیں۔ پس یہ ممانعت کی احادیث ہیں اور اس کے جواز میں بھی بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں۔

علماء نے کہا ہے' ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر ممدوح شخص (جس کی تعریف کی جا رہی ہو) ایمان و یقین میں کامل ہو اور اسے

بِذٰلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ، كُرِهَ مَدْحُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، وَعَلَى هٰذَا التَّفْصِيلِ تُنَزَّلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذٰلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» أَيْ: مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهَا، وفي الحَدِيثِ الآخَرِ: «لَسْتَ مِنْهُمْ»، أَيْ: لَسْتَ مِنَ الَّذِينَ يُسْبِلُونَ أُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ. وَقَالَ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «مَا رَآكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجّاً إِلَّا سَلَكَ فَجّاً غَيْرَ فَجِّكَ» وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ: «الْأَذْكَارِ».

ریاضت نفس اور کامل معرفت بھی حاصل ہو' جس کی وجہ سے اس تعریف سے اس کے فتنے میں مبتلا یا فریب نفس کا شکار ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس پر اس کا نفس ہی خوش ہو' تو یہ حرام ہے نہ مکروہ۔ اور اگر اس کی بابت ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے منہ پر اس کی تعریف کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ اسی تفصیل پر اس بارے میں وارد مختلف احادیث کو محمول کیا جائے گا اور جو احادیث' جواز کے بارے میں ہیں' ان میں سے ایک وہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا "مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا" یعنی ان لوگوں میں سے جن کو جنت میں داخلے کے وقت جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ (دیکھئے بخاری' کتاب فضائل الصحابہ' ابواب فضائل ابی بکر)

اور دوسری حدیث ہے' جس میں آپ ؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "تو ان میں سے نہیں ہے" یعنی ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنی شلواروں کو تکبر کے طور پر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتے ہیں (دیکھئے صحیح بخاری' مناقب ابی بکر) نیز حضرت عمرؓ سے آپ ؐ نے فرمایا' شیطان جس راستے پر تجھ کو چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ (بخاری' مناقب عمر)

اور جواز میں کثرت سے حدیثیں ہیں' جن میں سے کچھ حدیثیں میں نے اپنی کتاب "الاذکار" میں ذکر کی ہیں۔

٣٦١ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَاراً مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ

۳۶۱۔ جس شہر میں وباء پھیل جائے' اس سے فرار کے طور پر نکلنے اور باہر سے اس شہر میں آنے کی کراہت کا بیان

قَالَ تَعَالَى: ﴿ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ [النساء: ٧٨]. وقالَ تعالى: ﴿ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ [البقرة: ١٩٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو گے' موت تمہیں پا لے گی' اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ (النساء: ۷۸)
نیز فرمایا: اور تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (البقرہ: ۱۹۵)

فائدہ آیات: امام نوویؒ نے پہلی آیت سے وباء والے شہر سے فرار ہونے کی ممانعت پر استدلال کیا ہے' کیونکہ انسان آخر فرار ہو کر کہاں جائے گا؟ موت تو ہر جگہ آجائے گی' پھر اپنا شہر چھوڑ کر بھاگنے کا کیا فائدہ؟ دوسری آیت سے باب کے دوسرے جزء پر استدلال کیا ہے کہ جب تک کسی شہر میں کوئی وبائی مرض عام ہے تو جو لوگ وہاں کے رہنے والے نہیں ہیں تو وہ اس دوران اس میں جانے سے اجتناب کریں' وہاں جا کر اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان نہ کریں۔ احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جو امام صاحب نے باب اور آیات سے ثابت فرمائی ہے۔

١٧٩٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الأَجْنَادِ ـ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ ـ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَرَجْتَ لأَمْرٍ، وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ المهاجرينَ، وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ

۱/ ۱۷۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف تشریف لے گئے' یہاں تک کہ جب آپؓ مقام سرغ پر پہنچے تو آپؓ کو اجناد (شام کے شہروں) کے قائدین حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے' انہوں نے آپؓ کو بتلایا کہ ملک شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا کر لاؤ' چنانچہ میں ان کو بلا کر لایا۔ پس آپؓ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور ان کو بتلایا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ پس ان کے درمیان (اس مسئلے میں) اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا' آپؓ ایک مقصد کے لئے نکلے ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ آپؓ اس سے رجوع نہ کریں۔ اور بعض نے کہا' آپ کے پاس بچے کھچے لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں' ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو اس وباء کے سامنے نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا' اچھا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا' میرے

مِنْهُمْ رَجُلَانِ، فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ، وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ. فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَفِرَاراً مِنْ قَدَرِ اللهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ!۔ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ ۔ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ، فَهَبَطَتْ وَادِياً لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ، والأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مُتَغَيِّباً فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْماً، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَاراً مِنْهُ» فَحَمِدَ اللهَ تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ. متفقٌ عليهِ. وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِي.

پاس انصار کو بلا لاؤ' تو میں نے ان کو بلایا' پس آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا' تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور ان ہی کی طرح ان میں بھی باہم اختلاف ہوا' تو آپ نے فرمایا' جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میرے پاس یہاں موجود قریش کے ان سن رسیدہ لوگوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقعے پر ہجرت کی' چنانچہ میں ان کو بلا لایا۔ پس ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور سب نے (متفقہ طور پر) کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ہمراہ لوٹ جائیں اور انہیں اس وباء کے سامنے پیش نہ کریں۔ پس حضرت عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو (واپسی کے لئے) سوار ہوں گا' پس تم بھی صبح اس کی تیاری کر لو۔ تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کرتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کاش! یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا (اور حضرت عمرؓ ان سے اختلاف کو ناپسند کرتے تھے) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں' بھلا یہ بتلاؤ' اگر تمہارے پاس اونٹ ہو' اور وہ ایسی وادی میں اتریں جس کے دو کنارے ہوں ایک ان میں سے شاداب ہو اور دوسرا بنجر۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے' اگر آپ انہیں شاداب حصے میں چرائیں گے' تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی چرائیں گے اور اگر بنجر حصے پر چرائیں گے تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی چرائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں' کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگئے' جو اپنے کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے مشورے میں شامل نہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا' میرے پاس اس معاملے کی بابت علم ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جب تم سنو کہ کسی جگہ پر کوئی وباء پھیلی ہوئی ہے تو

وہاں مت جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وباء پھیلے جہاں تم موجود ہو تو اس سے بھاگنے کے لئے وہاں سے مت نکلو۔ پس حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور واپس ہو گئے۔

(بخاری و مسلم)

العدوۃ' وادی کا کنارہ

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطبّ، باب ما يذكر في الطاعون ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة.

فوائد: اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین' اردن' دمشق' حمص اور قنسرین۔ (ابن علان) طاعون' ایک وبائی مرض ہے جس کا شکار بالعموم موت سے نہیں بچتا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد اس بنا پر کی کہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا اجتہاد حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہوا۔ اس اجتہاد سے قبل انصار اور مہاجر صحابہ کے ایک ایک گروہ نے جو رائے دی تھی' وہ بھی اپنے اپنے طور پر کسی نہ کسی شرعی اصل پر مبنی تھی' جنہوں نے عدم رجوع کی رائے دی تھی انہوں نے توکل اور تسلیم و رضا کو سامنے رکھا تھا اور دوسرے گروہ نے حذر و احتیاط کے اختیار کرنے اور ایسے اسباب سے اجتناب کرنے کو ترجیح دی تھی جن سے نقصان پہنچ سکتا تھا۔ یہ حذر و احتیاط اگرچہ تقدیر الٰہی کو ٹال نہیں سکتی' تاہم انسانوں کو ظاہری اسباب کے مطابق اسے ہی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی بنیاد بھی یہی اصل تھی' جس کی تائید بعد میں حدیث رسولؐ سے ہو گئی۔

بہرحال اس حدیث سے باب کا وہ مضمون ثابت ہو گیا جو امام نووی رحمہ اللہ کا مقصد تھا۔ اس سے قیاس صحیح کی مشروعیت' مشاورت کا استحباب اور امام کے لئے شوریٰ کی رائے کا عدم لزوم وغیرہ کا اثبات ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں امام کو چاہئے کہ وہ رعایا کی حفاظت کا اپنے طور پر پورا اہتمام کرے۔

١٧٩٤ ـ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بِأَرْضٍ، فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ فِيهَا، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۷۹۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم کسی علاقے میں طاعون پھیلنے کی بابت سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب وہ کسی جگہ پھیل جائے جب کہ تم وہاں موجود ہو' تو وہاں سے مت نکلو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطبّ، باب ما يذكر في الطاعون ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة.

٣٦٢ ـ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السِّحْرِ

۳۶۲۔ جادو کرنے اور سیکھنے کی شدید حرمت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ كَفَرُواْ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحْرَ ﴾ الآية [البقرة: ١٠٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اور حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ (سورۂ بقرہ' ۱۰۲)

فوائد: اس آیت میں جادو سکھانے کو کفر سے تعبیر کیا' جس سے اس کی شدید حرمت واضح ہے اور اگر کوئی اس کی حلت کا قائل ہوتے ہوئے سیکھے یا کرے تو وہ کافر قرار پائے گا' اس کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ جادوگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایسا کام کرنے پر قادر ہے جس کو کوئی اور نہیں کر سکتا' درآں حالیکہ یہ اللہ کی صفت ہے' یہ گویا شرک کے قبیل سے ہے۔ اس لئے اسلام میں اس کا سیکھنا اور کرنا دونوں سخت حرام ہیں۔

١٧٩٥ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی جان کو ناحق قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' لڑائی کے موقعے پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب تحریم اموال الیتیم' رقم ۱/ ۱۶۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہ تمام امور حرام ہیں' انہی میں جادو کا سیکھنا' سکھانا اور کرنا حرام ہے اور یہاں اسی کے اثبات کے لئے یہ حدیث امام صاحب لائے ہیں۔

٣٦٣ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافَرَةِ بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وُقُوعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ

۳۶۳۔ کافروں کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت' جبکہ اس کا دشمن کے ہاتھوں میں جانے کا اندیشہ ہو

١٧٩٦ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۹۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قرآن کریم کے ساتھ دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب السفر بالمصاحف إلى أرض العدو - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب النهى أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . .

فوائد: یہ ممانعت اس لئے ہے تاکہ دشمن قرآن کریم کی اہانت نہ کر سکیں۔ جہاں اس قسم کا اندیشہ نہ ہو' وہاں

قرآن کریم لے جانے کی اجازت ہو گی۔ جیسے آج کل ممالک کفار ہیں' وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بھی رہتے ہیں اور وہاں ان کو قرآن کریم سمیت اپنا دینی لٹریچر بھی ساتھ لے جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

٣٦٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَإِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الإِسْتِعْمَالِ

۳۶۴۔ کھانے پینے' طہارت اور دیگر استعمال کی صورتوں میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا بیان

١٧٩٧ ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ» متفقٌ عَلَيْهِ. وفي رِوَايَةٍ لِمُسْلِم: «إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ والذَّهَبِ».

۱/ ۱۷۹۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' بے شک وہ شخص جو سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے' (وہ جہنم کی آگ پیٹ میں بھرتا ہے)۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأشربة، باب آنية الفضة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة.

فوائد: جب انسان مسلسل تیزی سے پانی پیتا ہے' تو اس وقت پینے کی جو گڑ گڑاہٹ (آواز) ہوتی ہے اس کو جرجرہ کہا جاتا ہے۔ مطلب جہنم کی آگ سے پیٹ کو بھرنا ہے۔

١٧٩٨ ـ وعنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وقال: «هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الآخِرَةِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وفي رِوايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلا الدِّيبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَلا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا».

۲ / ۱۷۹۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے ریشم اور دیباج کے استعمال سے اور سونے چاندی کے برتن میں پینے سے اور آپ ؐ نے فرمایا' یہ دنیا میں ان کافروں کے لئے ہے اور یہ آخرت میں تمہارے لئے ہوں گے۔

(بخاری و مسلم)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے اس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' تم ریشم اور دیباج مت

پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، وباب في آنية الفضة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب.

فوائد: دیباج بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے' بعض کے نزدیک موٹا ریشم دیباج ہے اور بعض کے نزدیک دیباج وہ کپڑا ہے جس کا تانا بانا ریشم کا ہو' باقی سوت کا' صحاف' صحفة کی جمع ہے' صحفة' کھانے کا ایسا برتن جس میں پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔

١٧٩٩ ـ وَعَنْ أَنَسِ بنِ سِيْرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ المَجُوسِ، فَجِيءَ بِفَالُوذَجٍ على إنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ، فَقِيلَ لَهُ حَوِّلْهُ، فَحَوَّلَهُ عَلى إنَاءٍ مِنْ خَلَنْجٍ، وَجِيءَ بِهِ فَأَكَلَهُ. رواه البيهقي بإسْنَادٍ حَسَنٍ.

«الخَلَنْجُ»: الجَفْنَةُ.

۱۷۹۹/۴۔ حضرت انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس عرصے میں چاندی کے ایک برتن میں فالودہ (یا مٹھائی کی کوئی قسم) لایا گیا' پس آپ نے اسے نہیں کھایا' ان سے کہا گیا' اسے دوسرے برتن میں ڈلوا لیں' چنانچہ انہوں نے اسے لکڑی کے برتن میں ڈلوایا اور پھر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ نے اسے کھا لیا۔ (بیہقی' سند حسن کے ساتھ)

الخلنج' جفنه' لکڑی کا پیالہ جو صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔

تخریج: السنن الكبرى، كتاب الطهارة، باب المنع من الأكل في صحاف الذهب والفضة.

فوائد: مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا یا ان کو کسی اور استعمال میں لانا حرام ہے' کیونکہ اس میں کبر و غرور پایا جاتا ہے۔ اسی طرح تزئین و آرائش کے لئے بھی ان کا استعمال صحیح نہیں۔ البتہ صرف عورتوں کے لئے بطور زیور ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ احادیث سے یہ استثناء ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء کے نزدیک ان احادیث میں ضعف پایا جاتا ہے' اس لئے وہ عورتوں کے لئے بطور زیورات بھی ان کا استعمال جائز نہیں سمجھتے۔ شیخ البانی نے آداب الزفاف میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے' بہرحال دوسرے علماء ان کے اس موقف سے متفق نہیں۔ (۲) ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے' اسی طرح ریشم سے ملتے جلتے لباس' جو عورتوں کے لئے مخصوص ہوں' وہ بھی عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے حرام ہوں گے۔ اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ریشمی لباس میں جو نرمی اور نزاکت پائی جاتی ہے' وہ مردانگی کے منافی ہے۔ (۳) ان چیزوں کی حرمت سے اسلام کے مزاج کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کھانے پینے اور آرائش و پوشاک وغیرہ میں سادگی کو پسند اور ترفہ اور کافروں سے مشابہت کو ناپسند کرتا ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں اسلام کی اس سادگی کے مقابلے میں کافروں کی مشابہت و نقالی میں ترفہ' تکلف اور تصنع کو معیار زندگی قرار دے لیا گیا ہے اور ہر شخص جائز و ناجائز طریقے سے

اس کے حصول میں شب و روز کوشاں ہے۔ هداهم الله تعالى.

٣٦٥ - بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْباً مُزَعْفَراً

۳۶۵۔ مرد کے لیے زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی حرمت کا بیان

١٨٠٠ - عَنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. متفقٌ عليه.

۱/۱۸۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب التزعفر للرجال - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن التزعفر للرجال.

فوائد: زعفران' مشہور بوٹی ہے' اس سے رنگا ہوا کپڑا زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

١٨٠١ - وعَنْ عَبدِ اللهِ بن عَمرِو بن العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَين فقَالَ: «أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بهذا؟» قلتُ: أَغْسِلُهُمَا؟ قال: «بَلْ أَحْرِقْهُمَا». وفي روايةٍ، فقَالَ: «إِنَّ هذا مِنْ ثِيَابِ الكُفَّارِ فَلا تَلْبَسْهَا» رواه مسلم.

۲/۱۸۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا' تو دریافت فرمایا' کیا تیری ماں نے تجھے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھو ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا' بلکہ ان کو جلا دے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا' یہ کافروں کا لباس ہے' پس تو اسے مت پہن! (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن لبس الرجل الثوب المعصفر.

فوائد: عصفر بھی ایک بوٹی ہے جو زعفران کی طرح زرد رنگ ہی دیتی ہے۔ اس کی حرمت کی وجہ بھی علماء نے یہی بیان کی ہے کہ ایک تو یہ رنگ عورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے کافر بھی اس رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ ان دونوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔

٣٦٦ - بَابُ النَّهْي عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ

۳۶۶۔ کسی دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت کا بیان

١٨٠٢ - عَنْ عَليٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلامٍ، وَلا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ» رواه أَبو داود بإسنادٍ حسن.

قَالَ الخَطَّابِيُّ في تفسيرِ هذا

۱/۱۸۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور کسی دن رات تک خاموش رہنے کی کوئی حیثیت نہیں۔

(اسے ابو داوٗد نے حسن سند سے روایت کیا)

الحديث: كَانَ مِنْ نُسُكِ الجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ، فَنُهُوا في الإِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ، وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالحَدِيثِ بِالخَيْرِ.

امام خطابی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جاہلیت کی عبادات میں خاموش رہنا بھی تھا' پس اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ (خاموشی کی بجائے) اللہ کا ذکر اور بھلائی کی بات کرو۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الوصايا، باب جاء متى ينقطع اليتم؟.

١٨٠٣ ـ وَعَنْ قيسِ بنِ أبي حَازِمٍ قالَ: دَخَلَ أَبُو بكرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلى امرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لهَا: زَيْنَبُ، فَرَآهَا لا تَتَكَلَّمُ. فقالَ: مَا لَهَا لا تَتَكَلَّمُ؟ فقالُوا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً، فقالَ لَهَا: تَكَلَّمِي فَإِنَّ هذا لا يَحِلُّ، هذا مِنْ عَمَلِ الجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ. رواه البخاري.

۲/ ۱۸۰۳۔ حضرت قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس تشریف لائے' جس کو زینب کہا جاتا تھا' پس اسے دیکھا کہ وہ بولتی نہیں ہے' آپؓ نے دریافت فرمایا' اسے کیا ہے' یہ گفتگو کیوں نہیں کرتی؟ انہوں نے بتلایا' اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپؓ نے اس سے فرمایا' بات چیت کر' اس لئے کہ یہ خاموشی جائز نہیں' یہ جاہلیت کا عمل ہے۔ پس اس نے بولنا چالنا شروع کر دیا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية.

فوائد: مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ یتیمی' بلوغت تک رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بچہ یتیم متصور نہیں ہو گا اور بلوغت کا معیار احتلام ہے' اس کی کوئی متعین عمر نہیں ہے' کیونکہ مختلف ملکوں کی الگ الگ آب و ہوا کے اعتبار سے عمروں میں فرق ہو سکتا ہے' اس لئے بلوغت کے لئے احتلام کو شرط قرار دیا ہے۔ احتلام' خواب میں منی کے نکلنے کو کہتے ہیں۔ (۲) زمانہ جاہلیت میں خاموش رہنے کو بھی عبادت اور تقرب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں اس قسم کے تقشف اور تکلف کی اجازت نہیں ہے' اس لئے اس سے بھی منع کر دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ خاموش رہنے کی بجائے کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور بھلائی کی باتیں کرو۔ البتہ فحش گوئی' جھوٹ' چغلی اور غیبت وغیرہ کے مقابلے میں خاموش رہنا بہتر ہے۔

٣٦٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الإِنْسَانِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرَ مَوَالِيهِ

۳۶۷۔ انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کی حرمت کا بیان

١٨٠٤ ـ عَنْ سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ،

۱/ ۱۸۰۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا درآں

فالجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ» متفقٌ عَلَيْهِ.

حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے' تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب من ادّعٰى إلي غير أبيه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب حال إيمان من رغب عن أبيه.

١٨٠٥ - وعن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ، فَهُوَ كُفْرٌ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۸۰۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اپنے باپ دادا سے اعراض نہ کرو' پس جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا' تو یہ کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب من ادّعٰى إلي غير أبيه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب حال إيمان من رغب عن أبيه.

فوائد: اعراض کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ماقبل کی حدیث کے لفظ ادعی کا تھا' یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو غلط طور پر باپ ظاہر کرنا۔ اگر وہ اس کی حرمت کو جانتے ہوئے' اس سے اعراض کرے گا تو یہ کفر ہے اور اگر وہ محض دنیوی مفادات کے لالچ میں ایسا کرتا ہے' اس کی حرمت سے اعراض کرتے ہوئے نہیں۔ تو یہ کبیرہ گناہ ہو گا' جس کا مرتکب ابتداءً جنت میں نہیں جائے گا' البتہ سزا بھگتنے کے بعد جا سکے گا۔ اس کو اتنا بڑا جرم اس لئے قرار دیا گیا ہے تاکہ نسب محفوظ رہے' کیونکہ نسبی حفاظت ہی والدین کی خدمت و اطاعت کا باعث ہے' اگر نسب ہی محفوظ نہ رہے تو اولاد حق ابوت کس طرح ادا کرے گی؟

١٨٠٦ - وَعَنْ يزيدَ بنِ شريكِ بنِ طارقٍ قالَ: رَأَيْتُ عَلِيّاً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلى المِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لا وَاللهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ إلَّا كِتَابَ اللهِ، وَمَا في هذِهِ الصَّحِيفَةِ، فَنَشَرَهَا فَإذا فِيهَا أَسْنَانُ الإِبِلِ، وَأَشْيَاءُ مِنَ الجِرَاحَاتِ، وَفيهَا: قَالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: «المَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فيهَا حَدَثاً، أَوْ آوَى مُحْدِثاً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلاً، ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِماً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ

۲ / ۱۸۰۶ - حضرت یزید بن شریک بن طارق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' پس میں نے ان کو سنا' وہ فرماتے تھے' اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں' سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں ہیں' پس آپ نے اس صحیفے کو پھیلایا تو اس میں (دیت کے) اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں کی (دیت سے متعلق) احکام تھے اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے' جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت۔ مسلمانوں کا

وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلًا، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوِ انْتَمَى إِلى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلًا». متفقٌ عليه. «ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ» أَيْ: عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ. وَ«أَخْفَرَهُ»: نَقَضَ عَهْدَهُ. وَ«الصَّرْفُ»: التَّوْبَةُ، وَقِيلَ الحِيلَةُ. وَ«العَدْلُ»: الْفِدَاءُ.

عہد ایک ہے جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے' جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑ دیا' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی اور جس نے اپنی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت۔

(بخاری و مسلم)

ذمۃ المسلمین' ان کا عہد اور ان کا امان دینا۔ اخفرہ' اس نے عہد توڑ دیا' الصرف' توبہ' عدل' معاوضہ

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه ـ وصحيح مسلم، كتاب العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه.

فوائد: عیر اور ثور دونوں مدینے کے پہاڑ ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کے علاقے کو حرم قرار دیا گیا ہے' جس کا مطلب ہے کہ حرم مکہ کی طرح یہاں بھی کسی جانور کا شکار نہیں کیا جا سکتا' درخت نہیں کاٹا جا سکتا اور نہ اس علاقے میں کوئی مشرک اور کافر داخل ہو سکتا ہے۔ صرف اور عدل کے کئی معنی کئے گئے ہیں' سب سے زیادہ مشہور معنی وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں' یعنی فرضی اور نفلی عبادت۔ دوسرے معنی ہیں جو فاضل مصنف امام نووی ؒ نے آخر میں بیان کئے ہیں' توبہ اور معاوضہ۔ یعنی قیامت والے دن ایسے لوگوں کی معذرت قبول ہو گی نہ معاوضہ قبول ہو گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث میں مذکور تینوں کام کتنے شدید نوعیت کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں کیا گیا نافرمانی کا کام' دوسری جگہوں کے مقابلے میں زیادہ بڑا جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت جو مشہور کر دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں کوئی خاص احکام دیئے تھے جو آپ نے ان کے سوا کسی کو نہیں بتائے۔ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے' جیسے صوفیاء کے حلقے میں خرقہ خلافت وغیرہ کے بارے میں اور شیعی فرقوں میں وصی رسول ہونے کی بابت دعوے کئے جاتے ہیں' یہ سب من گھڑت اور اتہام ہے' نبوت کا مطلب ابلاغ عام ہے نہ کہ ابلاغ خاص۔ بعض باتوں کو بعض لوگوں تک مخصوص رکھنا تو نبوت ہی کے منافی ہے۔

١٨٠٧ ـ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنْ

۴ / ۱۸۰۷ ۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس

رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

شخص نے بھی جانتے بوجھتے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا' تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور جس نے ایسی چیز (کی ملکیت) کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے' وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا' اے اللہ کے دشمن درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو۔ تو وہ الزام اسی پر لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب حدثنا أبو معمر. . . عن أبي ذر أنه سمع. . . - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه ......

فوائد: حدیث میں مذکور تمام باتیں سخت کبیرہ گناہ ہیں' ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ ہر مسلمان کو ان کاموں سے بچ کر رہنا چاہیے۔ یہ اتنے بڑے جرم ہیں کہ ان کے ارتکاب سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہا

٣٦٨ - بَابُ التَّحْذِيرِ مِنِ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللهُ عَزَّ وَجَلّ وَرَسُولُهُ ﷺ عَنْهُ

٣٦٨۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منع کردہ باتوں کے ارتکاب سے ڈرانے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ [النور: ٦٣]. وقال تعالى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفْسَهُۥ﴾ [آل عمران: ٣٠]. وقال تعالى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝﴾ [البروج: ١٢]. وقال تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝﴾ [هود: ١٠٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں' انہیں اس بات سے ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آپڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔

نیز فرمایا:- اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

اور فرمایا: یقیناً تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہے۔

اور فرمایا: اور اسی طرح ہے تیری رب کی گرفت' جب وہ بستیوں (والوں) کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ' نہایت دردناک ہے۔ (سورۂ ھود: ۱۰۲)

١٨٠٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللهُ

۱۸۰۸/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو

عَلَيْهِ» متفقٌ عليه.

اللہ نے اس کے لئے حرام کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة - وصحيح مسلم، كتاب التوبة، باب غيرة الله.

فوائد: اس کی غیرت کا مطلب' اس کا غضب ناک ہونا ہے۔ یعنی محرمات و فواحش کا ارتکاب' جن سے اس نے بندوں کو منع کیا ہے' اس کے غضب و عتاب کا باعث ہے۔ اس لئے غضب الٰہی کو دعوت دینے والے کاموں سے اجتناب ضروری ہے۔

٣٦٩ - بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مَنْهِيّاً عَنْهُ

۳۶۹۔ جو شخص حرام کردہ چیز کا ارتکاب کر لے تو اسے کیا کہنا اور کرنا چاہئے؟

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ﴾ [فصلت: ٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴾ [الأعراف: ٢٠١]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ﴾ [آل عمران: ١٣٥، ١٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [النور: ٣١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر تمہیں شیطان کی چھیڑ چھاڑ (اللہ کی نافرمانی پر) ابھارے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ (حم السجدۃ:۳۶)

نیز فرمایا: بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں' جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے' تو وہ ہشیار ہو جاتے ہیں اور وہ (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف:۲۰۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں' تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور اپنے کئے پر وہ اصرار نہیں کرتے' جب کہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں' جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔ (آل عمران:۱۳۵'۱۳۶)

نیز فرمایا: تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو' اے ایمان والو' تا کہ تم فلاح پاؤ

فائدہ آیات: ان آیات سے واضح ہے کہ ایک مسلمان سے اگر اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا شیوہ اس پر اصرار کرنا نہیں ہے' بلکہ اس سے وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔

١٨٠٩ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنه عَن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ في حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لا إلٰهَ إلَّا الله، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ». متفقٌ عليه.

۱/ ۱۸۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے قسم اٹھائی تو اپنی قسم میں کہا' لات و عزیٰ کی قسم۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا' آؤ' جوا کھیلیں' تو اس کو چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة النجم ـ وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب من حلف باللات والعزّى.

فوائد: لات اور عزیٰ مشرکین عرب کے بت تھے۔ ان کی یا کسی اور بت کی یا کسی بھی غیراللہ کی قسم کھانا' کفرو شرک ہے۔ اگر کوئی شخص غیراللہ کی قسم کھالے تو لا الہ الا اللہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرلے۔ اسی طرح کسی اور گناہ کا ارتکاب کرلے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور حسب توفیق صدقہ و خیرات کا اہتمام کرے۔ اس لئے کہ نیکیاں' برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔



١٨ ـ كِتَابُ الْمَنْثُورَاتِ وَالْمِلَحِ

۱۸۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کی کتاب

٣٧٠ ـ بَابُ الْمَنْثُورَاتِ وَالْمِلَحِ

١٨١٠ ـ عَنِ النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ، وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاه في طَائفةِ النَّخلِ. فلمَّا رُحْنا إلَيْهِ، عَرَفَ ذلكَ فِينَا، فقالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاه في طَائِفَةِ النَّخلِ فقالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ؛ إنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُه دونَكم؛ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلى كُلِّ مُسْلِم. إِنَّه شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُه بِعَبْدِ الْعُزَّى بن قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ؛ إِنَّه خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِيناً وَعَاثَ شِمَالاً، يَاعِبَادَ اللهِ!

۳۷۰۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کا بیان

۱۸۱۰/۱۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا۔ تو اس کے فتنے کو حقیر اور بڑا خطرناک کر کے بیان کیا (یا آواز کو بلند اور پست کیا) یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ پس جب ہم (بعد میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپؐ نے ہمارے اندر موجود اضطراب کو پہچان لیا اور دریافت فرمایا' تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہؐ! آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا اور اسے حقیر اور خطرناک کر کے بیان فرمایا' یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہی موجود ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا' دجال کے علاوہ اور چیزوں سے مجھے تمہاری بابت زیادہ شدید اندیشہ ہے' اگر دجال میری موجودگی میں نکلا' تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر میری زندگی کے بعد نکلا' تو ہر آدمی خود اپنے نفس کا دفاع کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے (میری بجائے اللہ نگران ہے)

فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا لُبْثُه في الأرضِ؟ قالَ: «أَرْبَعُونَ يَوماً: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَذلكَ الْيَوْمُ الَّذي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاةُ يَوْمٍ؟ قال: «لا، اُقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ في الأَرْضِ؟ قالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلى الْقَوْمِ، فَيَدْعُوهُم، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ، وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعاً، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ، فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئاً شَبَاباً فَيَضْرِبُهُ بالسَّيْفِ، فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ، فَيُقْبِلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذلكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ تَعَالى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعاً كَفَّيْهِ عَلى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلاَ يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ﷺ قَوْماً قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيمسحُ

وہ دجال نوجوان اور گھنگریالے بالوں والا ہو گا' اس کی ایک آنکھ (انگور کی طرح) ابھری ہوئی ہو گی' گویا کہ میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہہ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص اسے پالے' اسے چاہئے کہ وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر ظاہر ہو گا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا' اے اللہ کے بندو! (اس وقت) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اس کا زمین میں کتنا قیام ہو گا؟ آپ نے فرمایا' چالیس دن' ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن جمعہ کے برابر ہو گا اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہو گا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا' نہیں۔ تم اس کا اندازہ کر کر کے پڑھنا۔ ہم نے پوچھا' یا رسول اللہ! اس کی زمین میں تیز رفتاری کا کیا حال ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا' بارش کی طرح' جس کو ہوا پیچھے کی طرف دھکیل رہی ہو۔ (یہ کنایہ ہے' تیزی کے ساتھ فساد پھیلانے سے) پس وہ لوگوں کے پاس آئے گا' انہیں دعوت دے گا' پس وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ پس ان کے چرنے والے جانور جب شام کو ان کے پاس لوٹیں گے' تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہوں گے' ان کے تھن کامل طور پر بھرے ہوں گے اور ان کی کوکھیں زیادہ کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا' وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے' پس وہ ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو

عَنْ وُجوهِهِمْ، وَيُحَدِّثُهُم بِدَرَجاتِهِمْ في الجنَّةِ، فَبَينما هُوَ كَذلكَ إذ أَوْحى اللهُ تَعالى إلى عِيسى ﷺ إنِّي قَدْ أَخرَجتُ عِباداً لي لا يَدان لأَحَدٍ بِقِتالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبادي إلَى الطُّور. وَيَبْعَثُ اللهُ يَأجُوجَ ومَأجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوائِلُهُمْ عَلى بُحَيرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فيقولُون: لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً ماءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لأَحَدِهِمْ خَيراً مِنْ مائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ وَأَصْحَابُهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، إلى اللهِ تَعالى، فَيُرْسِلُ اللهُ تَعالى عَلَيهِمُ النَّغَفَ في رِقابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، إلى الأَرْضِ، فَلاَ يَجِدُونَ في الأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إلَّا مَلأَهُ زَهَمُهُم وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ إلى اللهِ تَعالَى، فَيُرْسِلُ اللهُ تَعالَى طَيْراً كَأَعْناقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ، فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَطَراً لَا يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبارَكُ في الرِّسْلِ حَتَّى إنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الإبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ

جائیں گے' ان کے مالوں (ڈنگروں) میں سے ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور وہ کسی ویرانے سے گزرے گا تو اس کو کہے گا' اپنے خزانے نکال دے' تو اس زمین کے خزانے' شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح' اس کے پیچھے لگ جائیں گے' پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا' جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح' دو ٹکڑے کر دے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ ہنس رہا ہو گا۔ پس دجال اسی حالت میں ہو گا اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ﷺ کو زمین میں بھیج دے گا۔ پس وہ آسمان سے دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے' اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں (بازوؤں) پر رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تب بھی موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی' جس کافر کو بھی آپ کے سانس کی بھاپ پہنچے گی' وہ مرجائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حد نظر تک پہنچے گا' پس آپ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے اس دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہو گا' حضرت عیسیٰ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو ان کو جنت میں ملیں گے۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ﷺ کی طرف وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے ایسے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی

مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ تَعَالَى رِيحاً طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ؛ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ» رواهُ مسلم. قوله: «خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ»: أي: طَرِيقاً بَيْنَهُمَا. وَقَوْلُهُ: «عاثَ» بالْعينِ المهملة والثاء المثلثة، وَالْعَيْثُ: أَشَدُّ الْفَسَادِ. وَ«الذُّرَى»: بِضَمِّ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ أَعالي الأَسْنِمَةِ. وَهُوَ جَمْعُ ذِرْوَةٍ بِضَمِّ الذَّالِ وَكَسْرِهَا وَ«الْيَعَاسِيبُ»: ذُكُورُ النَّحْلِ. وَ«جِزْلَتَيْنِ» أَيْ: قِطْعَتَيْنِ، وَ«الْغَرَضُ»: الْهَدَفُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنُّشَّابِ، أَيْ: يَرْمِيهِ رَمْيَةً كَرَمْيِ النُّشَّابِ إِلَى الْهَدَفِ وَ«الْمَهْرُودَةُ» بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ، وَهِيَ: الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ. قَوْلُهُ: «لَا يَدَانِ» أَيْ: لَا طَاقَةَ. وَ«النَّغَفُ»: دُودٌ. وَ«فَرْسَى»: جَمْعُ فَرِيسٍ، وَهُوَ الْقَتِيلُ وَ«الزَّلَقَةُ»: بِفَتْحِ الزَّايِ وَاللَّامِ وَبِالْقَافِ، وَرُوِيَ «الزُّلْفَةُ» بِضَمِّ الزَّايِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِيَ الْمِرْآةُ. وَ«الْعِصَابَةُ»: الْجَمَاعَةُ. وَ«الرِّسْلُ» بكسر الراء: اللَّبَنُ. وَ«اللِّقْحَةُ»: اللَّبُونُ، وَ«الْفِئَامُ» بِكَسْرِ الْفَاءِ وبعدها همزة ممدودةٌ: الْجَمَاعَةُ. وَ«الْفَخِذُ» مِنَ النَّاسِ: دُونَ الْقَبِيلَةِ.

کی طرف تیزی سے دوڑیں گے' ان کا پہلا ٹولہ بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی چٹ کر جائے گا اور اس کا آخری ٹولہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ (اس عرصے میں) اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی گھرے ہوئے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں ہر ایک کو بیل کی ایک سری تمہارے آج کے سو دینار سے بہتر معلوم ہو گی' پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی' اللہ ان سے راضی ہو' اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ دفعتاً ایک جان کی طرح' مرجائیں گے۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم زمین پر اتریں گے' پس وہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور سخت بدبو سے خالی ہو۔ پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم پھر اللہ کی طرف (دعاء کے لئے) متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے بڑے پرندے بھیجے گا جیسے بختی اونٹوں کی گردنیں ہوتی ہیں' وہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ کو منظور ہو گا' وہاں ان کو پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ محفوظ نہیں رہے گا (یعنی سب کو پہنچے گی) پس وہ ساری زمین کو دھو دے گی' حتیٰ کہ اسے چکنی چٹان یا آئینے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا' اپنے پھل اگا اور اپنی برکت پھیرلا۔ پس اس وقت ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت ڈال دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہو گی اور ایک دودھ دینے والی گائے

لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہو گی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں میں سے ایک گھرانے کو کافی ہو گی۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان مسلمانوں کو ان کی بغلوں کے نیچے سے لگے گی' پس وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ (اس کے بعد) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اس زمین میں گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ پس انہی لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ (مسلم)

خلة' یعنی ان دونوں کے درمیان راستہ۔ عاث' عین اور ثاء کے ساتھ' العیث کے معنی ہیں' سخت ترین فساد۔ الذری' ذال پر پیش' کوہانوں کی بلندی۔ یہ ذروۃ کی جمع ہے' اس کی ذال پر زیر اور پیش دونوں طرح جائز ہے۔ یعاسیب شہد کی نر مکھیاں۔ جزلتین' دو ٹکڑے۔ الغرض' وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے' یعنی اس کو اس طرح (تلوار) مارے گا جس طرح تیر کو نشانے پر مارتے ہیں۔ المھرودۃ' یہ دال اور ذال' دونوں کے ساتھ جائز ہے' زرد رنگ کا کپڑا۔ لایدان' نہیں طاقت۔ النغف' کیڑا۔ فرسی' فریس کی جمع' مقتول۔ الزلقہ' زاء' لام اور قاف پر زبر (چکنی چٹان) اور یہ زلفہ بھی مروی ہے' زاء پر پیش' لام پر زبر اور پھر فاء' آئینہ۔ العصابہ' جماعت۔ الرسل' راء کے نیچے زیر' دودھ۔ اللبون' دودھیل جانور۔ الفئام' فاء کے نیچے زیر' اس کے بعد ہمزۂ ممدودہ' جماعت۔ الفخذ من الناس' قبیلے سے کم جماعت' یعنی خاندان یا گھرانہ۔

تخریج : صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجّال وصفته وما معه.

فوائد : اس میں علامات قیامت' خروج دجال' نزول عیسیٰ بن مریم' یاجوج وماجوج کا ظہور اور ان کے مابین ہونے والے اہم واقعات کا تذکرہ ہے' دجال کی فتنہ انگیزی' یاجوج وماجوج کی حشر سامانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھوں اور دعاؤں سے ان کے خاتمے کا بیان ہے۔

١٨١١ ـ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: انطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مسعودٍ، حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي الدَّجَّالِ قَالَ: «إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَاراً؛ فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَاراً، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَاراً، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ» فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ. متفقٌ عَلَيْهِ.

٢ / ١٨١١۔ حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' تو ان سے حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کی بابت جو سنا ہے' وہ میرے سامنے بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی۔ لوگ جس کو پانی خیال کریں گے' وہ جلانے والی آگ ہو گی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے' وہ میٹھا' ٹھنڈا پانی ہو گا' پس تم میں سے جو شخص اس دجال کو پا لے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس میں گرے جس کو وہ آگ خیال کرے' اس لئے کہ وہ میٹھا عمدہ پانی ہو گا۔ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بنى اسرائيل - وصحيح مسلم، الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته . . .

١٨١٢ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ، لا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ عَاماً، فَيَبْعَثُ اللهُ تَعَالَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، رِيحاً بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ، لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ، فَيَبْقَى

٣ / ١٨١٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا' چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم ﷺ کو بھیجے گا' وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہو گی' پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا' پس روئے زمین پر جو شخص بھی ایسا ہو گا کہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو گا' وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی' حتیٰ کہ کوئی آدمی اگر پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوا ہو گا' تو ہوا وہاں پہنچے گی اور

شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ، وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفاً، وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَراً، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذلكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لِيتاً وَرَفَعَ لِيتاً، وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيُصْعَقُ وَيُصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْؤُولُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ؛ فَذلِكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيباً، وَذلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ» رواه مسلم. «اللِّيتُ» صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ: يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الأُخْرَى.

اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے' جن میں شر انگیزی اور قضائے شہوت کے اعتبار سے پرندوں کی سی پھرتی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور خوں ریزی میں خونخوار جانوروں کی سی درندگی ہو گی' وہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی۔ پس شیطان ان کے پاس انسانی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا' کیا تم بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے' تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے' پس وہ انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا۔ (جس کی وہ تعمیل کریں گے) اس کے باوجود ان کو رزق کی فراوانی حاصل ہو گی اور ان کی زندگی آسائش و آرام سے گزر رہی ہو گی۔ پھر صور پھونکا جائے گا' جو بھی اس کی آواز سنے گا' اپنی گردن اس کی طرف جھکا لے گا اور پھر اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص' جو اس کی آواز سنے گا' وہ ہو گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی (درستی) کر رہا ہو گا' پس وہ (صور کی آواز سنتے ہی) بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے اردگرد کے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا (فرمایا) نازل فرمائے گا' گویا کہ وہ شبنم ہے (یعنی پھوار کی شکل میں بارش ہو گی) جس سے انسانی جسم (نباتات کی طرح) اگ آئیں گے' پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' تو وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے' پھر کہا جائے گا' اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو (فرشتوں کو حکم دیا جائے گا) ان کو ٹھہراؤ' ان سے باز پرس ہو گی۔ پھر کہا جائے گا' ان میں سے جہنمیوں کو نکال لو۔ پس پوچھا جائے گا' کتنوں میں سے کتنے لوگ؟ ان کو بتلایا جائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ پس یہ دن وہ ہو گا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم)

اللیت' گردن کا کنارہ' اور اس کے معنی ہیں

کہ وہ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور اس کے دوسرے کنارے کو بلند کرے گا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في الدجّال وهو أهون على الله عزوجل.

فوائد: اس میں پنڈلی کھولی جانے کا جو ذکر ہے' اس سے کیا مراد ہے؟ بعض نے اس سے قیامت کی سختیاں اور ہولناکیاں مراد لی ہیں۔ لیکن ایک صحیح حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان ہوئی ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا (جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے) تو ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لئے سجدے کرتے تھے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منکے' تختے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے لئے جھکنا ناممکن ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۃ نون والقلم) اللہ تعالیٰ کی یہ پنڈلی کس طرح کی ہو گی؟ اسے وہ کس طرح کھولے گا؟ اس کیفیت کو ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لئے جس طرح ہم بلاکیف و بلا تشبیہہ اس کی آنکھوں' کان' ہاتھ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں' اسی طرح پنڈلی کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں ہے جس پر بلاکیف ایمان رکھنا ضروری ہے۔ یہی سلف اور محدثین کا مسلک ہے۔ (از تفسیر احسن البیان)

١٨١٣ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالمَدِينَةَ؛ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ المَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ المَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يُخْرِجُ اللهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ» رواه مسلم.

۴ / ۱۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مکہ اور مدینہ کے علاوہ دجال ہر شہر کو روندے گا (یعنی اس میں داخل ہو گا) اور مکہ اور مدینہ کے پہاڑی راستوں میں سے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے' جو پرے باندھے ان کی حفاظت کرتے ہوں گے۔ پس دجال (مدینے کے قریب) زمین شور پر اترے گا تو مدینہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا' اللہ تعالیٰ مدینے سے ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في الدجّال وهو أهون على الله عزوجل.

١٨١٤ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفاً عَلَيْهِم الطَّيَالِسَةُ» رَوَاهُ مسلم.

۵ / ۱۸۱۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

فوائد: اصفہان' فارس (موجودہ ایران) کا ایک شہر ہے۔ طیلسان (سبز رنگ کی چادر) عجم کے مشائخ کا عام لباس ہے۔

١٨١٥ ـ وعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ ۶ / ۱۸۱۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

عَنهَا أنَّها سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يقُولُ: «لَيَنفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ في الجِبَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا پناہ لیں گے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

١٨١٦ - وَعَن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وآلهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ» رواه مسلم.

۷ / ۱۸۱۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ حضرت آدم کی پیدائش سے قیامت کے برپا ہونے تک' دجال (کے فتنے) سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

١٨١٧ - وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «يَخرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ المُؤمِنِينَ فَيَتَلَقَّاهُ المَسَالِحُ: مَسَالِحُ الدَّجَّالِ، فَيَقُولُونَ له: إلَى أَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُولُ: أَعْمِدُ إلَى هذا الَّذي خَرَجَ، فيقولُونَ له: أَوَ مَا تُؤمِنُ بِرَبِّنَا؟ فيقول: ما بِرَبِّنَا خَفَاءٌ! فيقولُونَ: اقْتُلُوه، فيقُولُ بَعْضُهُمْ لبَعْضٍ: أَلَيسَ قَدْ نَهَاكُم رَبُّكُمْ أَنْ تَقتُلُوا أَحداً دونَه، فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إلى الدَّجَّالِ، فَإذا رآه المُؤمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ هذا الدَّجَّالُ الَّذي ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَيَأمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ؛ فيَقولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْباً، فيقولُ: أَوَمَا تُؤمِنُ بي؟ فَيَقُولُ: أَنْتَ المَسِيحُ الكَذَّابُ! فَيُؤمَرُ بِهِ، فَيُؤشَرُ بالمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ القِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يقولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائماً. ثُمَّ يقولُ لهُ: أَتُؤمِنُ بي؟

۸ / ۱۸۱۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دجال کا خروج ہو گا تو مومنوں میں سے ایک آدمی اس کی طرف جائے گا' پس اس کو دجال کے ہتھیار بند پہرے دار ملیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے' تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو وہ کہے گا' میرا اس شخص کے پاس جانے کا ارادہ ہے جو نکلا ہے۔ وہ اس کو کہیں گے' کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ تو وہ کہے گا' ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں۔ (کہ ہم کسی اور کو رب بنائیں اور مانیں) پس وہ کہیں گے' اس کو قتل کر دو۔ تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے' کیا تمہارے رب نے تمہیں اس بات سے منع نہیں کیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ اس مومن کو دجال کے پاس لے جائیں گے' جب مومن دجال کو دیکھے گا' تو کہے گا' اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ تو دجال حکم دے گا کہ اس کو پیٹ کے بل لٹایا جائے اور کہے گا' اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرہ پر ضربیں لگاؤ' پس زد و کوب سے اس کی پشت اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال پوچھے گا' کیا تو مجھ پر

فيقـولُ: مَـا ازْدَدْتُ فِيـكَ إلَّا بَصِيـرَةً. ثُـمَّ يَقُـولُ: يَـا أَيُّهَـا النَّـاسُ! إنَّـهُ لا يَفْعَـلُ بَعْـدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيَجْعَلُ اللهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إلى تَرْقُوَتِهِ نُحَاساً، فَلا يَسْتَطِيعُ إلَيْهِ سَبِيلاً، فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ أنَّما قَذَفَهُ إلى النَّارِ، وَإنَّمَا أُلْقِيَ في الجَنَّةِ» فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هذا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ العَـالَمِيـنَ» رواه مسلم. وروى البخـاريُّ بَعْضَـهُ بِمَعْنَـاهُ. «المَسَـالِحُ»: هُـمُ الخُفَـرَاءُ وَالطَّلائِعُ.

ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا' تو تو مسیح کذاب ہے۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا کہ آرے سے اس کے سر کے درمیان سے اس کو چیر دیا جائے' حتیٰ کہ وہ اس کی دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دے۔ پھر دجال اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا' پھر اسے کہے گا' کھڑا ہو جا۔ پس وہ مومن سیدھا کھڑا ہو جائے گا' دجال اس کو پھر کہے گا' کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا' تیرے بارے میں میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا ہے' پھر کہے گا' اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کے ساتھ بھی یہ سلوک نہیں کر سکے گا' پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا' پھر دجال اس کو قتل کرنے کی کوئی سبیل نہیں پائے گا' تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ کر پھینک دے گا' لوگ سمجھیں گے اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے' لیکن درحقیقت (انجام کے اعتبار سے) اسے جنت میں ڈال دیا گیا ہو گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رب العالمین کے نزدیک یہ شخص سب لوگوں سے زیادہ بڑی شہادت والا ہو گا۔ (مسلم اور بخاری نے بھی اس مفہوم کی بعض روایات بیان کی ہیں)

المسالح' پہرے دار اور جاسوس۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب لا يدخل الدجّال المدينة ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب صفة الدجال وتحريم المدينة عليه. . .

فوائد: اس میں ایک مومن کی عزیمت و استقامت اور پھر شہادت کا ذکر ہے جس کا مظاہرہ اس کی طرف سے دجالی فتنے کے مقابلے میں ہو گا۔ اس میں اس کی گردن کے اس حصے کو تانبا بنا دینے کا جو ذکر ہے' جس کو تلوار مار کر انسان کے جسم سے الگ کر دیا جاتا ہے' تو یہ حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید نہیں اور بعض لوگ اسے کنائے پر محمول کرتے ہیں کہ دجال اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ حقیقت پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح آخر میں دجال کی آگ کو جنت بتلایا گیا ہے' یہ یا تو انجام کے اعتبار سے ہے' یعنی اس آزمائش کا نتیجہ جنت ہے۔ یا جنت بمعنی امن و سکون ہے کہ مومن کو اپنے ایمان کی پختگی کی وجہ سے آگ میں بھی امن و سکون محسوس ہو گا' یا پھر حضرت ابراہیم کی طرح وہ آگ اس کے لئے گلزار بن جائے گی۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

١٨١٨ ـ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: «مَا يَضُرُّكَ؟» قلتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ! قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذلِكَ» متفقٌ عليه.

۹ / ١٨١٨ ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دجال کے فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جتنے سوال میں نے کئے' اتنے کسی نے نہیں کئے اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا تھا' وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا' لوگ کہتے ہیں' اس کے پاس روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا' اہل ایمان کو بچا لینا اللہ کے لئے اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب الدجال وهو أهون على الله من ذلك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دجال کے پاس اگرچہ گمراہ کرنے کے بڑے وسائل ہوں گے لیکن اہل ایمان کو اس کے شر سے بچانا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہو گا۔

١٨١٩ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَ فَ رَ» متفقٌ عليه.

۱۰ / ١٨١٩ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بھی نبی آیا' اس نے اپنی امت کو جھوٹے' کانے (دجال) سے ضرور ڈرایا' خبردار' وہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے' اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک' ف' ر لکھا ہوا ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته وما معه.

١٨٢٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثاً عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ! إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الجَنَّةِ والنَّار، فالَّتي يَقُولُ إِنَّهَا الجَنَّةُ هِيَ النَّارُ» متفقٌ عليه.

۱۱ / ١٨٢٠ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں دجال کی بابت ایسی بات نہ بتلاؤں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی؟ (اور وہ یہ ہے کہ) وہ کانا ہے اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس جنت اور دوزخ جیسی چیز ہو گی' پس جس کو وہ جنت کہے گا' وہ دوزخ ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب قوله تعالى ﴿ولقد أرسلنا نوحا إلى قومه﴾ ـ

وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته وما معه.

فوائد: یعنی جو شخص اس کی شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر اس کا پیروکار بن جائے گا' وہ درحقیقت جہنم میں جانے کا مستحق ہو گا۔

١٨٢١ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلا إِنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ» متفقٌ عليه.

۱۲ / ۱۸۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' یاد رکھو! مسیح دجال' دائیں آنکھ سے کانا ہے' گویا کہ اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہو۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجّال.

فوائد: دجال اور اس کی فتنہ انگیزی کی بابت جو حدیثیں بیان ہوئی ہیں' یہ صحت اور درجہ استناد کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہیں' یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی' جن کی اصحیت و قطعیت پر علمائے امت کا اتفاق ہے' اس لئے اس کی بابت کسی قسم کا شک صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی ایسی متواتر احادیث سے ثابت ہے جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قیامت کے قریب یہ علامات کبریٰ یقیناً ظہور پذیر ہوں گی جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

دجال' یہودی الاصل شخص ہو گا' فتنہ پردازی میں ممتاز ہونے کی وجہ سے اس کا نام ہی دجال ہے' بہت دجل و فریب سے کام لینے والا۔ اللہ تعالیٰ بھی اہل ایمان کی آزمائش کے لئے اسے بعض خرق عادت امور پر قدرت عطا فرمائے گا' وہ الوہیت کا مدعی ہو گا' یہودیوں کا ایک بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ ہو گا' اس کو حدیث میں مسیح الدجال بھی کہا گیا ہے' لیکن یہ مسیح الضلالہ ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الہدیٰ ہیں۔ مسیح کے معنی اور اس کے ساتھ اسے ملقب کرنے کی وجہ میں بہت اختلاف ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کی وجہ اس کا ممسوح العین ہونا ہے' بعض کہتے ہیں کہ وہ مکہ و مدینہ کے علاوہ روئے زمین پر پھرے گا' اس لئے اسے مسیح کہا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ کو بھی اسی لئے مسیح کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے جب نکلے تھے تو ان کے جسم پر تیل ملا ہوا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیر دیتے تھے' صحیح ہو جاتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ (فتح الباری' کتاب الصلوۃ باب الدعاء قبل السلام)

١٨٢٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ المُسْلِمُونَ اليَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِىءَ اليَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الحَجَرُ، والشَّجَرُ

۱۳ / ۱۸۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ نہیں ہو گی۔ حتیٰ کہ (اس جنگ میں) یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے بھی چھپے گا' تو وہ پتھر اور درخت بول

يَامُسْلِمُ! هٰذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ» متفقٌ عليه.

اٹھے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے' آ' اس کو مار۔ سوائے غرقد کے درخت کے (یعنی وہ نہیں بتلائے گا) اس لئے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب قتال اليهود ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل....

فوائد: غرقد' ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کے علاقے میں معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے اندر چاہے' قوت گویائی پیدا فرما سکتا ہے' جب اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا غلبہ منظور ہو گا' تو وہ درخت اور پتھر کو بھی مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ بنا دے گا اور وہ یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ' بول کر' تعاون کرے گا۔ تاہم یہ جنگ کب ہو گی؟ جس میں مسلمان سرخ رو ہوں گے' اس کی بابت کچھ نہیں کہا جا سکتا' یہ غیب کی خبریں ہیں جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آج کل صورت حال بظاہر اس سے مختلف ہے اور مسلمان کثرت کے باوجود مغلوب اور یہود اقلیت میں ہونے کے باوصف غالب ہیں۔ لیکن یہ صورت حال عارضی ہے اور یہودیوں کے سرپرست امریکہ وغیرہ کی پیدا کردہ ہے جو اسلام دشمنی میں اس کے معاون اور دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اس حدیث صحیح کی رو سے قیامت سے پہلے پہلے یہ حالات یقیناً تبدیل ہوں گے اور مسلمان یہودیوں اور ان کے مغربی آقاؤں پر غالب آکر رہیں گے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر

١٨٢٣ ـ وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «والَّذي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ، ويقولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ، وَلَيسَ بِهِ الدِّيْنُ، مَا بِهِ إِلَّا الْبَلاءُ». متفقٌ عليه.

۱۴ / ۱۸۲۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا ختم نہ ہو گی حتیٰ کہ (اس سے پہلے) آدمی قبر پر سے گزرے گا تو اس میں لوٹ پوٹ ہو گا اور کہے گا کہ کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔ ایسا دین (کی حفاظت) کی وجہ سے نہیں کہے گا' بلکہ اس کا سبب دنیا کی آزمائش ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتي يغبط أهل القبور ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل...

فوائد: یعنی دنیا میں شر و فساد اور مصائب و آلام کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ انسان زندگی پر مرنے کو ترجیح دے گا۔ یہ فساد عام بھی قیامت کے قریب ہو گا اور پھر انہی اشرار پر قیامت قائم ہو گی' جیسا کہ اس سے قبل بعض احادیث میں گزرا۔

١٨٢٤ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى

۱۵ / ۱۸۲۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت قائم نہیں ہو گی' حتیٰ کہ

يَحسِرَ الفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَتَلُ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وتِسْعُونَ، فَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا أَنْجُو». وفي رِوايَةٍ: «يُوشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئاً» متفقٌ عليه.

دریائے فرات خشک ہو کر اس سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے' اس پر لڑائی ہو گی' ہر سو میں سے نناوے آدمی مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ سوچے گا کہ شاید میں بچ جاؤں گا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کے خزانے کو ظاہر کر دے' پس جو شخص اس وقت موجود ہو' اس میں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب خروج النار ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب.

فوائد: یحسر' کے معنی ہیں ینکشف' ظاہر کر دے گا۔ یعنی پانی خشک ہو جائے گا' تو اس کے نیچے سے سونے کا وہ خزانہ نکلے گا' جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہے گا' یہ بھی قیامت سے پہلے ضرور ہو گا اور جب یہ واقعہ ظہور پذیر ہو گا تو سلامتی میں وہی لوگ رہیں گے جو دنیوی حرص و طمع سے پاک ہوں گے اور اس میں سے کچھ لینے کی کوشش نہیں کریں گے۔

١٨٢٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَتْرُكُونَ المَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لَا يَغْشَاهَا إِلَّا العَوَافِي ـ يُرِيدُ: عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ـ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ المَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوشاً، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا» متفقٌ عليه.

۱۸۲۵/۱۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مدینہ کو' بہتر حالت میں ہونے کے باوجود' چھوڑ جائیں گے' (اس وقت) سوائے وحشی درندوں اور پرندوں کے ادھر کا کوئی رخ نہیں کرے گا' آخر میں جن پر قیامت قائم ہو گی مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو اپنی بکریوں کے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے مدینے کو جا رہے ہوں گے' پس وہ مدینہ کو وحشیوں کا مسکن پائیں گے' یہاں تک کہ جب وہ ثنیۃ الوداع مقام پر پہنچیں گے تو دونوں اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل المدينة، باب من رغب عن المدينة ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب في المدينة حين يتركها أهلها.

فوائد: اس حدیث میں جو پیش گوئی کی گئی ہے' بعض کے نزدیک یہ اس وقت پوری ہو گئی جب خلافت مدینے سے شام اور عراق کی طرف منتقل ہوئی' حالانکہ مدینہ اس وقت دین و دنیا' دونوں لحاظ سے بہتر تھا' علماء کی بھی وہاں کثرت تھی اور خوش حالی بھی تھی اور بعض کے نزدیک یہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی' قیامت کے قریب

ہی وقوع پذیر ہو گی' کیونکہ اس میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے' وہ ابھی تک نہیں پائی گئی ہے۔ یہ دوسری بات ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

١٨٢٦ ـ وعَنْ أَبي سَعيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «يَكُونُ خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِكُمْ في آخِرِ الزَّمَانِ يَحْثُو المَالَ وَلا يَعُدُّهُ» رواه مسلم.

۱۷/ ۱۸۲۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہو گا' جو لپ بھر بھر کر لوگوں کو مال دے گا اور اسے شمار بھی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . .

فوائد: اس میں ایک خلیفہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی کی گئی ہے اس کا تعلق بھی آخری زمانے سے ہے۔

١٨٢٧ ـ وعَنْ أَبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، فَلا يَجِدُ أَحَداً يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ» رواه مسلم.

۱۸/ ۱۸۲۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لوگوں پر ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر گھومے پھرے گا' لیکن کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسے قبول کرے اور یہ حالت بھی دیکھنے میں آئے گی کہ چالیس چالیس عورتیں ایک ایک آدمی کی نگرانی اور پناہ میں ہوں گی اور ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہو گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن يوجد من لا يقبلها.

فوائد: اس میں بھی دنیوی خوش حالی اور دولت کی فراوانی کے علاوہ عورتوں کی کثرت کی اطلاع دی گئی ہے۔ عورتوں کی یہ کثرت یا تو جنگوں کی وجہ سے ہو گی جس میں مرد کثرت سے لقمہ اجل بنیں گے یا ویسے ہی مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی پیدائش زیادہ ہو گی۔

١٨٢٨ ـ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَاراً، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فقالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ الذَّهَبَ، وقالَ

۱۹/ ۱۸۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین کا سودا کیا' تو زمین کے خریدنے والے نے خریدی ہوئی زمین میں سونے کا ایک مٹکا پایا' تو اس نے فروخت کرنے والے سے کہا' اپنا سونا لے لے' میں نے تو تجھ سے صرف زمین کا سودا کیا تھا' سونے کا نہیں۔ زمین کے

الَّذي لَهُ الأرْضُ: إنَّمَا بِعْتُكَ الأرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إلى رَجُلٍ، فقالَ الَّذي تَحَاكَمَا إلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ، قالَ أَحَدُهُمَا: لي غُلامٌ، وقالَ الآخرُ: لي جَارِيَةٌ، قالَ: أَنْكِحَا الْغُلامَ الجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا» متفقٌ عليه.

مالک نے کہا' میں نے تو تجھ سے زمین اور زمین میں موجود سمیت ہر چیز کا سودا کیا ہے۔ پس وہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے ایک آدمی کے پاس گئے' تو اس شخص نے' جس کے پاس وہ فیصلہ کرانے گئے' کہا' کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا' میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا' میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا' تم اس لڑکے لڑکی کا باہم نکاح کر دو اور ان پر اس سونے سے خرچ کرو اور (جو بچے) صدقہ کر دو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأنبیاء (قبیل کتاب المناقب) ۔ وصحیح مسلم، کتاب الأقضیة، باب استحباب إصلاح الحاکم بین الخصمین.

فوائد: عقار' مملوکہ جائیداد کو کہتے ہیں' وہ گھر' ہو یا باغ یا خالی زمین۔ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی امت کے افراد کا واقعہ ہے جس میں ان کے زہد و ورع اور شبہے سے اجتناب کے مثالی جذبے کا ذکر ہے۔ لیکن جہاں تک شریعت کا تعلق ہے' اس کی رو سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے سودے میں' زمین میں دفن کوئی خزانہ شامل نہیں ہوگا۔ اس کی حیثیت الگ ہوگی۔ اگر سابقہ مالک یہ کہے گا کہ یہ دفینہ میرا ہے' مجھے نکالنا یاد نہیں رہا' تو یہ اسی کا حق ہوگا نہ کہ زمین کے خریدار کا اور اگر وہ اس دفینے سے لاعلمی ظاہر کرے گا تو رکاز کے حکم میں ہوگا' جس میں پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی زمین کے مالک کا ہوگا۔ رکاز کا مطلب زمین سے نکلنے والا دفینہ وغیرہ ہے۔

۱۸۲۹ ـ وعَنْهُ رَضيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وقالتِ الأُخْرَى: إنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَا إلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بنِ داودَ ﷺ، فَأَخْبَرَتَاهُ. فقالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا. فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لا تَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا. فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى» متفقٌ عليه.

۲۰ / ۱۸۲۹ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا' دو عورتیں تھیں' دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو (اٹھا کر) لے گیا تو ایک عورت نے اپنی ساتھی عورت سے کہا' بھیڑیا تیرے بیٹے کو لے گیا ہے' دوسری نے کہا' وہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ پس یہ دونوں فیصلے کے لئے حضرت داؤد ﷺ کے پاس گئیں' تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' پھر یہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان بن داؤد ﷺ کے پاس چلی گئیں اور انہیں واقعہ بتلایا' تو انہوں نے فرمایا' میرے پاس چھری لاؤ' میں اس بچے

کے ٹکڑے کر کے ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا' ایسا نہ کریں' اللہ آپ پر رحم فرمائے' وہ بیٹا اس (دوسری بڑی) عورت کا ہے۔ پس یہ سن کر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب إذا ادّعت المرأة ابنًا ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب اختلاف المجتهدين.

فوائد: حضرت سلیمان علیہ السلام خداداد فہم و ذکاء اور قوت فیصلہ سے کام لے کر قرینے اور حیلے سے معاملے کی تہ تک پہنچ گئے۔ لیکن انہوں نے یہ حیلہ حق کی دریافت کے لئے اختیار کیا نہ کہ حق سے گریز کے لئے۔ اس قسم کے حیلہ شرعی کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو حیلے شریعت سے انحراف کے لئے اختیار کئے جائیں تو وہ نہایت سخت گناہ اور شیوۂ یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔

١٨٣٠ ـ وعَنْ مِرْدَاسٍ الأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ، وَتَبْقَى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ، لا يُبَالِيهِمُ اللهُ بَالَةً» رواه البخاري.

۲۱ / ۱۸۳۰۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' نیک لوگ' ایک ایک کر کے' اٹھ جائیں گے اور جَو یا کھجور کے بھوسے کی مانند ردی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے' جن کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة الحديبية.

فوائد: اس میں قیامت کے قریب نیک لوگوں کے اٹھ جانے اور بیکار قسم کے لوگوں کے باقی رہ جانے کی خبر ہے' جن پر قیامت قائم ہو گی۔

١٨٣١ ـ وعَنْ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: «مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ» أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَ: «وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْراً مِنَ الْمَلائِكَةِ» رواه البخاري.

۲۲ / ۱۸۳۱۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جبریل آئے اور دریافت کیا' تم اہل بدر کو اپنے اندر کیسا شمار کرتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا' سب مسلمانوں میں افضل۔ (راوی کہتے ہیں کہ) یا اسی قسم کا کوئی کلمہ آپؐ نے ارشاد فرمایا' تو جبریل نے فرمایا: ایسے ہی وہ فرشتے (افضل ہیں) جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب شهود الملائكة بدرا.

فوائد: جنگ بدر' جو ۲ ہجری میں ہوئی' اس اعتبار سے بڑی اہم تھی کہ یہ کافروں اور مسلمانوں کی پہلی معرکہ آرائی تھی' علاوہ ازیں اس میں مسلمانوں کے پاس (کافروں کے مقابلے میں) افراد کی بھی کمی تھی اور وسائل کی

بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی مدد فرمائی اور مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے نازل فرما دیئے اور ان فرشتوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ قتال میں حصہ لیا۔

١٨٣٢ ـ وعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذا أنْزَلَ اللهُ تَعالى بِقَوْمٍ عَذاباً أصابَ العَذابُ مَنْ كَانَ فيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلى أعْمالِهِمْ» متفقٌ عليه.

۲۳ / ۱۸۳۲ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (عام) عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے' پھر (قیامت والے دن) اپنے اپنے اعمال کے مطابق زندہ کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب إذا أنزل الله بقوم عذابا ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب إثبات الحساب.

فوائد: یہ عذاب عام اس وقت آتا ہے' جب کسی قوم میں نافرمانیاں عام ہو جائیں اور نیک لوگ بالکل تھوڑے رہ جائیں' پھر اس عذاب کی لپیٹ میں نیک اور بد دونوں آجاتے ہیں۔ تاہم قیامت والے دن نیک لوگ تو اپنے ایمان و تقویٰ کی بدولت عذاب آخرت سے بچ جائیں گے۔ جب کہ دوسروں کے لئے وہاں' مزید عذاب اکبر تیار ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٨٣٣ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ جِذْعٌ يَقُومُ إلَيْهِ النَّبيُّ ﷺ، يَعْني في الخُطْبَةِ. فَلَمَّا وُضِعَ المِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ العِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبيُّ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ. وفي روايةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبيُّ ﷺ على المِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أنْ تَنْشَقَّ. وفي روايةٍ فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبيِّ، فَنَزَلَ النَّبيُّ ﷺ، حَتَّى أخَذَهَا فَضَمَّهَا إلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أنِينَ الصَّبيِّ الَّذي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قالَ: «بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ» رواه البخاريُّ.

۲۴ / ۱۸۳۳ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کھجور کا ایک تنا تھا جس کا سہارا نبی کریم ﷺ خطبے کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپؐ کے لئے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا' جس کا سہارا لے کر آپؐ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے' اس طرح چیخ کے رونے لگا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح چیخ کر رونے اور بلبلانے لگا تو نبی ﷺ نیچے اترے' حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا' تو اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے' یہاں

تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ اس لئے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا (جس سے اب محروم ہو گیا ہے)۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة، وفي غيره.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندر ادراک کی مخصوص قوت رکھی ہوئی ہے' جس کی پوری حقیقت سے ہم آگاہ نہیں۔ علاوہ ازیں یہ نبی ﷺ کا ایک معجزہ بھی ہے۔

١٨٣٤ ـ وعَنْ أَبي ثَعْلَبَةَ الخُشَنِيِّ جُرْثُومِ بنِ نَاشِرٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَ: «إنَّ اللهَ تَعالى فَرَضَ فَرائِضَ فَلا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُوداً فَلا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلا تَبْحَثُوا عَنها» حديثٌ حسنٌ، رواه الدَّارَقُطْنِي وغَيْرُهُ.

۲۵ / ۱۸۳۴ ۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی' جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کئی چیزیں فرض کی ہیں' انہیں ضائع نہ کرو اور کئی حدیں مقرر کی ہیں' ان سے تجاوز نہ کرو اور کئی چیزوں کو حرام کیا ہے' ان کا ارتکاب کر کے ان کی حرمت مت توڑو اور بہت سی چیزوں سے اس نے تم پر مہربانی کرتے ہوئے' بغیر بھول کے' خاموشی اختیار کی ہے' پس ان کے متعلق بحث کرید نہ کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ (دار قطنی وغیرہ)

تخریج: سنن دارقطنى، آخر كتاب الصيد والذبائح والأطعمة.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں انقطاع ہے' اس کی تفصیل انہوں نے "غاية المرام في تخريج احاديث الحلال والحرام" میں بیان کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء نے دیگر شواہد کی بنیاد پر اسے حسن قرار دیا ہے' جیسا کہ خود امام نوویؒ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ شواہد کے لئے ملاحظہ ہو المستدرک للحاکم' ج ۴' ص ۱۱۵' مجمع الزوائد' ج ۷' ص ۷۵۔ ترمذی' کتاب اللباس' باب ماجاء فی لبس الفراء' رقم ۱۷۲۶۔ ابن ماجہ' کتاب الاطعمہ' باب اکل الجبن والسمن' رقم ۳۳۶۷۔ السنن الكبرى للبيهقي' كتاب الضحايا' باب ماجاء في الضبع والثعلب' وباب مالم يذكر تحريمه ولا كان في معنى ماذكر تحريمه مما يوكل اويشرب۔ ج ۹' ص ۳۲۷' ۵ ج ۱۰' ص ۲۱' طبع جدید۔

امام سمعانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ اس میں ضروری باتوں کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ جو شخص اس کے مطابق زندگی گزارے گا' یقیناً کامیاب و بامراد ہو گا' اس لئے کہ فرائض کی ادائیگی' محارم سے اجتناب' حدود الٰہی کی رعایت و پاسداری اور مسکوت عنہ مسائل پر بحث کرید سے گریز میں تمام باتیں آجاتی ہیں اور دین کے سارے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔

١٨٣٥ ـ وعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبي أَوْفى رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: غَزَوْنَا مَعَ

۲۶ / ۱۸۳۵ ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے

رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الجَرَادَ. وفي روايةٍ: نَأْكُلُ مَعَهُ الجَرَادَ. متفقٌ عليه.

ساتھ سات غزوے (جہاد) کئے' ہم ان میں ٹڈیاں کھاتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب أكل الجراد - وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب إباحة الجراد.

فوائد: ٹڈی' اللہ کی ایسی مخلوق ہے کہ جب اللہ چاہتا ہے تو لاکھوں کی تعداد میں ایک دم طوفان کی طرح آجاتی ہیں اور فصلوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ ٹڈی حلال ہے' اس کو ذبح کرنا ضروری نہیں ہے' مچھلی اور ٹڈی دونوں مردہ بھی حلال ہیں۔

١٨٣٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لا يُلْدَغُ المُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ» متفقٌ عليه.

٢٧/١٨٣٦ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين - وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب لا يلدغ المؤمن...

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مومن کو کسی ایک جگہ سے نقصان پہنچے تو اسے محتاط رہنا چاہئے تاکہ بار بار اسے دھوکہ نہ دیا جائے۔

١٨٣٧ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِن ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلاً سِلْعَةً بَعْدَ العَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَاماً لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ» متفقٌ عليه.

٢٨/١٨٣٧ - سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تین آدمی ہیں' قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ آدمی' جو جنگل بیابان میں ضرورت سے زائد پانی پر قابض ہے' وہ مسافر کو بھی اس کے استعمال سے روکتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی' جو عصر کے بعد کسی آدمی سے اپنے سامان کا سودا کرے اور اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ خود اس نے یہ سامان اتنے اتنے میں لیا تھا۔ پس وہ دوسرا آدمی اس کی تصدیق کرے' حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہو (یعنی قسم کھانے میں وہ جھوٹا ہو) اور تیسرا وہ آدمی' جو کسی خلیفہ وقت سے صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے بیعت

کرے' اگر وہ اس کو اس دنیا کے مال سے کچھ دے دے تو اس سے عہد وفا نبھائے اور اگر اسے دنیا کا مال نہ دے تو بیعت پوری نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، وكتاب المساقاة وكتاب الأحكام، باب من بايع رجلا لا يبايعه إلا للدنيا - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار . . .

فوائد: مذکورہ تینوں کام کبیرہ گناہ ہیں' کیونکہ ان میں سے ایک میں لوگوں پر سختی ہے۔ دوسرے میں اللہ کے نام پر فریب دہی اور حرام مال کھانے کا ارتکاب ہے اور تیسرے میں خلیفہ وقت سے' اپنی اطاعت و وفاداری کے بدلے میں' ناجائز فائدہ اٹھانا اور دنیا حاصل کرنا ہے اور یہ تینوں کام اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔

١٨٣٨ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ» قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَرْبَعُونَ يَوْماً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْراً، قَالَ أَبَيْتُ «وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢٩ / ١٨٣٨ - سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا' اے ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا' چالیس سال کا؟ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا۔ چالیس مہینے کا؟ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے' سوائے دم کی ہڈی کے' اسی ہڈی سے انسان کو دوبارہ جوڑ کر پیدا کیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا' جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جیسے (زمین سے) سبزی اگتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة الزمر - وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب بين النفختين.

فوائد: جب قیامت برپا ہو گی تو حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے' جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہ نفخۂ اولیٰ ہے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' تو لوگ قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ یہ دوسرا نفخہ ہے۔ انہیں نفخۃ الصعق اور نفخۃ البعث کہتے ہیں۔ ان دو نفخوں کے درمیان کتنے دنوں' مہینوں یا سالوں کا وقفہ ہو گا؟ اس کی بابت حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا' کیونکہ انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ لیکن بعض دوسری روایات میں چالیس سال کی صراحت موجود ہے۔ (۲) انبیاء کے علاوہ' انسان کے سارے وجود کو مٹی کھا جاتی ہے' لیکن اس کی دم کی ہڈی' باقی رہتی ہے' یہ کس طرح باقی رہتی ہے؟ اس کی پوری حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ بہرحال اس ہڈی سے انسانی جسم کی دوبارہ تخلیق ہو

گی۔ (۳) آسمان کی بارش سے انسانی جسم بھی قیامت والے دن' سبزیوں کی طرح زمین سے اگیں گے۔

١٨٣٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ، فَكَرِهَ مَا قَالَ، وقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟» قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» رَواهُ البُخَارِي.

۳۰ / ۱۸۳۹ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما' لوگوں سے مصروف گفتگو تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا' قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ برابر گفتگو فرماتے رہے' تو لوگوں میں سے کسی نے کہا' اس دیہاتی نے جو کہا ہے' وہ آپ نے سن تو لیا ہے لیکن اسے آپ نے پسند نہیں فرمایا اور بعض نے کہا' آپ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی بات مکمل فرمالی تو فرمایا' قیامت کی بابت پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا' میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے پوچھا' امانت کا ضائع کرنا' کیسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا' جب (دین و دنیا کا) معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے' تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه فأتم الحديث ثم أجاب السائل.

فوائد: اس میں قرب قیامت کی ایک نہایت اہم علامت بیان کی گئی ہے کہ دین و دنیا کے معاملات نیک اور اہل تر لوگوں کی بجائے بدقماش اور نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں آجائیں گے۔ دنیا کی سرداری بھی ان کے حصے میں آئے گی جو فسق و فجور اور بد عملی و بدکرداری میں ممتاز ہوں گے اور مسند ارشاد و افتاء پر بھی وہ لوگ فائز ہوں گے جو بے علم' مال و جاہ کے حریص اور زہد و تقویٰ سے عاری ہوں گے۔

١٨٤٠ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ» رواهُ البخاريُّ.

۳۱ / ۱۸۴۰ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حکمران تمہیں نماز پڑھائیں گے' پس اگر وہ درست پڑھائیں گے' تو تمہارے لئے بھی اجر ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے' تو بھی تمہارے لئے اجر ہے اور غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه.

فوائد: اس میں بھی نااہل حکمرانوں کی بابت' عام مسلمانوں کو ایک ہدایت دی گئی ہے کہ نماز میں اگر وہ غلطی کریں' یعنی وقت پر نماز نہ پڑھائیں' یا سنت سے اعراض کریں' تو تم بہرحال اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ مت بنانا'

بلکہ ان کے ساتھ ہی وابستہ رہ کر ان کی امامت و اقتداء میں نماز ادا کرنا۔ اگر وہ سنت کے مطابق نماز پڑھائیں گے تو انہیں اور تمہیں دونوں کو ہی اجر ملے گا' بصورت دیگر تمہارا اجر تو ثابت ہے' غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔

١٨٤١ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الإِسْلَامِ.

۳۲/ ۱۸۴۱۔ سابق راوی ہی سے آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں منقول ہے کہ لوگوں کے لئے' لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں' حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التفسیر، تفسیر سورة آل عمران.

فوائد: یہ گویا آیت مذکور کی ایک تفسیر اور مفہوم ہے جو حضرت ابو ہریرہ نے بیان فرمایا' کہ اس میں خیر امت جن کو کہا گیا ہے' اس سے مراد وہ مجاہدین ہیں جو کفار سے لڑتے ہیں اور ان کے جو آدمی ان کی قید میں آتے ہیں' وہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ کافروں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں' جو انہیں دوسرے لوگوں سے اجر و ثواب میں ممتاز کر دیتا ہے۔ لیکن اپنے دوسرے مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے جو ہر دور کے مسلمانوں کو شامل ہے بشرطیکہ وہ تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہیں۔

١٨٤٢ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ» رواهما البُخاري. معناهُ: يُؤْسَرُونَ وَيُقَيَّدُونَ، ثُمَّ يُسْلِمُونَ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ.

۳۳/ ۱۸۴۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار فرماتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے' جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

اس کے معنی ہیں' انہیں قید کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے' پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الجهاد، باب الأسارىٰ في السلاسل.

فوائد: اس کا وہی مطلب ہے جو اس سے ماقبل حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول تفسیر کے ضمن میں عرض کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد انہیں اسلام کی تعلیمات اور ان کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق بن جائیں اور قید کی یہ بیڑیاں ان کے حق میں طوق زریں ثابت ہوں۔

١٨٤٣ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا» رَوَاهُ مُسلم.

۳۴/ ۱۸۴۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کو شہروں کے تمام حصوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ حصے ہیں جن میں مسجدیں

ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ حصے ان کے بازار ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح، وفضل المساجد.

فوائد: مسجدوں کی افضلیت کی وجوہات واضح ہیں' ان میں اللہ کی عبادت' اس کے ذکر اور تلاوت وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے' جب کہ بازار اور منڈیاں' اللہ کی یاد سے غفلت کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں دھوکہ' فریب' جھوٹ اور اسی قسم کی دیگر قباحتیں عام ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ناپسندیدہ ہیں۔

١٨٤٤ ـ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ، وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ. رواهُ مسلم هكذا. وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صحيحه عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا. فِيهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ».

۳۵ / ۱۸۴۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے' انہوں نے فرمایا' اگر تو طاقت رکھے' تو سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والا اور سب سے آخر میں نکلنے والا ہرگز نہ ہو' اس لئے کہ یہ شیطان کا اڈہ ہے اور یہیں وہ اپنا جھنڈا بھی نصب کرتا ہے۔ (مسلم)

اور امام برقانی نے اسے اپنی "صحیح" میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے (مرفوعاً) روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ اس سے سب سے آخر میں نکلنے والا۔ اس لئے کہ اسی میں شیطان انڈے اور بچے دیتا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة أم المؤمنين رضى الله عنها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بازاروں میں زیادہ آنا جانا' نہایت خطرناک ہے' وہاں شیطانی اثرات کا غلبہ ہے' انسان وہاں جتنا زیادہ جائے گا' شیطانی وسوسوں کا بھی شکار زیادہ ہو گا۔

١٨٤٥ ـ وَعَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، قَالَ: «وَلَكَ» قَالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ

۳۶ / ۱۸۴۵۔ حضرت عاصم احول' حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے' آپ نے فرمایا اور تیری بھی (مغفرت فرمائے) عاصم بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ سے پوچھا' کیا آپ کے لئے رسول

لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾[محمد: ١٩]، رَواهُ مُسلم.

اللہ ﷺ نے مغفرت طلب فرمائی؟ انہوں نے کہا۔ ہاں' (آپ نے فرمایا) اور تیرے لئے بھی مغفرت ہو۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور آپ اپنے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب فرمایئے" (سورۂ محمد۔ ۱۹ ۔مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده ﷺ.

فوائد: نبی کریم ﷺ اگرچہ مغفور ہیں' لیکن آپ کی مزید عظمت و رفعت کے نقطہ نظر سے آپ کے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ اس میں بھی آپ کی ایک گونہ تعظیم ہی کا پہلو ہے۔

١٨٤٦ ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ» رواهُ البُخَارِيُّ.

۳۷ / ۱۸۴۶ ۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے حاصل کیں' ان میں سے یہ بھی ہے' جب تو شرم و حیاء نہیں کرتا تو جو چاہے کر۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، وكتاب الأدب، باب إذا لم تَسْتَحْيِ فاصنع ما شئت.

فوائد: یہ امر' اس معنی میں نہیں ہے کہ بے حیا آدمی کے لئے ہر کام جائز ہے' بلکہ یہ خبر کے معنی میں ہے کہ جب انسان کے اندر سے شرم و حیاء کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسے کوئی بھی کام کرنے سے گریز اور تامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے اہل مغرب کی کوشش یہی ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دلوں سے شرم و حیاء کا وہ جذبہ ختم کر دیا جائے جو اسلامی معاشرے کا حسن اور اس کا امتیاز ہے' تا کہ وہ ہر بے حیائی کے کام کو خوشی سے اختیار کر لے۔ بدقسمتی سے اہل مغرب اپنی اس مذموم سازش میں کامیاب ہیں اور اسلامی معاشرہ بھی مغربی معاشرے کی طرح بے حیا ہوتا جا رہا ہے۔

١٨٤٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ القِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۳۸ / ۱۸۴۷ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت والے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلے کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الديات، وكتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة ـ وصحيح مسلم، كتاب القسامة، باب المجازاة بالدماء فى الآخرة....

فوائد: ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت والے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ تو ان میں باہم

کوئی منافات نہیں۔ کیونکہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور بندوں کے باہمی حقوق میں سب سے پہلے خون ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس سے انسانی جان کی حرمت واضح ہے۔

١٨٤٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُلِقَتِ المَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ» رواهُ مسلم.

۳۹/۱۸۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جن آگ کی لو سے اور آدم اس (مٹی) سے پیدا کئے گئے ہیں جو تمہارے لئے بیان کی گئی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة.

فوائد: فرشتے' اللہ کی نوری مخلوق ہے جن کے جسم ایسے لطیف ہیں جو ہر قسم کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ جنات بھی اللہ کی ایک غیر مرئی مخلوق ہے' اس کو بھی اللہ نے بعض ایسی قوتوں سے نوازا ہے جو انسانی مخلوق میں نہیں ہے۔ شیطان بھی جنات میں سے ہی ہے اور انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے باپ حضرت آدم کا مشت خاک سے پتلا بنایا اور پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی یا مٹی سے بنائے جانے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے' وہ سب اسی زمین سے پیدا ہوتا ہے' اسی خوراک سے وہ نطفہ بنتا ہے جو انسان کی تخلیق کا باعث بنتا ہے۔ اس میں گویا اللہ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ جس کو جس سے چاہے پیدا کر سکتا ہے' وہ فعال لما یرید ہے۔

١٨٤٩ ـ وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللهِ ﷺ القُرْآنَ. رواهُ مُسْلِم في جُمْلَةِ حَدِيثٍ طَوِيلٍ.

۴۰/۱۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ مسلم نے اسے لمبی حدیث کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض.

فوائد: یعنی نبی ﷺ کی زندگی اور آپ کے شب و روز کے معمولات قرآن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے' آپ کی ذات اس کی تعلیمات کا زندہ نمونہ تھی جس میں اس کے حلال کی پابندی' اس کے حرام سے اجتناب' اس کے آداب سے آراستگی اور اس کے حدود و ضوابط کی رعایت تھی۔ ﷺ۔

١٨٥٠ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَكَرَاهِيَةُ المَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ المَوْتَ! قَالَ: «لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ المُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَرِضْوَانِهِ

۴۱/۱۸۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے' اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا

وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ، فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ، وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» رواه مسلم.

ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' یہ مطلب نہیں۔ بلکہ (بوقت موت) جب مومن کو اللہ کی رحمت' اس کی رضامندی اور جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے' تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے' پس اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور کافر کو (موت کے وقت) جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوش خبری دی جاتی ہے' تو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه.

فوائد: مومن کو' موت کے وقت جنت کی خوش خبری اور کافر کو اللہ کے عذاب کی وعید سنا دی جاتی ہے' جس سے مومن کا شوق ملاقات تو فزوں تر ہو جاتا ہے اور کافر کو اپنی موت میں دائمی ہلاکت و خسران نظر آتی ہے' جس سے اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش اسے موت نہ آئے۔

١٨٥١ ـ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفاً، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلاً، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا. فَقَالَ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» فَقَالَا: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا ـ أَوْ قَالَ: شَيْئاً ـ» متفقٌ عليه.

۴۲ / ۱۸۵۱ ۔ حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے' میں ایک رات کو آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی' میں بات چیت سے فارغ ہو کر جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ مجھے رخصت کریں۔ اتنے میں دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے جانے لگے' نبی ﷺ نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو' یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا' سبحان اللہ' اے اللہ کے رسول' (بھلا ہمیں آپ پر کیا شک ہو سکتا تھا؟) تو آپ نے فرمایا' شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں گردش کرتا ہے' مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے یا فرمایا' کچھ نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه إلی باب

المسجد؟ - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليا بإمرأة. . .

فوائد: نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں ذرا سی بھی سوء ظنی' چونکہ ایمان کے لئے خطرے کا باعث تھی' اس لئے آپ نے احتیاطاً دونوں صحابہ کو ٹھہرا کر صورت حال کی وضاحت کر دی تاکہ شیطان ان کے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کہیں بلاوجہ بدگمانی کا اندیشہ ہو تو وہاں وضاحت کر دی جائے تاکہ لوگ بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ بالخصوص علماء کو مواضع تہم (تہمت والی جگہوں) سے بچ کر رہنا چاہئے تاکہ لوگ ان سے بدظن نہ ہوں۔ علاوہ ازیں خود لوگوں کو بھی بلاوجہ بدگمانی سے اجتناب کرنا چاہئے' اس لئے کہ ایسی بدظنی کو حدیث میں سب سے بڑا جھوٹ کہا گیا ہے۔

١٨٥٢ ـ وَعَنْ أَبِي الفَضْلِ العَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الحَارِثِ بْنِ عَبْدِالمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَلَمَّا الْتَقَى المُسْلِمُونَ وَالمُشْرِكُونَ وَلَّى المُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الكُفَّارِ، وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ» قَالَ العَبَّاسُ، وَكَانَ رَجُلاً صَيِّتاً: فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ، فَوَاللهِ! لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ البَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ، فَاقْتَتَلُوا هُمْ وَالكُفَّارُ، وَالدَّعْوَةُ فِي الأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ! ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ

۴۳ / ۱۸۵۲۔ حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا' پس میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے' ہم آپ سے جدا نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ پس جب مسلمانوں اور مشرکوں کا باہم مقابلہ ہوا' تو (پہلے پہل) مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کافروں کی طرف لے جانے کے لئے ایڑ لگاتے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے' اسے روکتا تھا تاکہ وہ تیز نہ چلے اور ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عباس! درخت کے نیچے' بیعت رضوان کرنے والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور وہ بلند آواز آدمی تھے' میں نے اپنی بلند آواز میں کہا' درخت والے کہاں ہیں؟ پس اللہ کی قسم! جس وقت انہوں نے میری آواز سنی' وہ اتنی تیزی سے متوجہ ہوئے' جیسے گائے اپنی اولاد پر (اس کی آواز سن کر) توجہ کرتی ہے۔ پس انہوں نے کہا' حاضر ہیں' ہم حاضر ہیں۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی اور اس وقت انصار کی پکار تھی' اے جماعت انصار! اے جماعت

كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ: «هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ» ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَصَيَاتٍ، فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: «انْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ»، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ، فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلاً، وَأَمْرَهُمْ مُدْبِراً. رواه مسلم.

«الْوَطِيسُ» التَّنُّورُ. وَمَعْنَاهُ: اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ. وَقَوْلُهُ: «حَدَّهُمْ» هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، أي: بَأْسَهُمْ.

انصار! پھر پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے' جب کہ آپ اپنے خچر پر ہی تشریف فرما تھے' میدان جنگ کی طرف دیکھا' گویا کہ آپ اپنی گردن بلند کر کے ان کی معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا' یہی وقت ہے جنگ کے زور پکڑنے اور شدت اختیار کرنے کا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں پکڑیں اور کافروں کے چہروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا' محمدؐ کے رب کی قسم! وہ (کافر) شکست کھا گئے۔ پس میں نے بھی دیکھنا شروع کیا تو میرے خیال میں جنگ پورے جوش و خروش پر تھی۔ اللہ کی قسم! جوں ہی آپؐ نے وہ کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں' تو میں نے مسلسل دیکھا کہ ان کی قوت کمزور ہو رہی ہے اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ رہا ہے۔ (مسلم)

الوطیس' کے معنی تنور کے ہیں اور حمی الوطیس کا مطلب ہے' جنگ خوب زور پکڑ گئی۔ حدھم' حاء کے ساتھ' ان کی قوت اور جنگی صلاحیت۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المغازى، باب في غزوة حنين.

فوائد: اس میں ایک تو رسول اللہ ﷺ کی بے مثال شجاعت اور بہادری کا اثبات ہے کہ جب ابتداءً صحابہ کی اکثریت سراسیمہ ہو کر منتشر ہو گئی' آپ تن تنہا کفار کی طرف پیش قدمی کرتے رہے' آپ پر خوف کی ادنیٰ سی کیفیت بھی طاری نہیں ہوئی۔ بالآخر آپ کے اسی استقلال اور ثابت قدمی نے صحابہ کو بھی پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ (۲) صحابہ بھی زیادہ دور نہیں گئے تھے' بس وقتی طور پر کچھ سراسیمہ ہو گئے' جس کی وجہ کفار کی اچانک اور پیہم تیروں کی یلغار تھی جو صحابہ کے لئے بالکل غیر متوقع تھی۔ تاہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر فوراً پلٹ آئے۔ اگر وہ میدان جنگ چھوڑ کر ہی کہیں دور دراز چلے گئے ہوتے تو ایک آواز میں یک بیک ان کا اجتماع ممکن ہی نہ ہوتا۔ (۳) اس میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بھی اثبات ہے کہ آپ کی طرف سے چند کنکریوں کا پھینکنا' کفار کی شکست کا باعث بن گیا۔ (۴) اس میں مسلمانوں کو سبق دیا گیا ہے کہ میدان کارزار میں اصل قوت ایمان کی پختگی اور اللہ کی مدد ہے۔ وسائل کی فراوانی اور تعداد کی کثرت' اس کی حیثیت ثانوی ہے' اس لئے اس پر بھروسہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ کثرت تعداد کے باوجود شکست ہو سکتی ہے' جیسے حنین میں ابتداءً ہوا۔ اصل اعتماد اللہ کی

ذات اور اس کی نصرت خاص پر ہی ہونا چاہئے کہ اسی کی مشیت فیصلہ کن قوت ہے۔

١٨٥٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُواْ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُواْ صَٰلِحًا﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ!؟» رواه مسلم.

۴۴ / ۱۸۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! اللہ پاک ہے' وہ پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے پیغمبروں کو دیا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے پیغمبرو! پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور فرمایا' اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیں۔ پھر آپ نے آدمی کا تذکرہ فرمایا' جو لمبا سفر کرتا ہے' پراگندہ حال ہے' گرد و غبار میں اٹا ہوا' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے' (اور کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے اور اسے غذا ہی حرام دی گئی' تو اس کی دعاء کیوں کر قبول ہو گی؟ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب.

فوائد: دعاء کی قبولیت کے لئے رزق حلال ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ صدقہ بھی صرف وہی قبول فرماتا ہے۔ جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں ہر عمل صالح سے پہلے رزق حلال کا اہتمام ضروری ہے' ورنہ نیک عمل بھی برباد ہو جائیں گے۔

١٨٥٤ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ» رواهُ مسلم.

۴۵ / ۱۸۵۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کلام کرے گا' نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا بدکار' جھوٹا بادشاہ اور مغرور فقیر۔ (مسلم)

«الْعَائِلُ»: الْفَقِيرُ.

العـائـل' کے معنی ہیں' فقیر۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار. . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان جس گناہ سے آسانی سے بچ سکتا ہو اور پھر بھی اس سے نہ بچے' تو وہ اس شخص کے مقابلے میں زیادہ گناہ گار اور بڑا مجرم ہے جس کے لئے اس گناہ سے بچنا نسبتاً آسان نہ ہو۔

١٨٥٥ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ» رواه مسلم.

۴۶ / ۱۸۵۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سیحان' جیحان' فرات اور نیل چاروں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب ما في الدنيا من أنهار الجنة.

فوائد: بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہروں کی طرح یہ چاروں نہریں بھی برکت اور شادابی کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے اردگرد اسلام پھیلا ہوا ہے اور بعض کے نزدیک یہ بطور تشبیہہ نہیں' بطور حقیقت کے بیان کیا گیا ہے' گو ہم اس کی پوری حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتے۔ سیحون اور جیحون' خراسان کے علاقے میں ہے اور فرات شام اور جزیرہ کے درمیان حد فاصل ہے اور دریائے نیل مصر میں ہے۔

١٨٥٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ» رواه مسلم.

۴۷ / ۱۸۵۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا' اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتے کے دن پیدا فرمایا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن پیدا کئے اور ناپسندیدہ چیز منگل کو اور روشنی بدھ وار کو پیدا کی اور اس میں جانور جمعرات کے دن پیدا فرمائے اور تمام چیزوں کی پیدائش کے آخر میں جمعہ کو عصر کے بعد حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور یہ عصر اور رات کے درمیان دن کی آخری گھڑی تھی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب ابتداء الخلق وخلق آدم.

فوائد: دن سے مراد کیا ہے؟ اور یہ کتنا لمبا ہے؟ اس کی پوری حقیقت صرف اللہ ہی جانتا ہے' ہمارے دن کی مدت تو ۲۴ گھنٹوں کے شب و روز کے لمحات ہیں۔ آسمانی دن اس سے بہرحال مختلف ہے۔

١٨٥٧ ـ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ رواهُ البُخاري.

۴۸ / ۱۸۵۷۔ حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' جنگ موتہ والے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں' صرف ایک چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة.

فوائد: موتہ' شام کے قریب ایک جگہ ہے' یہاں جو معرکہ بپا ہوا' اسے غزوۂ موتہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا تذکرہ اور ان کی فضیلت کا اثبات ہے۔

١٨٥٨ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِنْ حَكَمَ وَاجْتَهَدَ، فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ». متفقٌ عَلَيْهِ.

۴۹ / ۱۸۵۸ ۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد سے کام لے' پھر اجتہاد سے وہ درستی کو پہنچ گیا تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور جب وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد میں اس سے غلطی ہو جائے' تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب بيان أجر الحاكم...

فوائد: جن معاملات میں کوئی نص شرعی نہ ہو' ان کی بابت ان سے ملتی جلتی شکلوں کو سامنے رکھ کر جواز و عدم جواز کا فیصلہ کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ اجتہاد وہی شخص کر سکتا ہے جسے قرآن و حدیث کی صحیح سمجھ ہو۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے حاکم' قاضی اور مجاز افسر کو قرآن و حدیث کا عالم ہونا چاہئے تاکہ حسب ضرورت وہ اجتہاد کر سکے۔ اس اجتہاد میں وہ اخلاص اور نیک نیتی سے کام لے گا' تو اس کے لئے ہر صورت میں اجر ہے' بلکہ درستی کی صورت میں دوہرا اجر ہے۔

١٨٥٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ» متفقٌ عليه.

۵۰ / ۱۸۵۹ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بخار' جہنم کی شدید حرارت سے ہے' پس تم اسے پانی سے ٹھنڈا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوى.

فوائد: حدیث میں بیان کردہ علاج بالکل صحیح ہے۔ بہت سے بخار میں ڈاکٹر اس کا یہی علاج تجویز کرتے ہیں کہ مریض کو پانی سے خوب نہلاؤ یا پانی کی پٹیاں باندھ کر اسے ٹھنڈک پہنچاؤ۔

١٨٦٠ ـ وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ» متفقٌ عليه. وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيبُ وَارِثاً كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ.

۵۱ / ۱۸۶۰ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے (نذر کے) روزے ہوں تو اس کا قریبی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث کی رو سے فوت شدہ شخص کے ذمے روزے ہوں' تو پسندیدہ بات اس کی طرف سے روزہ رکھنے کا جواز ہے اور ولی سے مراد قریبی عزیز ہے' چاہے وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم ـ وصحيح مسلم،

كتاب الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت.

فوائد: شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نذر کے روزے ہیں نہ کہ رمضان کے روزے۔ گویا شیخ موصوف نے حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث کے عموم کو حضرت ابن عباسؓ کی دوسری حدیث سے خاص کر دیا' جس میں نذر کے روزوں کی صراحت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں' جس طرح زندگی میں کوئی کسی کی طرف سے کوئی بدنی عبادت ادا نہیں کر سکتا' اسی طرح موت کے بعد بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ البتہ جس کی بابت نص میں صراحت ہو تو اس میں نیابت جائز ہو گی اور اسے صرف نص کی صراحت کی حد تک ہی محدود رکھا جائے گا۔ جیسے نذر کے روزوں کی بابت حدیث میں صراحت ہے کہ میت کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے تو نذر کے روزے میت کی طرف سے رکھنے جائز ہوں گے' کوئی اور بدنی عبادت اس کی طرف سے جائز نہیں ہو گی۔

١٨٦١ ـ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا: وَاللهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ، أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا؛ قَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ للهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَداً، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ. فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ! لَا أُشَفِّعُ فِيهِ أَبَداً، وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدُكُمَا اللهَ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا. قَالُوا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ: نَعَمِ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا، دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ

۵۲ / ۱۸۶۱۔ حضرت عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں' جو حضرت عائشہؓ دیتی تھیں' کہا' کہ (میری خالہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا تو اس طرح (بے دریغ) خرچ کرنے سے رک جائیں' نہیں تو میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا' کیا عبداللہ نے واقعی ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا' ہاں۔ انہوں نے فرمایا' مجھ پر اللہ کے نام کی نذر ہے' اب میں کبھی عبداللہ بن زبیرؓ سے بات نہیں کروں گی۔ جب یہ ترک تعلق لمبا ہو گیا تو حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سفارش کروائی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ابن زبیرؓ کے بارے میں کبھی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑنے کے گناہ کا ارتکاب کروں گی۔ پس جب ابن زبیرؓ پر یہ معاملہ مزید لمبا ہوا' تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث سے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے (میری خالہ) عائشہ کے پاس لے چلو' اس لئے کہ ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مجھ

الْحِجَابَ، فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي، وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ، فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

رواه البُخاري.

سے قطع تعلق کی نذر پر قائم رہیں۔ پس حضرت مسور اور عبدالرحمٰن دونوں ابن زبیرؓ کو لے گئے حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی' انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا' آجاؤ۔ انہوں نے پوچھا' ہم سب آجائیں؟ انہوں نے فرمایا' ہاں' تم سب آجاؤ اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن زبیرؓ بھی ہیں۔ پس جب یہ اندر گئے تو حضرت ابن زبیرؓ پردے کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہؓ سے لپٹ کر انہیں قسمیں دینے لگے اور رونے لگے اور (پردے کے باہر) حضرت مسور اور عبدالرحمٰن بھی انہیں قسم دے کر کہنے لگے کہ وہ ابن زبیرؓ سے بات چیت کریں اور ان کا عذر قبول کر لیں' وہ کہتے تھے' نبی ﷺ نے اس قطع تعلق سے منع فرمایا ہے جو آپ کے علم میں ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بول چال اور تعلق منقطع رکھے۔ پس جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے وعظ و نصیحت اور ترک تعلق کے گناہ ہونے کی باتیں کثرت سے کیں تو انہوں نے بھی وعظ و نصیحت شروع کر دی اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت ابن زبیرؓ سے کلام فرمالیا اور اپنی اس نذر کے توڑنے کے کفارے میں حضرت عائشہؓ نے چالیس گردنیں آزاد کیں اور اس کے بعد جب بھی وہ اپنی نذر کو یاد کرتیں تو خوب روتیں' حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، وقول رسول الله ﷺ: لا يحل لرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث.

فوائد: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ کے سگے بھانجے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے گفتگو نہ کرنے کی نذر مانی تھی' تو وہ سمجھتی تھیں کہ ایسا کرنا ان کے لئے جائز ہے' کیونکہ حضرت ابن زبیرؓ نے اپنی خالہ کے جائز تصرفات پر پابندی لگانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ لیکن پھر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور وہ اپنی خالہ (حضرت عائشہؓ) کو منانے کے لئے دو سفارشیوں کو ساتھ لے کر گھر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ان کے لئے یہی مناسب تھا جو انہوں نے کیا کہ نذر توڑ دیں اور ابن زبیر سے ٹوٹے ہوئے تعلق کو بحال کر لیں۔ رضی اللہ عنہم

(۲) نذر توڑنے کا کفارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے۔ ایک گردن آزاد کرنا' یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کی پوشاک کا انتظام کر دینا۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کی بجائے چالیس گردنیں آزاد فرمائیں' رضی اللہ عنہا۔

١٨٦٢ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى قَتْلَى أُحُدٍ، فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ إِلَى المِنْبَرِ، فَقَالَ: «إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا، أَلا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوها» قَالَ: فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. متفقٌ عليه. وفي رِوَايَةٍ: «وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ» قَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ. وَفي رِوَايَةٍ قَالَ: «إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ! لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا». وَالمُرَادُ بِالصَّلاةِ عَلَى قَتْلَى

۵۳ / ۱۸۶۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے لئے آٹھ سال بعد اس طرح دعاء فرمائی' جیسے زندوں اور مردوں کو رخصت کرنے والا دعاء کرتا ہے' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو (یا میر سامان) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض (کوثر) ہے اور میں اسے اپنے اس مقام سے دیکھ رہا ہوں (یعنی کشف کے طور پر) خبردار! مجھے تم سے اندیشہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے' لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ تم دنیا میں زیادہ رغبت کرنے لگو گے۔ حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔) (بخاری و مسلم)

اور ایک اور روایت میں ہے۔ میں تم سے دنیا کی بابت خوف محسوس کرتا ہوں کہ تم اس میں زیادہ رغبت کرو گے اور (اس کی وجہ سے) باہم لڑو گے' تو ایسے ہی ہلاک ہو جاؤ گے جیسے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ حضرت عقبہؓ بیان فرماتے ہیں پس یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر کیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ میں تمہارا پیش رو ہوں

أُحُدٍ: الدُّعَاءُ لَهُمْ، لَا الصَّلَاةُ المعْرُوفَةُ.

اور تم پر گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی یا (فرمایا) زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور میں تمہاری بابت اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے' لیکن مجھے تم سے یہ اندیشہ ہے کہ تم اس دنیا میں خوب رغبت کرو گے۔

شہدائے احد پر صلاۃ سے مراد ان کے لئے دعاء کرنا ہے' نہ کہ معروف نماز پڑھنا۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد - وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا...

فوائد: امام نوویؒ نے صلاۃ سے مراد جو دعاء لی ہے' یہ صحیح نہیں' دوسری روایات میں' صلاتہ علی المیت' کے الفاظ ہیں' جس سے واضح ہے کہ آپ نے نماز پڑھی نہ کہ صرف دعاء کی۔ (۲) مرحومین اور شہداء کے لئے ہمیشہ مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرتے رہنا چاہئے بشرطیکہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ (۳) دنیا میں کشف کے ذریعے سے بہت سے حقائق اخروی کا نبی ﷺ کو علم دیا گیا۔ (۴) اس میں حوض کوثر کا بھی اثبات ہے۔ (۵) نبی ﷺ اپنی امت کے پیش رو یا میر سامان ہوں گے۔ فرط کے معنی ہیں' قافلے سے آگے جانے والا۔ یعنی آپؐ قافلہ آخرت کے پیش رو ہیں۔ (۶) اس میں آپ نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے جو فرمایا ہے کہ مجھے تم سے شرک کا اندیشہ نہیں ہے' تو یہ صحابہ کرام اور قرن اول کے اعتبار سے ہے' ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے میں لوگ پھر بتوں کو پوجیں گے۔ اس لئے اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ امت محمدیہ کے افراد کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کریں گے' صحیح نہیں ہے۔ اس کا تعلق اسلام کے قرون خیر سے ہے۔ یا پھر اس کا مطلب تمام امت کے مشرک ہونے کی نفی ہے۔ یعنی پوری امت شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی' کچھ گروہ یا فرقے اگر مشرکانہ عقائد و اعمال اختیار کریں گے بھی' جیسا کہ اس وقت بہت سے مدعیان اسلام کا عقیدہ و عمل ہے' تو دوسرے گروہ توحید و سنت پر ضرور قائم رہیں گے۔ (۷) زمین کی یا زمین کے خزانوں کی چابیوں سے مراد وہ خوش خبری ہے جو کفار کے ممالک فتح ہونے کی صورت میں مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملنا تھا' جیسا کہ بعد میں ہوا۔

١٨٦٣ - وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخطَبَ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ المِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصلَّى، ثُمَّ صَعِدَ المِنْبَرَ حَتَّى حَضَرتِ العَصْرُ، ثُمَّ نَزَل فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ المِنبرَ حَتَّى غَرَبَتِ

۵۴ / ۱۸۶۳ ۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے' پس ہمیں خطبہ دیا' یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا' پس آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی' پھر منبر پر رونق افروز ہو گئے اور ہمیں خطبہ دیا' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو

الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گیا' آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ گئے (اور خطبہ دیا) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس آپ نے ہمیں ماضی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی' پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو ہم میں سب سے زیادہ ان باتوں کو جاننے والا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب إخبار النبي ﷺ فيما يكون إلى قيام الساعة .

فوائد: مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات سے مراد قیامت کے قریب ہونے والے اہم واقعات ہیں جنہیں علامات قیامت کہا جاتا ہے۔

١٨٦٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ، فَلَا يَعْصِهِ» رَوَاهُ البُخَارِي .

۵۵ / ۱۸۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ کی اطاعت کرنی چاہئے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب النذر في الطاعة .

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں کی نذر پوری کرنی چاہئے اور نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے۔

١٨٦٥ ـ وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الأَوْزَاغِ، وَقَالَ: «كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ» متفقٌ عليه .

۵۶ / ۱۸۶۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم فرمایا اور آپ نے فرمایا' یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونکیں مارتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

١٨٦٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا

۵۷ / ۱۸۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو چھپکلی کو پہلی چوٹ میں مار دے' اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دوسری چوٹ میں مارے' اس کے لئے پہلے شخص سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور اگر تیسری چوٹ میں مارے

فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً».
وَفِي رِوَايَةٍ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغاً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، كُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ». رواهُ مسلم. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْوَزَغُ: الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ أَبْرَصَ.

تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔
ایک اور روایت میں ہے' جو شخص کسی چھپکلی کو پہلی چوٹ میں مار دے' اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)
اہل لغت نے کہا ہے کہ وزغ' موذی جانوروں میں سے ایک بڑا جانور ہے۔ (سام ابرص بھی ایک قسم کا موذی جانور ہے)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

فوائد: اس میں چھپکلی کو پوری قوت سے ایک ہی چوٹ میں مارنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہو گا' جیسے بچھو' سانپ' اژدھے وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی یا برائی میں تھوڑا سا تعاون بھی عنداللہ محسوب ہو گا اور اس کی جزاء اور سزا ملے گی' کیونکہ عنداللہ مقدار کی اہمیت نہیں' اصل چیز نیت اور ارادہ ہے۔

١٨٦٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِه، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ؟! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ! فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ

۵۸ / ١٨٦٧ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا' میں ضرور (آج رات) صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا' پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات کو ایک چور پر صدقہ کیا گیا ہے' تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا' یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو وہ اس نے ایک بدکار عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا' پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا ہے۔ تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا' یا اللہ! تیرا شکر ہے' بدکار عورت پر (صدقہ ہو گیا ہے) میں (آج رات) پھر ضرور صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک مال دار آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک مال دار پر صدقہ کیا گیا ہے' تو اس نے کہا'

يَعْتَبِرَ، فَيُنْفِقَ مِمَّا آتَاهُ اللهُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

اے اللہ! تیرا شکر ہے' ایک چور پر' ایک بدکار عورت پر اور ایک مال دار پر (صدقہ ہو گیا) پس رات کو اسے خواب آیا اور اسے بتلایا گیا (کہ تیرا صدقہ بے کار نہیں گیا ہے' بلکہ) تیرا صدقہ جو چور پر ہوا تو شاید اس کی وجہ سے وہ چوری کرنے سے باز آجائے اور بدکار عورت' شاید وہ بدکاری سے تائب ہو جائے اور مال دار آدمی' شاید وہ عبرت حاصل کر لے اور وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ بخاری میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور مسلم میں اس کے ہم معنی روایت ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب إذا تصدق على غنى وهو لا يعلم ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ثبوت أجر المتصدق. . .

فوائد: صدقہ دینے والے کی نیت اگر صحیح ہو تو اس طرح بے خبری میں غیر مستحق لوگوں پر بھی صدقہ ہو جائے تو عنداللہ مقبول ہو گا' علاوہ ازیں اللہ چاہے گا تو اس میں بھی ان لوگوں کے اندر خیر کے پہلو پیدا فرما دے گا جو مستحق نہ ہونے کے باوجود صدقے سے نواز دیئے جائیں۔ یہ واقعہ پہلی امتوں میں سے کسی کا ہے۔

١٨٦٨ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللهُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَغَكُمْ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ آدَمُ، وَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ: يَاآدَمُ! أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ

٥٩ / ١٨٦٨ ـ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' پس آپ کی طرف دستی کا گوشت بڑھایا گیا اور آپ کو یہ گوشت پسند تھا' پس آپ اسے نوچ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا۔ میں قیامت والے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' کیا تم جانتے ہو' اس سرداری کی وجہ کیا ہو گی؟ اللہ تعالیٰ ایک ہی میدان میں اولین اور آخرین (اگلے پچھلے لوگوں) کو جمع فرمائے گا' ایک دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور ایک پکارنے والا ان سب کو اپنی آواز سنا سکے گا' سورج ان کے قریب ہو گا' لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک پہنچے گی کہ ان کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو گی' پس لوگ کہیں گے' کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم جس تکلیف سے دو چار ہو' وہ کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو تمہارے لئے

رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ، فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ، وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحاً فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْداً شَكُوراً، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا بَلَغَنَا، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ! أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى. فَيَقُولُونَ: يَامُوسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْساً لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي

تمہارے رب سے سفارش کرے؟ تو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ پس لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے' اے آدم' آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی اور اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا' پس انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں آباد کیا۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ ہماری وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حالت کو ہم پہنچے ہوئے ہیں؟ تو وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے ہوا اور نہ آئندہ کبھی اس جیسا غضب ناک ہو گا اور اس نے مجھے (جنت میں) ایک درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا' لیکن مجھ سے نافرمانی کا صدور ہو گیا تھا' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم نوح کے پاس جاؤ' پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے' اے نوح' آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے' کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہماری بے چینی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ پس وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ کبھی آئندہ ہو گا اور مجھے ایک دعاء کرنے کا حق حاصل تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے

نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَىٰ. فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْباً، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ».

وفي روايةٍ: «فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِداً لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئاً لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارفع رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَارَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ ما بَيْنَ المصراعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى» متفقٌ عليه.

پاس جاؤ' تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے' اے ابراہیم' آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے' کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ پس حضرت ابراہیم ان سے فرمائیں گے' میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اتنا غضب ناک اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور میں نے تو تین باتیں ایسی کی تھیں جو بظاہر واقعے کے خلاف تھیں' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے' اے موسیٰ' آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور ہم کلامی سے نواز کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں؟ پس حضرت موسیٰ فرمائیں گے' میرا رب آج اتنا سخت غضب ناک ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور مجھ سے ایک جان کا قتل ہو گیا تھا جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے' تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ' تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے' اے عیسیٰ' آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القاء فرمایا اور اس کی روح ہیں' اور آپ نے گہوارے میں لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ

تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے' میرا رب آج اتنا سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ حضرت عیسیٰ اپنے کسی قصور کا ذکر نہیں فرمائیں گے (اور فرمائیں گے) مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے۔ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ' تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے' (آپؐ نے فرمایا) پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرما دیئے ہیں' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش فرما دیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا' پھر اللہ تعالیٰ اپنی حمد اور حسن ثناء پر مشتمل ایسے کلمات مجھ پر القاء فرمائے گا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی پر القاء نہیں کئے گئے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے محمدؐ' اپنا سر اٹھایئے' مانگئے' آپ کو دیا جائے گا' سفارش کیجئے' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر (سجدے سے) اٹھاؤں گا اور کہوں گا' اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت (یعنی اسے بخش دے) پس کہا جائے گا۔ اے محمدؐ' اپنی امت کے ان لوگوں کو' جن پر حساب نہیں ہے' جنت کے دروازوں میں سے دائیں طرف کے دروازے سے جنت میں لے جائیں اور وہ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں (یعنی دوسرے دروازوں سے بھی وہ جا سکتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے

درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة الإسراء - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها.

فوائد: ہجر' بحرین میں ایک شہر ہے اور بصریٰ دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے۔ یعنی جنت کا ایک دروازہ اتنا چوڑا ہو گا کہ دونوں کواڑوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو گا۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے کہ قیامت والے دن' جب کہ جلیل القدر پیغمبروں کو بھی' بارگاہ الٰہی میں سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہو گی' نبی ﷺ اللہ کے حکم سے سفارش فرمائیں گے۔ ایک سفارش تو یہ فرمائیں گے کہ لوگوں کا حساب کتاب شروع کیا جائے تاکہ میدان محشر کی ہولناکیوں سے لوگوں کو نجات ملے' روایت کا یہ حصہ اس حدیث میں نہیں ہے' دوسری روایات میں ہے۔ دوسری سفارش اپنی امت کے حق میں فرمائیں گے۔ یہ مختلف مرحلوں میں ہو گی۔ اس میں پہلے مرحلے کا ذکر ہے جس میں آپ ؐ کی سفارش پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائے گا' جن پر حساب نہیں ہو گا۔ دوسری مرتبہ آپ کی سفارش اس وقت ہو گی جب گناہ گار اہل ایمان جہنم میں اپنے گناہوں کی کافی سزا بھگت چکے ہوں گے تو پھر نبی ﷺ کی سفارش سے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمایا جائے گا۔ (۲) اس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی بعض لغزشوں کے حوالے سے سفارش کرنے سے معذرت کریں گے' اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انبیاء ایمان و تقویٰ کے جس بلند ترین درجے پر فائز ہوتے ہیں' وہاں معمولی سی لغزش بھی' جو گناہ کے دائرے میں نہیں آتی' انہیں بڑی غلطی محسوس ہوتی ہے' جیسے کہا جاتا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ یا جیسے سفید اجلے کپڑے پر معمولی سا دھبہ بھی بڑا نمایاں محسوس ہوتا ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اسی اعتبار سے انہوں نے معمولی معمولی لغزشوں کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے سے معذرت کی۔ (۳) بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین واقعے' جنہیں کذبات کہا گیا ہے' حالانکہ وہ جھوٹ نہیں ہیں' بلکہ معاریض ہیں' جو ظاہراً جھوٹ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً جھوٹ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا بتوں کی بابت کہنا' کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے' ان سے پوچھو۔ تیسرا' بیوی کو اپنی بہن کہنا۔ پہلی بات کو کسی طرح جھوٹ نہیں کہا جا سکتا' کیونکہ آپ نے اپنے کو بیمار کہا' تو یقیناً آپ بیمار ہوں گے یا وہ جس جشن میں شرکت کی دعوت دے رہے تھے' اس کے لئے آپ بیمار تھے۔ بت توڑنے کی نسبت بڑے بت کی طرف کرنے سے مقصود بتوں کے پجاریوں کے سامنے بتوں کی اصل حقیقت واضح کرنا اور ان کو توحید کی حقیقت سے آشنا کرنا تھا' اسی طرح حالات کی مجبوری کی وجہ سے بیوی کو بہن کہنا بھی جھوٹ نہیں ہے' کیونکہ ہر مسلمان مرد دوسرے مسلمان مرد کا بھائی اور مسلمان عورت ہر مسلمان کی بہن ہے۔ لیکن ظاہری شکل کے اعتبار سے کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہیں' اس لئے انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا ہے' حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ جھوٹ نہیں ہیں' توریے کی قسم سے ہیں جو بوقت ضرورت جائز ہے۔ (مزید وضاحت کے لیے دیکھئے تفسیر "احسن البیان" سورۃ الانبیاء' آیت ۶۳ کا حاشیہ)

۱۸۶۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ ۶۰ / ۱۸۶۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان

عَنهُمَا قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ بِأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَاباً فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقاً، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَاإِبْرَاهِيمُ! أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ أَنِيسٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَاراً، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِذاً لَا يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَّبَّنَآ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُونَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ، عَطِشَتْ، وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى ـ أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ ـ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَداً؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ، رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا، فَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَداً؟ فَلَمْ تَرَ أَحَداً، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ

فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ حضرت اسمٰعیل کی والدہ اور ان کے بیٹے اسمٰعیل کو' جب کہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں' لائے حتیٰ کہ انہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصے میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرا دیا' اس زمانے میں مکے میں کوئی انسان آباد نہیں تھا' نہ وہاں پانی ہی تھا۔ پس ان ماں بیٹے کو وہاں رکھا اور ان کے پاس ایک تھیلی رکھ دی جس میں کچھ کھجوریں تھیں اور پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ پھر ابراہیم پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو حضرت اسمٰعیل کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا' اے ابراہیم' ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر' جہاں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ ضرورت کی کوئی چیز' کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے یہ بات ان سے متعدد مرتبہ کہی' لیکن حضرت ابراہیم ان کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے۔ بالآخر حضرت ہاجرہ نے کہا' کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا' ہاں۔ تو انہوں نے کہا۔ تب' وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا' پھر وہ واپس چلی گئیں۔ پس حضرت ابراہیم اپنی راہ پر چلے' یہاں تک کہ جب ثنیہ مقام پر پہنچے' جہاں سے ان کے اہل و عیال انہیں نہیں دیکھ رہے تھے' اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا' پھر ان کلمات کے ساتھ دعائیں کیں' پس اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ "اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں آباد کیا ہے ..... تاکہ وہ شکر کریں۔" تک قرآنی دعاء کی۔

(ادھر) اسمٰعیل کی والدہ' اسمٰعیل کو دودھ پلاتی اور اس مشکیزے کے پانی سے پانی پیتی رہیں' یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو خود پیاسی رہنے لگیں اور بیٹا بھی پیاس سے بلبلانے لگا اور وہ اسے زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھنے لگیں۔ یہ منظر ان کے لئے سخت

مَرَّاتٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا» فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتاً، فَقَالَتْ: صَهْ - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضاً فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ - أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَاءَ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ، وَفِي رِوَايَةٍ بِقَدَرِ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ، لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْناً مَعِيناً» قَالَ: فَشَرِبَتْ، وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَيْتاً لِلّٰهِ يَبْنِيهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعاً مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءَ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِراً عَائِفاً فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ. فَرَجَعُوا، فَأَخْبَرُوهُمْ، فَأَقْبَلُوا وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ

ناپسندیدہ تھا' پس وہ پانی کی تلاش میں چلیں تو صفا پہاڑ کو انہوں نے اپنے قریب زمین میں سب سے قریب پایا' پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا' پس صفا پہاڑ سے نیچے اتریں' یہاں تک کہ جب وادی (میدان) میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اوپر اٹھایا' پھر اس طرح دوڑیں جیسے کوئی تکلیف زدہ انسان دوڑتا ہے' حتیٰ کہ ساری وادی پار کر گئیں۔ پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں اور نظر دوڑائی کہ کیا کوئی انسان دکھائی دیتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ پس اسی وجہ سے (حضرت ہاجرہ کی متابعت میں) لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پس جب (آخر میں) مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا' خاموش رہ۔ (کیونکہ آواز ان کے لئے ناقابل یقین چیز تھی) پھر کان لگائے تو پھر آواز سنی' تو حضرت ہاجرہ نے کہا' تیری آواز پہنچ گئی ہے' اگر تیرے پاس کچھ مدد کا سامان ہے تو فوراً مدد کے لئے پہنچ۔ پس ناگہاں دیکھا کہ زمزم کی جگہ کے پاس فرشتہ ہے' اس نے اپنی ایڑھی' یا فرمایا' اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدا یہاں تک کہ پانی نکل آیا' پس حضرت ہاجرہ اس کے لئے حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے باڑھ بناتی تھیں اور چلو سے پانی لے کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں' وہ جتنا پانی چلو میں لیتیں' وہ پانی اتنا ہی ابلتا اور ایک روایت میں ہے کہ چلو کی مقدار کے برابر پانی ابلتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے۔ اگر وہ زمزم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا' چلو سے پانی اکٹھا نہ کرتیں تو زمزم روئے زمین کو سیراب کرنے والا بڑا چشمہ ہوتا۔ راوی نے بیان کیا' پس

النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَلفَى ذلكَ أُمَّ إِسمَاعِيلَ، وَهِيَ تُحِبُّ الأُنسَ، فَنزَلُوا، فَأَرسَلوا إِلى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُم، حَتَّى إِذا كَانُوا بِهَا أَهْلَ أَبيَاتٍ، وَشَبَّ الغُلامُ وَتَعَلَّمَ العَرَبيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنفَسَهُم وَأَعجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدرَكَ، زَوَّجُوهُ امرَأَةً منهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجاءَ إِبراهِيمُ بَعْدَ ما تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ـ وفي رِوَايَةٍ: يَصِيدُ لَنَا ـ ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ في ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذا جَاءَ زَوْجُكِ، اقْرَئي عَلَيْهِ السَّلامَ، وَقُولي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئاً فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَني كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا في جَهْدٍ وَشِدَّةٍ. قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمَرَني أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلامَ وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ. قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَني أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ. فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ ما شاءَ اللهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ. قَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا. قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِم فَقالَت: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلى اللهِ تَعَالى، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَت: اللَّحْمُ. قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: المَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ في اللَّحْمِ وَالمَاءِ، قَالَ النَّبيُّ ﷺ: «وَلَمْ

حضرت ہاجرہ نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچے کو بھی پلایا۔ پس فرشتے نے حضرت ہاجرہ سے کہا' تم اپنی جان کا خوف مت کرو! (کہ وہ ضائع ہو جائے گی) اس لئے کہ اس مقام پر اللہ کا گھر ہے' جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس گھر کی دیکھ بھال کرنے والوں کو برباد نہیں کرتا اور (اس وقت) بیت اللہ (کی جگہ) ٹیلے کی طرح زمین سے بلند تھی' وہاں سیلاب آتے تو اس کے دائیں اور بائیں سے گزر جاتے۔ پس ایک عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ یہاں تک کہ جرہم کا قافلہ یا جرہم قبیلے کا کوئی گھرانہ' کداء کے راستے سے آتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا' انہوں نے مکے کے زیریں حصے میں پڑاؤ کیا تو انہوں نے ایک منڈلاتا ہوا پرندہ دیکھا' تو کہنے لگے کہ یہ پرندہ یقیناً پانی پر گھوم رہا ہے۔ ہمیں تو اس وادی سے آتے جاتے ایک زمانہ ہو گیا ہے' اس میں تو پانی نہیں ہے۔ چنانچہ (معلومات کے لئے) انہوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے' تو انہوں نے وہاں پانی پایا۔ انہوں نے آکر ان کو خبر دی' تو وہ لوگ وہاں گئے اور حضرت اسمٰعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں' انہوں نے کہا۔ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس آکر پڑاؤ ڈال لیں۔ انہوں نے کہا۔ ٹھیک ہے' لیکن پانی کی ملکیت میں تمہارا حق نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا' ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ یہ بات حضرت اسمٰعیل کی والدہ کی خواہش کے مطابق ہوئی' وہ بھی انس و محبت کو پسند کرتی تھیں۔ پس انہوں نے وہاں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے گھر والوں کو پیغام بھیجا' پس وہ بھی وہاں آکر مقیم ہو گئے' یہاں تک کہ وہاں رہنے والے کئی گھر ہو گئے اور اسمٰعیل بھی جوان ہو گئے اور ان لوگوں سے انہوں نے عربی زبان بھی سیکھ لی اور جب وہ بڑے ہو گئے تو وہ ان میں سب

يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ» قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوافِقَاهُ. وفي رواية فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ، فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ؟ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ، وَشَرَابُنَا الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ - قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «بَرَكَةُ دَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ ﷺ» قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ، فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثَبِّتْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ. قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَاكِ أَبِي، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيباً مِنْ زَمْزَمَ؛ فَلَمَّا رَآهُ، قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ، وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ. قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ بَيْتاً هٰهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا. فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ، وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ بِهٰذَا

سے زیادہ نفیس اور سب سے زیادہ دل پسند تھے۔ پس جب وہ بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی' حضرت اسمٰعیل کی والدہ فوت ہو گئیں' حضرت اسمٰعیل کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم آئے تا کہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں (بیوی بچے) کو ملاحظہ کریں' پس انہوں نے اسمٰعیل کو نہیں پایا تو ان کی بابت ان کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے بتلایا' کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں اور ایک روایت میں ہے' ہمارے لئے شکار کرنے باہر گئے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کی بیوی سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا' تو اس نے کہا' ہم بہت برے حال میں ہیں' بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کی طرف شکایت کی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا' اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں۔ پس جب حضرت اسمٰعیل آئے' تو گویا انہوں نے کسی چیز کو محسوس کیا (یعنی کسی کی آمد کا احساس ہوا) اور پوچھا' کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا' ہاں۔ ایسے ایسے حلیے کے ایک بزرگ آئے تھے' انہوں نے آپ کی بابت پوچھا' تو میں نے ان کو بتلایا۔ پھر انہوں نے پوچھا' ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان کو بتلایا' ہم بڑی تکلیف اور سختی میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوچھا' کیا انہوں نے تجھے کسی بات کی تلقین کی تھی؟ اس نے کہا' ہاں' مجھے انہوں نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو ان کا سلام کہوں اور آپ کے لئے یہ پیغام دے گئے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز (چوکھٹ) بدل دیں۔ حضرت اسمٰعیل نے فرمایا۔ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے علیحدگی اختیار کر لوں' پس تو اپنے گھر چلی جا' پس حضرت اسمٰعیل نے اس کو طلاق دے دی اور اس قبیلے

الحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فقامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وإسْمَاعِيلُ يُناوِلُهُ الحِجارَةَ وَهُما يقُولانِ: رَبَّنَا تقَبَّلْ مِنَّا إنَّكَ أنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وفي روايةٍ: إنَّ إبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإسْمَاعِيلَ وأمِّ إسماعيلَ، مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلى صَبِيِّهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجعَ إبْرَاهِيمُ إلَى أهْلِه، فاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ، نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إبْرَاهِيمُ! إلى مَنْ تَتْرُكُنا؟ قَالَ: إلَى اللهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللهِ، فَرَجَعَتْ، وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الماءُ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أحَداً، قَالَ: فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أحَداً، فَلَمْ تُحِسَّ أحَداً، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِي، سَعَتْ، وَأتَتِ المَرْوَةَ، وَفَعَلَتْ ذلكَ أشْوَاطاً، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ ما فَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبَتْ وَنَظَرَتْ، فَإذا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأنَّهُ يَنْشَغُ لِلمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا. فَقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أحَداً، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ، فَلَمْ تُحِسَّ أحَداً حَتَّى أتَمَّتْ سَبْعاً، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: أغِثْ إنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإذَا جِبْرِيلُ ﷺ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هٰكَذَا، وَغَمَزَ بِعَقِبِهِ عَلَى الأرْضِ، فَانْبَثَقَ المَاءُ فَدَهِشَتْ أُمُّ إسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ - وذَكَرَ الحَدِيثَ بِطُولِهِ. رواه

کی کسی اور عورت سے شادی کر لی' پس حضرت ابراہیم' جب تک اللہ نے چاہا' کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر ان کے پاس تشریف لائے' تو پھر اسمٰعیل کو گھر میں موجود نہ پایا' پس ان کی بیوی کے پاس آئے اور ان سے ان کی بابت پوچھا' تو اس نے بتلایا کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا' تمہارا کیا حال ہے؟ اور اس سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو بیوی نے کہا' ہم خیریت سے ہیں اور فراخی میں ہیں اور اس نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا' تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا' گوشت۔ انہوں نے پوچھا' پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا' پانی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا' اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت ان کے لئے کوئی غلہ نہیں ہوتا تھا' اگر وہ ہوتا تو ابراہیم اس کی بابت بھی ان کے لئے (برکت کی) دعاء فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ مکے کے سوا کسی اور جگہ' کوئی شخص صرف ان دو چیزوں (گوشت اور پانی) پر گزارہ کرے تو اسے موافق نہیں آئیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم (دوسری مرتبہ) آئے' تو پوچھا' اسمٰعیل کہاں ہیں؟ تو ان کی بیوی نے کہا' شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر ان کی بیوی نے کہا۔ آپ تشریف کیوں نہیں رکھتے؟ کھائیں پئیں؟ انہوں نے پوچھا' تمہارا کھانا پینا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا' ہمیں کھانے کو گوشت اور پینے کو پانی میسر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔ راوی حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا کہ (مکے میں ان چیزوں کی فراوانی) حضرت ابراہیم کی دعاء (کا نتیجہ) ہے۔ حضرت

البخاري بهذهِ الرواياتِ كلها. «الدَّوْحَةُ»: الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ، قوله: «قفَّى» أي: وَلَّى وَ«الجَرِيُّ»: الرسول. وَ«أَلفى» معناه: وَجَدَ. قَوْلُهُ: «يَنْشغُ» أَيْ: يَشْهقُ.

ابراہیم نے فرمایا' جب تمہارا خاوند آئے' تو انہیں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ پس جب حضرت اسمٰعیل آئے تو پوچھا' کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا' ہاں۔ ایک خوب شکل بزرگ آئے تھے' بیوی نے حضرت ابراہیم کی تعریف کی' انہوں نے مجھ سے آپ کی بابت پوچھا تو میں نے انہیں بتلایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا' ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے بتلایا' ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوچھا' انہوں نے کسی بات کی تلقین بھی کی؟ بیوی نے کہا۔ ہاں' وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو حکم دیتے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ حضرت اسمٰعیل نے فرمایا' وہ میرے والد تھے اور دہلیز سے مراد تو ہے' انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اپنے پاس ہی رکھوں۔ (اپنے سے علیحدہ نہ کروں) پھر جب تک اللہ نے چاہا' حضرت ابراہیم کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر تشریف لائے اور اسمٰعیل زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ پس جب اسمٰعیل نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو کر ان کی طرف بڑھے' پھر وہی احترام و محبت کا معاملہ کیا جس طرح باپ اولاد کے ساتھ اور اولاد باپ کے ساتھ کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اے اسمٰعیل! اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے' اسمٰعیل نے کہا' آپ کے رب نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے' وہ کریں۔ انہوں نے پوچھا' تو میری مدد کرے گا؟ انہوں نے کہا' میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر تعمیر کروں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو اردگرد کے حصوں سے بلند تھا۔ پس اسی وقت اس خاص گھر کی دیواریں اٹھائیں' اسمٰعیل پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور

ابراہیم اس سے تعمیر کرتے یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں' تو (مقام ابراہیم والا) پتھر لائے اور وہاں رکھا' پس ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے اور اسمٰعیل ان کو پتھر پکڑاتے جاتے۔ اور دونوں کی زبانوں پر یہ دعاء تھی "اے ہمارے رب' ہمارا یہ عمل قبول فرما' یقیناً تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

ایک اور روایت میں (واقعے کا ابتدائی حصہ اس طرح) ہے' کہ حضرت ابراہیم اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے' ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا' جس میں پانی تھا' پس اسمٰعیل کی والدہ مشکیزے سے پانی پیتیں تو بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ خوب اترتا' یہاں تک کہ وہ مکہ آگئے۔ یہاں حضرت ابراہیم نے ان کو ایک بڑے درخت کے نیچے بٹھایا' پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ گئے' تو اسمٰعیل کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلتی رہیں' یہاں تک کہ جب وہ کداء جگہ پر پہنچے تو حضرت ہاجرہ نے ان کو پیچھے سے آواز دی' اے ابراہیم! ہمیں کس کے سپرد کر کے چھوڑ چلے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کے' والدۂ اسمٰعیل نے کہا' میں اللہ کے سپرد کئے جانے پر راضی ہوں اور واپس چلی گئیں اور مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا' تو (دل میں) کہا' میں (ادھر ادھر) جاؤں اور دیکھوں تو شاید کوئی آدمی نظر آجائے۔ راوی نے بیان کیا' پس وہ گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب نظر دوڑائی کہ کیا کوئی نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا' (پھر نیچے اتریں) پس جب اتر گئیں تو دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اس طرح کئی چکر لگائے' (یعنی دونوں پہاڑوں کے درمیان) پھر (دل میں) کہا' میں جا کر بچے کو تو دیکھوں' اس نے کیا کیا؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟)

پس گئیں اور دیکھا تو وہ اسی حال میں تھا گویا کہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے' پس ان کے نفس نے قرار نہیں پکڑا (یعنی اور زیادہ بے چین ہو گیا) اور سوچا' کاش! میں (پھر) جاؤں اور دیکھوں' شاید کسی کو پا لوں۔ پس وہ پھر گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب دیکھا' لیکن کوئی نظر نہیں آیا' یہاں تک کہ سات چکر پورے کر لئے۔ پھر سوچا' کہ جاؤں اور بچے کو دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ وہاں آئیں تو اچانک ایک آواز کان میں پڑی۔ تو انہوں نے کہا' اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مدد کر' پس وہاں جبریل علیہ السلام موجود تھے' انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری' پس زمین سے پانی پھوٹ پڑا' جسے دیکھ کر حضرت اسمٰعیل کی والدہ حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنی ہتھیلیوں سے پانی سمیٹ کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں اور راوی نے حدیث پوری تفصیل سے بیان کی۔ یہ ساری روایات امام بخاری نے بیان کی ہیں۔

الدوحه۔ بڑا درخت۔ قفی' پیٹھ پھیر کر جانا۔ الجری' قاصد۔ الفی' پایا۔ ینشغ' سانس کا اوپر نیچے ہونا' جیسے زندگی کے آخری لمحات میں ہوتا ہے' (بعض نے اس کے معنی بے ہوشی بھی کئے ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب يزفون: النسلان في المشي.

فوائد: اس میں ایک تو صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے تاریخی پس منظر کی وضاحت ہے کہ حج و عمرہ کا یہ رکن حضرت ہاجرہ کے اس واقعے کی یادگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے' کیونکہ انہوں نے محض اللہ کی رضاء کے لئے اللہ کے حکم پر اپنے شیر خوار بچے سمیت ایسی بے آب و گیاہ سرزمین پر رہنا قبول کر لیا تھا' جہاں کسی انسان، کا نام و نشان تھا نہ کھانے پینے کا کوئی بندوبست۔ اللہ نے اس کا حسن صلہ یہ عطا فرمایا کہ ایک تو ان کے لئے زمزم کا چشمہ جاری فرما دیا' جو وقتی طور پر ان کے لئے چشمۂ آبِ حیات ثابت ہوا اور اس کا فیض عام اب تک جاری ہے۔ دوسرے' صفاء و مروہ کے درمیان ان کی بے تابانہ دوڑ کو حج اور عمرے کا رکن بنا دیا تا کہ ہر حاجی اور معتمر اس کو دہرائے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (۲) خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے ہاتھوں سے ہوئی۔ (۳) ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا پسندیدہ

اور اس کے برعکس طرز عمل ناپسندیدہ ہے۔ (۴) رضائے الٰہی سے بے اعتنائی پر اگر باپ اپنے بیٹے کو بیوی کی بابت کہے کہ اسے طلاق دے دے تو بیٹے کو باپ کی اطاعت کرتے ہوئے ناشکری بیوی کو اپنے سے جدا کر دینا چاہئے۔

١٨٧٠ ـ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ» متفقٌ عليه.

۱۸۷۰/ ۶۱۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھنبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب المن شفاء للعين - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضل الكمأة....

فوائد: من اور سلویٰ' یہ وہ کھانا ہے جو بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔ سلویٰ بٹیریا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ تھا جسے ذبح کر کے کھا لیتے تھے۔ من' بعض کے نزدیک ترنجبین ہے یا اوس جو درخت یا پتھر پر گرتی' شہد کی طرح میٹھی ہوتی اور خشک ہو کر گوند کی طرح ہو جاتی۔ بعض کے نزدیک شہد یا میٹھا پانی ہے (تفسیر احسن البیان) کھنبی من کی قسم سے ہے' کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو وہ کھانا بلا دقت بہم پہنچ جاتا تھا' اسی طرح کھنبی بغیر کسی کے بونے کے پیدا ہو جاتی ہے۔ (تفسیر احسن التفاسیر) کھنبی کا پانی آنکھ کی بعض بیماریوں کے لئے شفاء ہے' یہ طب نبوی ﷺ کا ایک نسخہ ہے اور یقیناً صحیح ہے۔



١٩ ـ كِتَابُ الإِسْتِغْفَارِ

٣٧١ ـ بَابُ الإِسْتِغْفَارِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ١٩]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ١٠٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر: ٣]. وقال تعالى: ﴿لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي﴾ إلى قوله عز وجل: ﴿وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾ [آل عمران: ١٥ـ١٧]. وقال تعالى: ﴿وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ١١٠]. وقال تعالى: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [الأنفال: ٣٣]. وقال تعالى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

٣٧١ـ بخشش طلب کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔

نیز فرمایا: اللہ سے بخشش مانگئے' بے شک اللہ تعالی بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔

اور فرمایا: پس اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ' اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش مانگیں' وہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اور فرمایا: پرہیز گار لوگوں کے لئے' ان کے رب کے پاس باغات ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) اور رات کے آخری پہر میں استغفار کرنے والے ہیں۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے' پھر اللہ سے بخشش طلب کرے' تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا' نہایت مہربان پائے گا۔

نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ آپ ؐ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگنے والے ہوں۔

﴿يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ١٣٥] والآيات في الباب كثيرة مَعْلُومة.

اور فرمایا: اور وہ لوگ جب کسی برائی کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں' تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں اور وہ اپنے کئے پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔

اور اس موضوع پر بکثرت آیات ہیں اور مشہور ہیں۔

١٨٧١ ـ وَعَنِ الأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلى قَلْبِي، وَإِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ» رَوَاهُ مُسْلِم.

۱ / ۱۸۷۱ ۔ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه.

فوائد: غین اور غیم' ہم معنی ہیں' بادل کا چھا جانا۔ مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے' لیکن کسی وقت کثرت ہجوم یا عوارض بشری کے تحت دل پر سہو و غفلت کا پردہ بھی پڑ جاتا' یہ کیفیت اگرچہ بالکل عارضی اور لمحہ گزراں کی طرح ہوتی' لیکن پھر بھی آپ جس مقام رفیع پر فائز تھے' اتنی سی غفلت بھی آپ کو بہت بڑی محسوس ہوتی اور اسے اپنی کوتاہی گردان کر اللہ سے استغفار کرتے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم کثرت ذنوب و معاصی کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے' جب کہ ہمارے پیغمبر مغفور ہونے کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے۔ ﷺ

١٨٧٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «واللهِ! إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً» رَوَاهُ البخاري.

۲ / ۱۸۷۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم والليلة.

١٨٧٣ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللهُ تَعَالى بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ» رواه مسلم.

۳ / ۱۸۷۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو' تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے' ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ سے استغفار کریں گے' پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة.

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کو گناہ کا ارتکاب کرنا پسند ہے' بلکہ اس انداز بیان سے اصل مقصد توبہ و استغفار کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ کیونکہ گناہ تو ہر انسان سے ہوتا ہے' کوئی انسان گناہوں سے پاک یا محفوظ نہیں۔ لیکن اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو گناہ کر کے اس پر اڑتے نہیں ہیں' بلکہ توبہ و استغفار کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں۔ توبہ و استغفار سے بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے' اس لئے یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔

١٨٧٤ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ في المَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث صحيح.

۴ / ۱۸۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے۔ اے اللہ مجھے بخش دے' مجھ پر رجوع فرما' بے شک تو بہت رجوع فرمانے والا' نہایت مہربان ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تِخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في ما يقول إذا رأى مبتلى.

فوائد: اس سے دعاء کا ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ دعاء کے مطابق اللہ کے صفاتی نام استعمال کئے جائیں' جیسے توبہ و استغفار میں اس کی صفت توابیت اور صفت غفوری و رحیمی کا اور دنیا کے معاملات میں اس کے جواد کریم اور معطی وغیرہ ہونے کا ذکر کیا جائے۔

١٨٧٥ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجاً، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجاً، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ» رَوَاهُ أبو داود.

۵ / ۱۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص استغفار کی پابندی کرے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا اور ہر غم سے اسے نجات عطا کرتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار.

فوائد: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ دیکھئے 'الاحادیث الضعیفہ' ج ۲ / ۱۴۲۔ رقم ۷۰۵

١٨٧٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ

۶ / ۱۸۷۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ کہے' میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ زندہ اور نگران ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مِنَ الزَّحْفِ» رواه أَبو داود والترمذي والحَاكِمُ، وَقَالَ: حَدِيثٌ صحيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔
(ابو داؤد' ترمذی' حاکم' امام حاکم نے کہا' یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار ـ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، والمستدرك ١/ ٥١١.

فوائد: بخاری و مسلم کی شرط پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راویوں سے ہو اور اس میں ان شرطوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہو جو امام بخاری و امام مسلم نے ملحوظ رکھی ہیں۔

١٨٧٧ ـ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي؛ فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِناً بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهو مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بها فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ» رواه البخاري.
«أَبُوءُ» بباءٍ مَضمومَةٍ ثُمَّ واوٍ وهمزةٍ ممدودةٍ، وَمَعْنَاهُ: أُقِرُّ وَأَعْتَرِفُ.

٧ / ١٨٧٧۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ اے اللہ' تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں' پس تو مجھے معاف کر دے' بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ جو شخص یہ کلمات استغفار دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے' تو وہ جنتی ہے اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے' تو وہ جنتی ہے۔ (بخاری)
ابـوء' باء پر پیش' پھر واؤ اور ہمزہ ممدودہ۔ اس کے معنی ہیں میں اقرار کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں۔

تخریج: صحیح بخاری' کتاب الحیض' باب ترک الحائض الصوم میں بھی یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے ردو بدل کے ساتھ ہے۔

فوائد: اس میں استغفار کے کچھ آداب بیان کئے گئے ہیں' مثلاً اللہ کی ذات و صفات پر کامل اعتماد و یقین۔ اللہ کی

نعمتوں کا اقرار و اعتراف اور اس کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کا اظہار وغیرہ۔ یہ دعاء ان تمام باتوں کو جامع ہے' اس لئے اسے استغفار کا سید (سردار) قرار دیا گیا۔

١٨٧٨ ـ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذا انْصَرَفَ مِنْ صَلاتِهِ، اسْتَغْفَرَ اللهَ ثَلاثاً وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ؛ تَبَارَكْتَ يا ذَا الجَلالِ والإِكْرَامِ» قِيلَ لِلأَوزاعِيِّ ـ وهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ ـ: كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ. رواه مسلم.

٨ / ١٨٧٨ ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (سلام پھیر کر) اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعاء پڑھتے' اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔ اے عزت و جلالت کے مالک' تو بڑی برکتوں والا ہے۔ امام اوزاعی۔ حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔ سے پوچھا گیا' آپؐ استغفار کیسے کرتے؟ انہوں نے کہا' آپ فرماتے تھے' استغفر اللہ' استغفر اللہ' میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.

فوائد: سلام پھیرنے کے فوراً بعد مذکورہ دعاء پڑھنا مسنون عمل ہے۔ اس مسنون دعاء کو چھوڑ کر لا الہ الا اللہ کا ورد یا صلاۃ و سلام وغیرہ پڑھنا اور وہ بھی بہ آواز بلند' سنت رسولؐ سے انحراف ہے' اسی کو بدعت کہا جاتا ہے' جس میں ثواب کی بجائے سخت گناہ ہے' کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٨٧٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» متفقٌ عليه.

٩ / ١٨٧٩ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات کثرت سے پڑھتے تھے' اے اللہ' میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں' تیری خوبیوں کے ساتھ' میں تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة: ﴿إذا جاء نصر الله...﴾ - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

فوائد: ویسے تو ہر وقت اور ہر دم ہی توبہ و استغفار کا اہتمام ضروری اور بہتر ہے لیکن زندگی کے آخری ایام میں تو بالخصوص اس کی بہت ضرورت ہے اور اس طرح نبی ﷺ کی سنت پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

١٨٨٠ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ

١٠ / ١٨٨٠ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا' تو تو جس حالت پر بھی

وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي، غَفَرْتُ لَكَ وَلا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيتَنِي لا تُشْرِكُ بِي شَيْئاً، لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً» رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. «عَنَانَ السَّمَاءِ» بِفَتْحِ العَيْنِ: قِيلَ: هُوَ السَّحَابُ، وَقِيلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، أَيْ: ظَهَرَ، وَ«قُرَابُ الأَرْضِ» بِضَمِّ القَافِ، وَرُوِيَ بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ أَشْهَرُ، وهُوَ مَا يُقَارِبُ مَلأَهَا.

ہو گا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں' پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے' تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا' اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے' پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تونے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو' تو میں بھی اتنی مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا جس سے زمین بھر جائے۔ (ترمذی' حسن)

عنان السماء' عین پر زبر۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی بادل کے ہیں اور بعض کے نزدیک' جو ظاہر ہو۔ (جیسے آسمان کی طرف دیکھنے سے آسمان ظاہر نظر آتا ہے)۔ قراب' قاف پر پیش ہے اور اس کے نیچے زیر بھی مروی ہے' تاہم پیش مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں' جو زمین کے بھرنے کے بقدر ہو۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب غفران الذنوب مهما عظمت.

فوائد: اس میں گناہ گاروں کے لئے خوش خبری ہے۔ لیکن کون سے گناہ گار؟ جو گناہوں پر اصرار نہیں کرتے اور سچے دل سے توبہ کر کے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ گناہ کتنے بھی زیادہ ہوں' اللہ کی مغفرت و رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ لیکن شرط وہی ہے جو قرآن نے بیان کی ہے' کہ وہ گناہ پر اصرار نہ کریں۔ کیونکہ اصرار کے ساتھ توبہ و استغفار ایک بے معنی عمل ہے۔ جب انسان نے گناہ چھوڑا ہی نہیں ہے' بلکہ وہ مسلسل اس کا ارتکاب کر رہا ہے تو اس کی بابت اللہ سے یہ کہنا کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے' ایک عجیب بات ہے' بلکہ اللہ سے مذاق ہے۔ اس لئے ان احادیث سے یہ سمجھ لینا کہ محض زبان سے استغفر اللہ پڑھ لینے سے ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جائے گا' نادانی ہے۔ کیونکہ استغفر اللہ پڑھنا' توبہ نہیں ہے' صرف ایک درخواست اور دعاء ہے' جسے اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق رد یا قبول فرماتا ہے۔ جب کہ توبہ یہ ہے کہ انسان' گناہ کے ارتکاب سے باز آجائے' پھر اس پر بارگاہ الٰہی میں ندامت کا اظہار کرے اور دل میں یہ عزم رکھے کہ آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا' اس قسم کی سچی توبہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے اور کوئی اور مانع نہ ہو تو اس کی مغفرت یقینی ہے۔ ہر کبیرہ گناہ کی معافی کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔ البتہ صغیرہ گناہ' توبہ کئے بغیر بھی' دوسری نیکیوں کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں' جیسے وضوء سے' نماز سے' صدقہ و خیرات سے اور دیگر اعمال خیر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

١٨٨١ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۸۸۱/ ۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الاسْتِغْفَارِ؛ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ» قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: مَا لَنَا أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ العَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنكُنَّ» قَالَتْ: مَا نُقْصَانُ العَقْلِ والدِّينِ؟ قَالَ: «شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمْكُثُ الأَيَّامَ لا تُصَلِّي» رواه مسلم.

ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے عورتوں کی جماعت' صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو' اس لئے کہ میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے' تو ان میں سے ایک عورت نے کہا' یا رسول اللہ! ہم عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا' ہمارے اندر عقل اور دین کی کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نقصان عقل تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے' (پس یہ عقل کی کمی کی دلیل ہے) اور (حیض و نفاس) کے دنوں میں وہ نماز نہیں پڑھتی (رمضان میں روزہ نہیں رکھتی یہ نقصان دین ہے)۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب نقصان الإيمان بنقص الطاعات.

فوائد: اس حدیث میں عورت کی ایک فطری کمی' نقصان عقل' بیان کی گئی ہے۔ یعنی مرد کے مقابلے میں اس کے اندر عقل کی کمی ہے' اسی کا لحاظ کرتے ہوئے شریعت نے عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کے مقابلے میں آدھا قرار دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے عورت مرد کے مقابلے میں جسمانی اعتبار سے کمزور اور نازک ہے اور اسی جسمانی نزاکت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے اسے کسب معاش کی ذمے داریوں سے فارغ رکھا ہے' کیونکہ اس کے لئے اسے گھر سے باہر نکل کر جدوجہد کرنی پڑتی' جو اس کی جسمانی نزاکت اور دیگر مقاصد شریعت کے خلاف بات تھی۔ آج کل کی جدید تعلیم یافتہ عورت' جو دین اسلام کی تعلیمات سے بالعموم بے بہرہ ہے' وہ ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حقیقتیں ایسی ہیں جن سے مجال انکار نہیں۔ مغرب میں' جو مساوات مرد و زن کا سب سے بڑا علم بردار ہے' سو سالہ جدوجہد کے بعد بھی عورت مرد کے مساوی درجے پر فائز نہیں ہو سکی۔ وہاں آج بھی تمام کلیدی عہدوں پر مردوں ہی کا قبضہ ہے' ان کی تمام اہم ملکی و بین الاقوامی پالیسیاں مرد ہی بناتے ہیں اور ان کے تمام ضروری معاملات میں مردوں ہی کا عمل دخل ہے۔ عورت کو انہوں نے صرف اپنے ذوق بوالہوسی کی تسکین کے لئے سیکرٹری شپ اور سٹینو گرافی اور مزدوروں کی سطح تک ہی محدود رکھا ہوا ہے۔ صد سالہ جدوجہد کے بعد بھی مغرب میں عورت کی یہ حالت زار اس بات کی دلیل ہے کہ عورت چاہے تسلیم نہ کرے' وہ فطری طور پر عقلی اور جسمانی اعتبار سے مرد سے کم تر ہے۔ اس لئے اس کی

عزت اسی میں ہے کہ اسلام نے اس کی فطری کمزوری کے پیش نظر اس کا جو دائرہ عمل' گھر کی چار دیواری' تجویز کیا ہے' وہ اسے قبول کرے اور اپنی سرگرمیوں کا دائرہ اسی فطری حد کے اندر محدود رکھے۔ اس سے تجاوز کر کے وہ اپنی نسوانی عظمت و وقار سے بھی محروم ہو جائے گی' جیسا کہ آج مغرب کی عورت محروم ہو چکی ہے اور وہاں اس کا وجود ع

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

کا آئینہ دار ہے۔ (۲) عورتوں کو کثرت سے استغفار اور صدقہ کرنے کے علاوہ' خاوندوں کی ناشکری اور غیبت و بدگوئی اور لعن طعن سے بھی اجتناب کرنا چاہیے' تاکہ وہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

٣٧٢ ـ بَابُ مَا أَعَدَّ اللهُ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

۳۷۲۔ ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے مومنوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ [الحجر: ٤٥ ـ ٤٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک پرہیز گار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) ان میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ (ایک دوسرے کے بارے میں) ان کے سینوں میں ہو گا' وہ ہم نکال دیں گے' وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہو گی' نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَٰكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ [الزخرف: ٦٨ ـ ٧٣].

نیز فرمایا: اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف ہو گا' نہ تم غمگین ہو گے' وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہارے لئے سامان مسرت بہم پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہو گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت و مسرت محسوس کریں گے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے عملوں کے بدلے میں وارث بنایا گیا ہے' تمہارے لئے اس میں میووں کی فراوانی ہو گی جن میں سے تم کھاؤ گے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ

اور فرمایا: بے شک پرہیزگار لوگ امن کی جگہ' باغات

أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَٰكِهَةٍ ءَامِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلْمَوْتَ إِلَّا ٱلْمَوْتَةَ ٱلْأُولَىٰ وَوَقَىٰهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [الدخان: ٥١-٥٧].

اور چشموں میں ہوں گے' اس میں وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے' آمنے سامنے بیٹھیں ہوں گے اور اسی طرح رہیں گے' ہم ان کی شادی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے' اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن و اطمینان سے منگوائیں گے' وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے' سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے' اللہ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچالیا' تیرے رب کے فضل سے' یہی ہے کامیابی بڑی۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ ٱلنَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَٰمُهُۥ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ ٱلْمُتَنَٰفِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا ٱلْمُقَرَّبُونَ﴾ [المطففين: ٢٢-٢٨]. والآياتُ فِي البَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے' تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے' تو ان کے چہروں پر آرام و راحت کی ترو تازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا' ان کو سربمہر (خالص) شراب پلائی جائے گی' جس پر مشک کی مہر ہو گی (یا اس کے آخر میں تلچھٹ کی بجائے کستوری ہو گی) اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہئے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہو گی' یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پئیں گے۔

١٨٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْكُلُ أَهْلُ الجَنَّةِ فِيهَا، وَيَشْرَبُونَ، وَلا يَتَغَوَّطُونَ، وَلا يَمْتَخِطُونَ، وَلا يَبُولُونَ؛ وَلكِنْ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ المِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّكْبِيرَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ». رواه مسلم.

١٨٨٢/١ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنتی' جنت میں کھائیں گے' پئیں گے' لیکن ان کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو گی' نہ ناک سے ریزش نکلے گی' نہ وہ پیشاب کریں گے پس ان کا یہ کھانا ایک ڈکار ہو گا (یعنی ڈکار سے ہضم ہو جائے گا) مشک کے پسینے کی مانند (یعنی ڈکار بھی خوش گوار ہو گی۔ یا پسینہ مشک کی طرح ہو گا) ان کے اندر تسبیح و تکبیر (کا ورد) اس طرح ڈال دیا جائے گا جیسے سانس ان کے اندر ڈالا جائے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب في صفات الجنة وأهلها.

فوائد: کستوری کے پسینے کی مانند ڈکار کا مطلب یہ ہے' کہ کھانے کے بعد' دنیا کی طرح' طبیعت بوجھل نہیں ہو

گی' جس سے کھٹی ڈکاریں آتی ہیں' بلکہ ایسی ڈکار آئے گی جس میں خوشبو ہو گی اور ڈکار کے ساتھ ہی کھایا پیا ہضم ہو جائے گا اور بول و براز کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی اور اللہ کی تسبیح و تکبیر کا ورد ان کی زبانوں پر' ادنیٰ سی مشقت اور تکلیف کے بغیر' اس طرح جاری ہو گا' جیسے سانس کی آمد و رفت میں انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے نہ اس کے لئے کسی اہتمام کی ضرورت ہی پڑتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جنتیوں کا کھانا نہایت ہی لطیف قسم کا ہو گا' جس سے ایسا فضلہ بھی نہیں بنے گا جس سے کراہت آتی ہے' بلکہ مشک کی طرح اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو پیدا ہو گی۔

(۲) اہل جنت اللہ کے ذکر سے لذت یاب ہوں گے اور ذکر الٰہی ان کی زبانوں پر ایسے جاری ہو گا جیسے انسان کے بدن میں سانس ہوتا ہے۔

١٨٨٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِىَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ١٧]» متفقٌ عَلَيْهِ.

۲ / ۱۸۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے اور (اس کی تصدیق کے لئے) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ "کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عملوں کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے؟"۔ (الم السجدہ' ۱۷۔) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسير، تفسير سورة السجدة ـ وصحيح مسلم، أوائل كتاب الجنة.

فوائد: جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث قدسی بیان کی گئی ہے جس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت مذکور سے بھی ہوتی ہے۔

١٨٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً: لَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ ـ عُودُ الطِّيبِ ـ أَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ،

۳ / ۱۸۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا' ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے' پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے' آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے' وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ' وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے' ان کی کنگھیاں سونے کی' ان کا پسینہ' کستوری (کی طرح

عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعاً فِي السَّمَاءِ» متفقٌ عليه. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: «آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِما مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبُ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا». قَوْلُهُ: «عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ» رواهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الخَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ، وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِما، وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

خوشبودار) ہو گا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبو دار لکڑی ہو گی' ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی' سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت پر ہوں گے' بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ ان کے برتن اس میں سونے کے ہوں گے' ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہو گا' ان میں سے ہر ایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی (وہ اتنی حسین ہوں گی کہ) حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا' ان کے درمیان کوئی اختلاف ہو گا نہ باہم بغض و عناد' ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے ایک آدمی کا دل ہے' وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

علی خلق رجل واحد (ایک ہی آدمی کی ساخت (پیدائش) پر) خاء پر زبر اور لام ساکن اور بعض نے خلق (خاء اور لام دونوں پر پیش کے ساتھ) بھی پڑھا ہے' یعنی سب کا اخلاق ایک آدمی کی طرح ہو گا اور یہ دونوں صحیح ہیں (یعنی مفہوم کے اعتبار سے)۔

تخریج: بخاری، بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ مسلم، فی صفات الجنة، باب ۷، ۸.

فوائد: یعنی اہل جنت شکل و صورت اور قد کاٹھ میں ایک جیسے ہی ہوں گے' ایسا نہیں ہو گا کہ کوئی دراز قد ہو تو کوئی کوتاہ قد۔ کوئی خوب صورت ہو تو کوئی بدصورت' کوئی کالا ہو تو کوئی گورا۔ یا بعض کے نزدیک خلق کے مفہوم کے اعتبار سے' سب ایک ہی اخلاق و کردار کے حامل ہوں گے اور وہ اخلاق و کردار کا اعلیٰ ترین نمونہ ہو گا' ان میں کوئی بھی بدخلق اور بدکردار نہیں ہو گا۔ (۲) ہر جنتی کو دو بیویاں جو ملیں گی' تو یہ حورعین میں سے ہوں گی یا ان کے علاوہ دنیا کی عام عورتوں میں سے؟ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حورعین سمیت ہر جنتی کو شہید کے سوا' صرف دو بیویاں ملیں گی۔ کیونکہ ہر جنتی کو ۷۲ حوریں ملنے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ ترمذی کی ایک روایت میں' جسے صحیح کہا گیا ہے' شہید کے لئے ۷۲ حوروں کا ذکر ہے۔ (ترمذی' ابواب فضائل الجہاد' باب ماجاء ای الناس افضل) تاہم وفیہ ما تشتھیہ الانفس کے تحت عام جنتیوں کے لئے بھی دو سے زیادہ بیویاں ممکن ہیں۔ (۳) حور' حوراء کی جمع ہے' سرخ و سفید' حوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن و

جمال دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گی۔ عین' عیناء کی جمع ہے موٹی آنکھوں والی' جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ان کے حسن جمال کی بابت ایک اور روایت میں ہے اگر ان میں سے ایک عورت اہل زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان و زمین کے درمیان کا سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہو گا کہ وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الجهاد' باب الحور العین)

١٨٨٥ ـ وَعَنِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَأَلَ مُوسَى ﷺ رَبَّهُ: مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ، وَأَخَذُوا أَخَذاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَيَقُولُ فِي الخامسة: رضيتُ ربِّ فَيَقُولُ: هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ. فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ؛ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي، وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ» رواهُ مُسْلم.

۴ / ۱۸۸۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حضرت موسیٰ ﷺ نے اپنے رب سے پوچھا۔ جنتیوں میں سے سب سے کم تر درجے کا آدمی کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ یہ وہ آدمی ہو گا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا' تو اس کو کہا جائے گا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا' اے میرے رب میں کیسے داخل ہوں جب کہ لوگ اپنے درجات میں رہائش پذیر اور اپنے حصوں پر قابض ہو چکے ہیں؟ تو اس کو کہا جائے گا' کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ کی مثل بادشاہی دے دی جائے؟ وہ کہے گا' اے میرے رب! میں اس پر راضی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تیرے لئے وہ بادشاہی ہے اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور۔ پس پانچویں مرتبہ میں وہ کہے گا' اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ تیرے لئے ہے اور اس کی مثل دس گنا اور۔ اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے وہ بھی جس کو تیرا نفس چاہے اور جس کو دیکھ کر تجھے لذت حاصل ہو۔ پس وہ کہے گا' اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا' جنتیوں میں سب سے اعلیٰ درجے والا کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مراد ہیں' میں نے ان کی عزت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس پر مہر لگا دی (تاکہ اسے ان کے علاوہ کوئی اور نہ دیکھ سکے) پس اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا' کسی

کان نے نہیں سنا' اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال نہیں گزرا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها.

فوائد: اس میں ادنیٰ ترین جنتی پر جو اللہ کا فضل و کرم اور اس کا انعام ہو گا' اس کی تفصیل ہے اور اعلیٰ ترین درجے پر فائز جنتی کے لئے جو عزت و توقیر اور انعام و اکرام کی فراوانی ہو گی' اسے اللہ نے یہ فرما کر کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا...... اس کی بے پناہی کی طرف اشارہ فرما دیا۔

١٨٨٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجاً مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولاً الْجَنَّةَ، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْواً؛ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى، فَيَرْجِعُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُها ملأى، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى، فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلأَى، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا، أَوْ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي، أَوْ تَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُولُ: «ذٰلِكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵ / ١٨٨٦ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً میں اس شخص کو جانتا ہوں جو جہنمیوں میں سے سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور جنتیوں میں سے سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا۔ یہ شخص چوتڑوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' پس وہ جنت میں آئے گا تو اس کے دل میں یہ بات آئے گی کہ وہ تو بھری ہوئی ہے' پس وہ لوٹ کر آئے گا اور کہے گا' اے میرے رب' میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' پس وہ (پھر) جنت میں آئے گا' تو اس کے دل میں یہ بات آئے گی کہ وہ تو بھری ہوئی ہے' پس پھر لوٹ کر جائے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' تیرے لئے دنیا کے برابر اور اس سے مزید دس گنا جنت کا حصہ ہے یا (فرمائے گا) تیرے لئے دنیا کی دس مثل حصہ ہے۔ پس وہ کہے گا' کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ یا میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو تو بادشاہ ہے (ہنسی مذاق تیرے شایان شان ہی نہیں) راوی نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے' یہ سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب آخر أهل النار خروجا.

فوائد: نبی ﷺ کی عام عادت صرف مسکرانا تھا' لیکن ادنیٰ ترین جنتی پر اللہ کے فضل و کرم کی بے پایانی پر آپ کو اس طرح بے اختیار ہنسی آئی کہ آپ کی داڑھیں یا آخری دانت تک نظر آنے لگے۔ اس ادنیٰ ترین جنتی کو بھی جنت کی نعمتیں اور دیگر چیزیں اتنی تعداد میں ملیں گی کہ وہ دنیا کی دس مثل ہوں گی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جنت کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے والوں پر اللہ کا انعام و اکرام کتنا ہو گا؟ اور ان کو کتنا کچھ حاصل ہو گا؟ جعلنا الله منهم

١٨٨٧ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلاً. لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضاً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

«المِيلُ»: سِتَّةُ آلافِ ذِرَاعٍ.

٦/ ١٨٨٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا خیمہ ہو گا' جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہو گی' اس میں مومن کے کئی گھر والے ہوں گے' مومن ان پر گھومے گا تو ان کا بعض دوسرے بعض کو نہیں دیکھ سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

المیل۔ چھ ہزار ہاتھ کا ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة.

فوائد: جوف دار کا مطلب' درمیان سے وہ خالی ہو گا۔ یہ خیمہ' عالی شان محلات کے علاوہ ہو گا۔ ممکن ہے باہر سیر و تفریح کے مقامات پر یہ طویل و عریض خیمے اہل جنت کو ملیں۔ اس سے بھی جنت کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

١٨٨٨ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

وَرَوَيَاهُ فِي «الصَّحِيحَيْنِ» أَيْضاً مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا».

٧/ ١٨٨٨۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تضمیر شدہ' تیز رفتار گھوڑے کا سوار بھی اس پر سو سال چلے' تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس میں آپؐ نے فرمایا کہ ایک گھڑ سوار اس کے سائے میں سو سال بھی چلے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہو گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

فوائد: تضمیر شدہ' گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے پہلے خوراک دے کر فربہ کیا جاتا ہے' پھر بتدریج اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے وزن کو کم کیا جاتا ہے' ایسا گھوڑا' دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔ درخت کے سائے سے مراد اس کی شاخیں ہیں کیونکہ جنت میں سورج اور گرمی نہیں ہو گی۔ اس میں جنت کے درختوں کے طول و عرض اور ان کی وسعت کا بیان ہے۔ اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے۔

١٨٨٩ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: «بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨ / ١٨٨٩۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنتی' اپنے سے بلند تر درجے والے بالا نشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ فرق ان کے درمیان باہم فضیلت کی وجہ سے ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ' یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام ہی کو حاصل ہوں گے' دوسرے لوگ تو ان تک نہیں پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' (یہ بلند درجات ان لوگوں کو بھی حاصل ہوں گے جو) اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبر کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

فوائد: جنت میں اہل ایمان اپنے ایمان و تقویٰ میں تفاوت کے اعتبار سے درجات میں بھی کم و بیش ہوں گے۔ حتیٰ کہ بہت سے اہل ایمان انبیاء علیہم السلام کے سے مراتب پر بھی فائز ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم

١٨٩٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٩ / ١٨٩٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک کمان کی مقدار کے برابر جگہ' اس تمام جہان سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا یا ڈوبتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسير، تفسير سورة الواقعة. یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: اس میں جنت کی فضیلت کا بیان ہے کہ جنت میں چند انچ جگہ دنیا بھر کی جگہ سے بہتر ہے' کیونکہ دنیا تو فنا ہو جانے والی ہے جب کہ جنت کو فنا و زوال نہیں۔

١٨٩١ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

١٠ / ١٨٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقاً يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ. فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْناً وَجَمَالاً، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَقَدِ ازْدَادُوا حُسْناً وَجَمَالاً، فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللهِ! لَقَدِ ازْدَدتُمْ حُسْناً وَجَمَالاً فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللهِ! لَقَدِ ازْدَدتُمْ بَعْدَنَا حُسْناً وَجَمَالاً» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہو گا جس میں لوگ ہر جمعے کو آیا کریں گے' پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی' جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا' پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے' جب کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہو گا تو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے' اللہ کی قسم' تم تو پہلے سے زیادہ حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو' تو وہ کہیں گے اور تم بھی اللہ کی قسم' ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب في سوق الجنة.

فوائد: بازار سے مراد اجتماع گاہ ہے' جہاں بازار کی طرح ہر چیز میسر ہو گی اور بلا قیمت ہو گی۔ اسی طرح جمعے سے مراد یعنی جمعے کی بقدر ہر ہفتے کے بعد لوگ جمع ہوا کریں گے' کیونکہ وہاں سورج ہو گا نہ رات دن کا یہ سلسلہ۔ یہ بھی جنت کی ایک امتیازی نعمت ہو گی کہ مردوں اور ان کی بیویوں کا حسن و جمال بڑھتا ہی رہے گا جس سے ان کے مابین محبت و تعلق خاطر میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ دنیا کی طرح نہیں ہو گا کہ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال ماند پڑتا جاتا ہے' حتیٰ کہ بڑھاپے میں دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے جنسی کشش کھو بیٹھتے ہیں۔

١٨٩٢ ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۱/ ۱۸۹۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنتی جنت میں بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستارے کو دیکھتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب ترائي أهل الجنة . . .

فوائد: اس سے قبل رقم ۱۸۸۹ میں حدیث گزری ہے' اس میں بالا خانوں میں مقیم جنتیوں کے دیکھنے کا ذکر ہے' اس میں بجائے خود بالا خانوں کے دیکھنے کا ذکر ہے' لیکن یہ ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اس لئے اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ بالا خانوں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

١٨٩٣ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِساً وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهَى، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ:

۱۲/ ۱۸۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی ایک ایسی مجلس میں حاضر تھا۔ جس میں آپ نے جنت کا تذکرہ فرمایا' یہاں تک کہ آپ فارغ ہو

«فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ» ثُمَّ قَرَأَ ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾. رواه البخاري.

گئے۔ پھر آپ نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا' اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا گزر ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان کے پہلو' بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اللہ کے اس قول تک۔ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (بخاری)

تخريج: جامع الأصول.

جامع الاصول کے حاشیے میں ہے کہ یہ روایت حضرت سھل بن سعد کی حدیث سے ہمیں بخاری میں نہیں ملی۔ شیخ عبدالغنی نابلسی نے اسے "ذخائر المواریث" میں ذکر کیا ہے اور صرف مسلم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ چنانچہ مسلم میں "كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها" کے شروع میں روایت موجود ہے۔

فوائد: جنت کی ایسی نعمتوں کی طرف' جس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا' قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں بھی اشارہ ہے' اسی لئے کہتے ہیں کہ حدیث قرآن کی شرح ہے اور ایسی شرح ہے کہ اس کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

١٨٩٤ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا، فَلَا تَمُوتُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا، فَلَا تَسْقَمُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا، فَلَا تَبْأَسُوا أَبَداً» رواهُ مُسْلِم.

۱۴ / ۱۸۹۴۔ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ تمہارے لئے اب زندگی ہی زندگی ہے' تم کبھی موت سے ہمکنار نہیں ہو گے اور یہ بھی کہ تم صحت مند رہو گے' کبھی بیمار نہیں ہو گے اور یہ کہ تم جوان رہو گے' کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور یہ کہ تمہارے لئے راحت ہی راحت ہے' تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب دوام نعيم أهل الجنة.

فوائد: دنیا میں انسان' جب تک اس کی زندگی ہے' زندہ تو رہتا ہے۔ لیکن یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ زندگی کب ختم ہو جائے گی؟ صحت مند سے صحت مند انسان بھی اس خطرے کی زد میں رہتا ہے کہ پتہ نہیں کب کوئی بیماری اس پر حملہ کر دے۔ اسی طرح جوانی کو قرار نہیں' وہ بڑھاپے میں تبدیل ہو جاتی ہے' راحت و آرام کا بھروسہ نہیں کہ انسان کب اس سے محروم ہو جائے اور کلفتوں اور تکلیفوں میں گھر جائے۔ غرض دنیا کی کسی چیز کو ثبات و دوام نہیں۔ جب کہ جنت میں ہر چیز زوال و فنا سے محفوظ ہو گی۔ زندگی ہو گی' موت نہیں۔ صحت ہو گی' بیماری

نہیں، جوانی ہو گی، بڑھاپا نہیں، راحت و آسائش ہو گی، دکھ اور تکلیف نہیں۔

١٨٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴/ ۱۸۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے ادنیٰ جنتی کا یہ مرتبہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، آرزو کر، پس وہ آرزو کرے گا، پھر آرزو کرے گا (کہ میرے لئے فلاں چیز ہو، فلاں چیز ہو، وغیرہ) اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ تو نے اپنی ساری آرزوؤں کا اظہار کر دیا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں۔ پس اللہ اس سے کہے گا، تیرے لئے جو کچھ تو نے آرزو کی ہے، وہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور بھی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة طریق الرؤیة.

١٨٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّنَا! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ! فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَداً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵/ ۱۸۹۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا، اے جنتیو! وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، تمام خیر و سعادت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ پس اللہ کہے گا، تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم بھلا راضی کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز نہ دوں؟ تو وہ کہیں گے، اس سے افضل کون سی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کرتا ہوں، اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب إحلال الرضوان علی أهل الجنة.

فوائد: اللہ کی طرف سے رضا مندی کا اعلان گویا جنت کی تمام نعمتوں سے افضل ہو گا۔

١٨٩٧ ـ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ: «إِنَّكُمْ

۱۶/ ۱۸۹۷۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا

سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَاناً كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور فرمایا۔ تم یقیناً (جنت میں) اپنے رب کو واضح طور پر ایسے ہی دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی (جیسے بھیڑ میں ہوتی ہے)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، وباب فضل صلاة الفجر - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر.

فوائد: یعنی جس طرح چاند کے دیکھنے میں کوئی ازدحام نہیں ہوتا' کوئی کشمکش نہیں ہوتی' کسی کو معمولی سی زحمت بھی اٹھانی نہیں پڑتی۔ بالکل اسی طرح جنت میں اہل جنت بھی بیک وقت اپنے رب کا دیدار کریں گے' اس میں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دیدار کس طرح ہو گا؟ ہم اس کی بابت کوئی تمثیل یا تشبیہہ بیان نہیں کر سکتے' لیس كمثله شئی (الشوریٰ' ۱۱) کیونکہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ البتہ یہ دیدار دنیا میں' دنیوی آنکھوں سے نہیں ہو سکتا' کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں' جو اللہ کے دیدار کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اسی لئے علمائے محققین نے بیان کیا ہے کہ معراج کے موقعے پر نبی ﷺ نے اللہ کا دیدار نہیں کیا' بلکہ اللہ نے وحی کے ذریعے سے ہی اپنے احکام انہیں دیئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس کی مؤید ہے۔ البتہ جنت میں یہ دیدار اس لئے ممکن ہو جائے گا کہ وہاں جس طرح ہر چیز غیر فانی ہو گی' اسی طرح اہل جنت کو جو آنکھیں ملیں گی' وہ بھی غیر فانی ہوں گی اور ان میں اللہ کے مشاہدے اور دیدار کی طاقت ہو گی۔

١٨٩٨ - وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئاً أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا. أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئاً أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷ / ۱۸۹۸۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب جنتی' جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا تم کسی اور چیز کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ تو وہ کہیں گے' کیا تونے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تونے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا (اور جنتی اپنے رب کا دیدار کریں گے) پس وہ کوئی چیز ایسی نہیں دیئے گئے ہوں گے جو انہیں اپنے رب کے دیکھنے سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين ربهم في الآخرة.

فوائد: اس میں بھی آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات ہے۔ البتہ یہ دیدار جنت میں ہو گا' جس سے صرف اہل ایمان مشرف ہوں گے اور یہ شرف و اعزاز' جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہو گا۔ یہ مسئلہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة (سورة القيامہ' ۲۲'۲۳) "اس دن کئی چہرے

ترو تازہ ہوں گے' اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے" اسی لئے اہل سنت کے ہاں یہ عقیدہ متفقہ ہے' کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جنت میں اہل ایمان اپنے رب کا مشاہدہ کریں گے۔ البتہ خوارج' معتزلہ اور جھمیہ و مرجیہ وغیرہ گمراہ فرقے اس کو نہیں مانتے۔ اپنے گمراہ عقیدے کی وجہ سے یہ لوگ جنت میں بھی نہیں جائیں گے' اس لئے واقعی اس عقیدے کے حامل لوگ آخرت میں بھی دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے۔ کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون (سورۂ مطففین' ۱۵) "بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب کے (دیدار سے) محروم رہیں گے" اور اہل سنت اپنے عقیدے کے مطابق جنت میں جا کر اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ ونسال اللہ تعالی ان نکون منھم

امام نوویؒ نے اس حدیث پر اپنی کتاب ریاض الصالحین کو ختم فرما کر حسن خاتمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ مؤلف مرحوم (امام نوویؒ) کی طرح' اس کے مترجم و محشی اور اس کے ناشر و طابع اور دیگر معاونین بھی حسن خاتمہ سے بہرہ ور ہو کر جنت میں دیدار الٰہی سے حظ اندوز ہوں گے ع

این دعاء از من' و از جملہ جہاں آمین باد

قال الله تعالَى: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَـٰنِهِمْ ۖ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمُ ٱلْأَنْهَـٰرُ فِى جَنَّـٰتِ ٱلنَّعِيمِ ۝٩ دَعْوَىٰهُمْ فِيهَا سُبْحَـٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَـٰمٌ ۚ وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴾ [يونس: ٩، ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے' ان کو ان کا رب (جنت کا) راستہ دکھائے گا جن کے نیچے' نعمت والے باغوں میں' نہریں جاری ہوں گی' ان کی پکار اس میں سبحنک اللھم ہو گی' اور ان کی آپس کی ملاقات' سلام (کے ساتھ) ہو گی اور ان کی آخری پکار ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فائدۂ آیت: امام نوویؒ نے سب سے آخر میں' حدیث مذکور کی طرح' آیت بھی وہ درج کی ہے جس میں اہل ایمان کے لئے' جو عمل صالح سے آراستہ ہوں گے' جنت کی خوش خبری ہے۔ اس میں بھی گویا حسن خاتمہ کی طرف اشارہ اور اس کی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں یہ دعاء قبول فرمائے اور حسن خاتمہ کی سعادت سے نوازے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس (کام) کی ہدایت دی' اگر اللہ ہمیں اس کی ہدایت نہ دیتا تو ہم خود اس کو اختیار کرنے والے نہ ہوتے۔ اے اللہ! اپنے بندے اور رسول' نبی امی محمد (ﷺ) آپؐ کی آل' ازواج اور اولاد پر رحمت نازل فرما۔ جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی اور نبی امی محمد (ﷺ) اور آپؐ کی آل' ازواج اور اولاد پر

برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔

قَالَ مُؤَلِّفُهُ يحيى النَّوَوِيُّ غَفَرَ اللهُ لَهُ: «فَرَغْتُ مِنْهُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ رَابِعَ عَشَرَ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَسِتِّمَائَةٍ بِدِمَشْقَ»

اس کے مؤلف (امام نوویؒ) نے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، فرمایا۔ میں اس کتاب کی تالیف سے بروز پیر، ۱۴ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری میں بمقام دمشق فارغ ہوا۔

راقم آثم صلاح الدین یوسف عرض کرتا ہے کہ وہ اس کتاب کے ترجمے، تخریج اور فوائد کے کام سے ۳۰ صفرالمظفر ۱۴۱۷ھ، ۱۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور راقم کی اور اس کے ناشر جناب عبدالمالک مجاہد اور دیگر معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر صحیح معنوں میں اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح کریں۔ احادیث کا یہ گلدستہ یقیناً اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اسے پڑھے اور اپنے کو حسن عمل اور حسن کردار کے زیور سے آراستہ کرے۔ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔

والحمدللہ اولا وآخرا

